شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ
کی سیرت، احوال و آثار اور علمی مقام پر مشتمل تحقیقی و ادبی کاوش

غوث الوریٰ



نعمان قادر مصطفائی

اویسی بک سٹال
پنیالز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ

کی سیرت، احوال وآثار اور علمی مقام پر مشتمل تحقیقی وادبی کاوش

غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ

حسب الارشاد

پیر میاں عبدالخالق قادری

(سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ)

مصنف

نعمان قادر مصطفائی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مصطفےٰ

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب ...... غوث الوریٰ
مُصنف ...... نعمان قادر مصطفائی
حسب الارشاد ...... پیر میاں عبدالخالق قادری
(سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ)
معاونت ...... سید احسان احمد گیلانی
(چیف ایڈیٹر "تسخیر" لاہور)
پروف ریڈنگ ...... اُمِ ہادی
ہدیہ ...... 300 روپے

ملنے کے پتے

- ○ صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- ○ مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
- ○ مکتبہ بہار شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- ○ شبیر برادرز ○ نعیمیہ بک سٹال ○ نظامیہ کتاب گھر زبیدہ بازار لاہور
- ○ مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○
- ○ شمس و قمر بہاؤالدین لاہور ○ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- ○ مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ ○ مکتبہ قادریہ میلاد چوک گوجرانوالہ
- ○ مکتبہ الفرقان ○ مکتبہ غوثیہ ○ والی کتاب گھر زبیدہ بازار گوجرانوالہ
- ○ مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- ○ مہریہ کاظمیہ ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- ○ مکتبہ اہلسنّت فیصل آباد ○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- ○ جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- ○ مکتبہ ضیائیہ ○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- ○ اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ امام احمد رضا کریم روڈ راولپنڈی
- ○ مکتبہ تنظیم الاسلام ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ ○ مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور

انتساب

اپنی اس کاوش کو آبروئے تصوف، مردِ درویش، تحریکِ پاکستان کے

عظیم سپہ سالار، خرمنِ باطل پر برقِ شرربار، شیریں کلام، نظر عقابی،

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا نقشِ ثانی، مُجدِدِ وقت

حضرت حافظ الملت جنابِ حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت

ذاتِ گرامی کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں

۔۔۔۔۔گر قبول اُفتد زہے عزو شرف۔۔۔۔۔

فقیر نعمان قادر مصطفائی

منقبت بحضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہستم سگِ آستاں عبد القادر
قسمت رَسدم کہ خواں عبد القادر
گفتا قدم بہ گردنِ اقطاب است
سُبحان اللہ! شانِ عبد القادر
چوں موجِ قبول ازلی مے آید
سالک بہ درِ غوثِ جلی مے آید
آں تاجور فقرو امیرِ بغداد
از گلشنِ او بوئے علی مے آید

(پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی)

فہرست

حرفِ آغاز

دورِ جدید میں انسانی حقوق کا بہت زیادہ پرچار کیا جاتا ہے اور انسانی حقوق کی بحالی کے لیے دنیا کے ہر خطے میں بہت سی تحریکیں ابھرتی ہیں، متحرک ہوتی ہیں اور بعض اوقات کامیاب بھی ہوتی ہیں۔ انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے مذہب سب سے موثر ذریعہ ہے اور اس باب میں دنیا کے مختلف مذاہب دعویٰ رکھتے ہیں کہ ہم انسانیت کے علمبردار ہیں، مذاہب کی اپنی تاریخ ہے ان کے پیروکاروں کے طرزِ عمل کی اپنی داستان ہے۔۔۔۔۔۔۔ دنیاوی بادشاہت مذہب سے اور مذہب دنیاوی بادشاہت سے بسا اوقات ٹکراتا ہے اور یہ تصادم مختلف صورتوں میں جاری رہتا ہے۔ مذہب غالب آجاتا ہے اور بادشاہتیں مذہب کے سامنے اپنا علَم سیادت سرنگوں کر دیتی ہیں لیکن مذہب کا اعجاز تو تب سر چڑھ کر بولتا ہے جب اس کے پیروکار صاحب اخلاص ہوں اور انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق ان کے اخلاق پاکیزہ، روشن اور قابل رشک ہوں۔ حقوق و فرائض کا احساس ان کے ایمان سے دامنگیر ہو

آسمانی مذاہب میں جب اخلاقیات کے بارے میں تعلیمات کا ذکر ہوتا ہے تو دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن امتیاز سامنے آتا ہے۔ قرآن نے مزاحمتی ماحول کا ذکر کرتے ہوئے کامیابی اور سرفرازی کا حوالہ خلق عظیم سے دیا ہے کہ دنیا بھر کی علمی اور روحانی صلاحیتوں پر بالآخر اعلیٰ اخلاقیات ہی کا غلبہ ہوتا ہے۔ ظاہری اخلاق علم و تربیت کا نتیجہ ہوتا ہے اور باطنی اخلاق روحانی مجاہدات اور طریقہ تقویٰ سے جنم لیتے ہیں

اور اسلام کی ظاہری و روحانی اخلاقی تعلیمات باطنی تربیت اور اخلاص کا تقاضہ کرتی ہیں۔ یہی احساس علم و تربیت اور مجاہدہ و اخلاص بہترین انسان بنانے میں نہایت کارگر

ثابت ہوتے ہیں
حضور کونین پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک یہی سکہ رائج الوقت ہے۔
جس شخص نے بھی اس راہِ مستقیم کو اختیار کیا وہ اپنے رب وحدہ لاشریک کا محبوب انسان بن گیا اور اپنے دور کا قائد قرار پایا اور آئندہ آنے والے زمانوں کا راہبر بنا پھر مابعد کے ادوار نے اس فردِ عظیم کی روشن ذات سے اپنے افکار و اعمال کے چراغ روشن کیے۔ان کی عظمت کا ڈنکا بناء بر عقیدت نہیں بتقاضائے حقیقت بجا
وہ مذاہب کی مزاحمتی کشمکش سے انسان کو نکال لائے اور انسان کو خلافتِ حقیقی کا اہل بنا دیا۔دراصل یہ اسلامی تصوف کا اعجاز تھا کہ جس نے انسان کو اپنے اندر جھانکنے کا مکمل اور کارگر شعور عطا کیا اور پھر تربیت کے خانقاہی نظام نے فطرت کی تدبیر کو تقدیر کا ہموا بنا دیا۔روح و بدن کے رشتے میں اعتماد، اعتبار اور اشتراک پیدا کر دیا۔دل اور دماغ کی ہم آہنگی نے انسانی شعور ذات کو قوت عطا کی رب اور بندے کے رشتے میں حجابات کی کائنات کو برطرف کرنے کے لیے روح شناسی نہایت ضروری ہے اور روح شناسی ہی دوامِ حیات کی اولین ضمانت ہے۔ہر دور میں روح شناسی کے ماہرین موجود ہیں اور انہوں نے روح شناسی کو علم وفن کا درجہ دیا اور آئندہ نسلوں کو جدید تقاضوں کے مطابق منتقل کیا۔اس علم وفن کا عروجی دور وہ ہے جب مزاحمتی حالات نے دین کو یکسر مٹانے کی کوشش کی اور اسے بدنام کرنے کے لیے نااہل بادشاہوں کا سیاسی سہارا لے کر مسجد و مدرسہ و خانقاہ کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی اور یہ ایک بڑی گہری سازش کے اثرات تھے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے منسوخ ادیان کی مسخ شدہ شکلوں کو ناقابل اصلاح پا کر خدا کے آخری پیغام دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے خلاف علمی، سیاسی اور معاشرتی ایک جال بچھا دیا تھا

یسے حالات میں اثاثہ دین کا ورثہ ان لوگوں کے پاس بحفاظت موجود تھا جن دگوں نے ظاہری اعمال کی پاکیزگی اور باطنی اخلاق کی قوت سے دین کی اصل نکل کو برقرار رکھا تھا اور یہی لوگ بندگانِ اخلاص تھے۔ یہی پاک طبیعت و پاک بہاد تھے۔ یہی لوگ اسلام کی روشنی کو اپنے کردار کے وسیلے سے مسلمان معاشرے یں تقسیم کررہے تھے

چھٹی صدی ہجری کے خاموش صوفیانہ انقلاب کو تاریخ اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ جب احیائے دین کا کام نہایت مربوط قرینے اور اخلاص کے سلیقے سے سرانجام دیا گیا۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی شخصیت کو ایک کامل مقتدا اور راسخ العزم رہنما کے طور پر پیش کیا۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ظاہری و باطنی علوم کی جامع تھی۔ اخلاص کا اور اخلاق کا سراپا تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کا وجود اقدس عالم اسلام کی قیادت کا حقیقی سرمایہ تھا۔ یہ ذاتِ اقدس محض عقیدت و ارادت کا روایتی مرجع نہ تھی بلکہ آپ کی تعلیم و تربیت کے نظام کو جو دیرپائی اور استحکام نصیب تھا وہ آج تک کے دور کے لیے ایک کامیاب راہِ نجات اور طریقہ فلاح شمار کیا جاتا ہے۔ چھٹی صدی ہجری کا دور تجدید و احیائے دین کا نہایت قابل رشک اور قابل عمل دور ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ بلاشبہ ایک باطنی و روحانی سلسلہ ہے لیکن اس طریقہ روحانیہ میں معاشرتی اصلاح اور اخلاقی تربیت کا ایک خاص جوہر موجود ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج کا ایک روحانی پہلو تو نمایاں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ خاموش دینی تبلیغ اور معاشرتی اصلاح کا پہلو بھی کسی انداز سے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک علیحدہ مستقل موضوع ہے۔

اس موضوع کا ایک ذیلی عنوان پیر صاحب پاگارہ کی خانقاہ ہے۔ جس کا دور رس کردار

سندھ کی مختلف خانقاہوں کی تربیت اور نظام میں نظر آتا ہے۔ سندھ کی ایک بڑی قادری خانقاہ بھرچونڈی شریف کا روحانی، علمی اور سیاسی کردار مسلمانان پاکستان کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس خانقاہ کے اکابرین سے لے کر موجودہ صاحب سجادہ تک عوامی فلاح کے مختلف پروگرام دورِ جدید میں خانقاہی اثرات کو نمایاں کرتے ہیں۔ خانقاہ بھرچونڈی شریف کی منجملہ خدمات ایک تفصیل طلب موضوع ہے

گزارش تو صرف اتنی ہے کہ خانقاہ عالیہ میں ایک بڑا تربیتی نظام ترتیب دیا جارہا ہے جو دورِ جدید میں تجدید واحیائے دین کے فریضہ کو سرانجام دینے کے لیے کفایت کر سکے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ظاہری علوم سے لے کر باطنی علوم تک آبیاری ایک امتیازی وصف ہے۔ اس لیے خانقاہ عالیہ بھرچونڈی شریف کے مربی ومرشد حضرت عبدالخالق صاحب قادری نے نظامِ روحانیت کی تجدید کے لیے ایک نصب العین کے تحت کچھ علمی کام شروع کیے ہیں ان میں سے ایک اہم ترین کام حضرت محی الاسلام حضور محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا علمی وتاریخی تعارف ہے۔ اس تعارف کی غرض صرف اتنی ہے کہ آج کا تتر بتر مایوس مسلمان معاشرہ دین کی حقیقی روشنی کو تاریخ کے پس منظر اور دورِ جدید کے پیش منظر میں اچھی طرح سے پہچانے اور ایک جاندار اسلامی معاشرہ اقوام عالم کی قیادت کے لیے پھر سے ابھرے اور اسلام کے علم کو قلوب کی سرزمین میں نصب کردے۔ اس پاکیزہ مقصد کے حصول کے لیے ایک بلند کردار محی الدین اور مجدد دین کی سیرت سے آشنا کرواتا ہے

حضرت پیر صاحب کی فرمائش پر نعمان قادر مصطفائی نوشاہی قادری نے حضور سیدنا غوث پاک علیہ الرحمتہ والرضوان کی سیرت مبارکہ پر مقاصد عالیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک خوبصورت تحقیقی وادبی کتاب ''غوث الوریٰ'' مرتب کی ہے۔ تاکہ دورِ

جدید میں ایک کامل وجود قیادت کا تصور واضح ہو سکے۔ جناب نعمان قادر مصطفائی ایک کہنہ مشق معروف صحافی ہیں۔ انہوں نے اپنے معاشرتی فنی تجربے کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے باطن کے سوزِ دروں کو نہایت خلوص سے حسن قرینہ سے اوراق پر منتقل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سائی کو قبول فرمائے اور حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری صاحب کے حسنِ نیت اور پاکیزہ عمل کو آنے والی نسلوں کے لیے روحانی و سماجی انقلاب کا وسیلہ بنا دے۔ خانقاہ بھرچونڈی شریف کا کردار ہندو سندھ کے طاغوت کے مقابلے میں ہمیشہ ہی موسوی رہا ہے۔ آزادیِ وطن میں اس خانقاہ کا کردار نہایت جانبازانہ کردار ہے اور اب تجدید و احیائے دین کے لیے اسی خانقاہ سے روشن کردار جاں کار نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلوصِ نیت اور مومنانہ جدوجہد کو قبول و منظور فرمائے۔ آخر میں برادر عزیز سید احسان احمد گیلانی کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کی بار بار یاددہانی کی بدولت یہ چند سطور بارگاہِ غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ میں ہدیہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ کریم بوسیلۂ نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم شاہ جی کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر سید قمر علی زیدی
شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

20 مارچ 2013ء

حرفِ اعزاز

• اللہ کریم نے محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی سیدنا غوث اعظم الشیخ السید ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو بڑا مرتبہ ومقام اور عظمت وشان عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

درست العلم حتیٰ صرت قطبا

ونلت السعد من مولی الموالی

ترجمہ! میں علم سیکھتے سیکھاتے مقام قطبیت پر فائز ہوگیا اور یہ سعادت مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوئی

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے علم کے ذریعے سے آپ رضی اللہ عنہ کو عرفانِ ذات عطا فرمایا اور معرفتِ الٰہی کے لیے یہی احسن راستہ ہے۔ ہر دور میں سید الاولیاء اور امام الاولیاء آپ رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا گیا۔ محی الدین، سرتاج اولیاء، غوث الثقلین، پیرِ پیران، پیرِ دستگیر، غوث اعظم اور میرِ میراں آپ رضی اللہ عنہ کے مشہور القاب ہیں۔۔۔۔۔۔۔اس قدر علوِ مرتبت کا سبب، عقیدۂ توحید پر کمال پختگی واستقامت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا کامل الاعتقاد ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی تمام کتابوں کا موضوع اللہ پاک کی توحید ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فرمودات و مواعظ کا عنوان ذات وصفات باری تعالیٰ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبات میں عقیدۂ توحید کی خوشبو کے جھونکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔چونکہ عقیدۂ توحید تمام عقائد اسلامیہ کی بنیاد واساس ہے اسی وجہ سے عقیدۂ توحید عقائد کے باب میں بھی پر فوقیت

رکھتا ہے اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس قلبی وطبعی میلان نے طبقہ صلحا واصفیا اور صوفیاء و اولیاء میں فوقیت کا حامل مقام آپ کو عطا ہونے کا باعث بنا۔۔۔۔۔۔آپ رضی اللہ عنہ کی تصانیف آج بھی ہر بھولے بھٹکے کی دستگیری کے لیے موجود ہیں۔ جنہیں عام کرنے اور ان سے اکتسابِ فیض کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ تعلیمات ہی شخصیت کا حقیقی آئینہ ہوتی ہیں

عزیز گرامی نعمان قادر مصطفائی نے بہت اچھا کیا کہ حضرت مخدوم اہل سنت پیر میاں عبدالخالق قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف کے ارشاد کی تعمیل میں سرکار بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حوالے سے کتاب ''غوث الوریٰ'' مرتب کی۔ وہ ایک محنتی نوجوان ہیں اور ان کے کام لائقِ تحسین ہیں۔۔۔۔۔۔بلاشبہ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی ہمارا قومی وملی فریضہ ہے۔ حضرت پیر صاحب ایسے کاموں کی سرپرستی کرتے رہتے ہیں کہ یہ اس خانقاہ کی قدیمی ریت اور روایت ہے۔۔۔۔۔۔نیز قبل ازاں بھرچونڈی شریف کی اس خانقاہ نے بہت عمدہ علمی کام شائع کر کے دنیا بھر میں پھیلائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیزم نعمان قادر مصطفائی کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول ومقبول فرمائے اور حضرت پیر صاحب کی توفیقات وبرکات میں بھی اضافہ فرمائے۔ آمین

اسلام کا ادنیٰ خادم

(مفتی) محمد خان قادری

بانی وشیخ الجامعہ

جامعہ اسلامیہ لاہور

حرفِ تحسین

بعض اوقات زندگی کے جھمیلوں سے تھکا ہارا انسان کسی ایسے سکون کی تلاش میں ہوتا ہے جہاں اُسے جسمانی سکون کے ساتھ ساتھ روحانی سُکھ و سکون نصیب ہو سکے اولیاء اللہ کی پاکیزہ ذات ہی بے سکون انسانیت کے لیے ''شجر سایہ دار'' کی حیثیت رکھتی ہے اور یہی اولیاء اللہ ہی ہوتے ہیں جو دم توڑتی انسانیت کے لیے ''اُمید افزا'' کا پیغام ثابت ہوتے ہیں

آج اگر کہیں امن و آشتی ہے تو یہ انہی مردانِ خُدا کی شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے، مردانِ خُدا باصفا نے دنیا میں امن، اخوت، رواداری، صلہ رحمی، حُسنِ سلوک اور درگزر کا درس دیا ہے اور اپنے تو اپنے آج غیر بھی یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ انہی صوفیاء عظام نے اسلام کے پیغام ''امن و آشتی'' کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کیا یہی وجہ ہے کہ آج ہزار سال گزرنے کے بعد بھی داتا گنج بخش کا آستانہ جگمگا رہا ہے انہی لوگوں کے بارے میں بابا بلھے شاہ نے فرمایا تھا

بلھے شاہ اساں مرناں نائیں
گور پیا کوئی ہور

مقبرہ جہانگیر فنِ تعمیر کے حوالے سے تو لائق رشک ہو سکتا ہے مگر وہاں جانے والا سکون کی لذت سے محروم رہتا ہے داتا گنج بخش کے آستانہ پر حاضری دینے والا نیک باطن انسان ''قابلِ احترام'' ٹھہرتا ہے اور داتا گنج بخش کا آستانہ دُکھی اور لاچار انسانیت کے لیے راحت جاں کا سبب بنتا ہے آج بھی بغداد کی سرزمین پوری دنیا میں حضور

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نسبت کی وجہ سے مشہور ہے غوث الاعظمؒ کو ''گیارھویں والا پیر'' بھی کہتے ہیں جس بزرگ نے مدینۃ العلم ﷺ اور باب العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لعابِ دہن سے بالواسطہ فیض حاصل کیا ہو اُس خوش نصیب ہستی کے مراتب کا اندازہ مجھ جیسا گناہگار شخص نہیں لگا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے کن فیوضات و برکات اور انعام و اکرام سے غوث الاعظمؒ کو نوازا ہے

ایسی مبارک ہستیاں بیٹھی تو فرش پر ہوتی ہیں مگر عرش کی خبریں اِن سے پوشیدہ نہیں ہوتیں کیونکہ

اِن کی نعلین کو پیوند لگا نے والے
کعبہ قوسین کی منزل کا پتہ دیتے ہیں

اولیاءاللہ نے ہمیشہ سچ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے جس کی بنیاد پر وہ ولایت کے مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں، جس بچے کو ماں بچپن ہی سے سچ کی لوری دے اور بچہ بھی ماں کا دیا ہوا سبق یاد رکھے تو پھر سچائی کے راستے پر چلتے چلتے بالآخر مقامِ غوثیت مآب کی منزل حاصل ہو جاتی ہے وہ سچ ہی تھا کہ جس نے ڈاکوؤں کے بہت بڑے گروہ کو سچائی کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا اور غوث الاعظمؒ کے دستِ مبارک پر تائب ہونے والا وہ پہلا گروہ تھا جس نے غوث الاعظمؒ کے دستِ حق پرست پر گناہوں سے توبہ کی تھی اُس کے بعد تائبین کا سلسلہ موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگا تھا

نوجوان سکالر، دانشور، صحافی اور کالم نگار جنابِ نعمان قادر مصطفائی نے ''غوثُ الوریٰ'' کی شکل میں سیرت غوث الاعظمؒ کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے گویا کہا جا سکتا ہے کہ یہ

ایک ساغر ہے جس میں عشق غوث الاعظمؓ کی شراب بھری ہوئی ہے

نعمان قادر مصطفائی نے داتا کی نگری لاہور کی ہنگامہ خیز اور مست و الست زندگی میں بھی اپنے دامن کو آلودگیوں سے بچائے رکھا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اولیاء اللہ سے نسبت ہی کا سارا فیض ہے اور آج جس کا نتیجہ ''غوث الوریٰ'' کی شکل میں سامنے آیا ہے، اولیاء اللہ سے محبت برادر نعمان قادر مصطفائی کی گھٹی میں شامل ہے

خانقاہ قادریہ بھر چونڈی شریف کا کردار تحریکِ پاکستان میں نمایاں نظر آتا ہے، حافظ الملت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی سنہری اور یادگار خدمات کو قطعاً نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جب بھی تحریک پاکستان کا نام آئے گا ساتھ ساتھ پیر آف بھر چونڈی شریف کا نام بھی سُنہری الفاظ کے ساتھ لکھا نظر آئے گا گویا کہا جا سکتا ہے کہ ''تحریکِ پاکستان اور پیر آف بھر چونڈی شریف'' لازم و ملزوم ہیں

آستانہ عالیہ بھر چونڈی شریف کے سجادہ نشین اور مرکزی جماعت اہلسنت کے مرکزی امیر محترم جناب پیر میاں عبد الخالق قادری علم دوستی کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں پیر صاحب کی سادگی اور انسان دوستی دنیا بھر میں معروف ہے میں جب پیر صاحب کے گرد پروانوں کا ہجوم دیکھتا ہوں تو ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی زباں میں کہنا پڑتا ہے کہ

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات، کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

اس دور میں ''خانقاہ'' اور ''درس گاہ'' کو یکجا کرنا پیر صاحب کا ایک عظیم علمی و روحانی کارنامہ ہے اور علم دوستی کا واضح ثبوت ہے میرے دل سے ان کے لیے دُعا نکلتی ہے ''اللہ کرے زورِ ہمت اور زیادہ''

پیر میاں عبدالخالق قادری صاحب کی سرپرستی میں ''غوث الوریٰ'' کی اشاعت عظیم کارنامہ ہے، اللہ تعالیٰ برادر نعمان قادر مصطفائی کو انسانیت کی فلاح واصلاح کے لیے تصنیف و تحقیق میں مصروف عمل رکھے اور کامیابی عطا فرمائے (آمین)

پروفیسر ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی

کالم نگار روزنامہ نوائے وقت لاہور

حرفِ محبوب

نعمان قادر مصطفائی......نوجوان نسل کا نمائندہ قلمکار...... مخلص، شعوری، دیرینہ، بے لوث ،فلاحی و رفاعی دینی کارکن ہیں۔ بچپن سے لڑکپن اور پھر جوانی تک مشنری جذبے سے سرشاری کے ساتھ ساری عمر گزاری۔۔۔۔۔اخلاص کی دولت سے مالا مال ہیں جہاں بھی خیر، نیکی، فلاح یا دین کی خدمت کا کوئی موقع دیکھتے ہیں بلا تامل اور غیر مشروط بنیادوں پر دستِ تعاون بڑھا دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیہ سے لاہور ہی نہیں ان کی قلمی وسماجی خدمات کا اعتراف وادیٔ مہران، خطۂ بولان، وادیٔ خیبر اور آزاد کشمیر کی سرحدوں کے دوسرے پار بھی کھلے بندوں میں موجود ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ وادیٔ علم کے سیاح ہیں اور قلم وقرطاس کے ساتھ ان کا رشتہ مضبوط ہے ایسے دوست اپنے سارے حلقے کے لیے سرمایۂ افتخار اور باعث عزت ووقار ہوتے ہیں اور ہم تو زمانۂ قدیم سے ان کی خوبیوں کے معترف ہیں

نعمان قادر مصطفائی پہلے پہل طلبہ کے ترجمان ''نوائے انجمن'' میں چھپنا شروع ہوئے پھر روزنامہ امروز کے تعلیمی ایڈیشن کی زینت بنے اور اب وہ قومی بین الاقوامی اخبارات کے مین صفحات پر نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس وقت دنیائے اسلام کی عظیم علمی، روحانی شخصیت حضور پرنور غوث العالمین، غوث الثقلین تاجدار ولایت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کی کتاب ''غوث الوریٰ'' ہمارے سامنے ہے جس کا مطالعہ ان کی

محنت کی گواہی وشہادت پیش کرے گا اور یہ کتاب جہاں سالکین کے لیے نصاب محبت فراہم کرے گی وہاں عام قارئین کو بھی معلومات کا بے بہا خزانہ عطا کرے گی۔

میں اپنے بھائی نعمان قادر مصطفائی کے لیے دارین میں کامیابیوں کی دعا کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب ان کے لیے معرفت کے دَر وا کرنے کا باعث بنے گی۔

خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف علم وحکمت کی ایک ایسی درس گاہ ہے جہاں سے انسانیت فیض یاب ہو رہی ہے اور تا قیامت اکتسابِ فیض کرتی رہے گی اللہ تعالیٰ مخدومِ اہلسنت پیر میاں عبدالخالق قادری کا سایہ تا دیر اُمت مسلمہ پر قائم رکھے (آمین)

ملک محبوب الرسول قادری

چیئرمین

انٹرنیشنل غوثیہ فورم

۲۰ مارچ ۲۰۱۳

حرفِ شاد

اختلاف رائے ایک فطری، عقلی اور ضروری امر ہے، کسی موضوع پر جب اہلِ علم کی مختلف آراء سامنے آتی ہیں تو وہ سطحی سوچ کا نتیجہ نہیں ہوتیں بلکہ اس کے پیچھے وسیع مطالعہ، مختلف پہلوؤں کا بنظرِ عمیق جائزہ اور پختہ اجتہادی صلاحیت کارفرما ہوتی ہے اور بدیہی (واضح امور) طور پر نظر آتا ہے کہ اختلاف کرنے والوں نے متعلقہ موضوع سے متعلق جملہ فراہم شدہ مواد کا ہر پہلو سے جائزہ لینے کے بعد عملی بنیادوں پر نتائج اخذ کیے ہیں اور پھر عقل و دانش کو استعمال کرتے ہوئے دیانت داری سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اختلاف رائے کی یہ شکل اور نوع ہر طرح محمود اور مقبول ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "اختلافِ اُمتی رحمتہ" میں اسی طرف اشارہ ہے---------!

اختلاف میں فساد کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب کسی موضوع پر اختلاف رائے کے بعد صرف اپنے موقف کو کلی طور پر درست سمجھا جائے اور دوسرے کے موقف کو سرے سے غلط قرار دے دیا جائے، اختلاف کرنے والے نہ صرف اپنی رائے پر شدت سے اصرار کریں بلکہ اپنے نقطہ نظر کو درست ثابت کرنے کے لیے گروہ بندی کے درپے ہو جائیں اور فریق ثانی کی زبانی تحقیق کے ساتھ ساتھ زور بازو سے اسے زیر کرنے کی کوشش بھی کریں اس اختلاف گروہ بندی، منافرت بلکہ باہمی قتل وغارت کا فائدہ اگر کسی کو پہنچ رہا ہے تو صرف اور صرف دشمنانِ اسلام کو پہنچ رہا ہے---------وہ اپنا مقصد بعض سادہ لوح جذباتی مسلمانوں کے ہاتھوں پورا دیکھ کر فرح اور شاداں

ہیں۔

علمائے کرام ہوں، دانشور ہوں، مصنفین یا معلمین ہوں، ہر ایک کا منصب یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سنجیدگی اور خلوص نیت کے ساتھ منافرت کی جگہ باہمی محبت واخوت کو پروان چڑھانے کے لیے ایک دوسرے کا سہارا بنیں، قرآن کریم نے جو ہمیں بنیادی تعلیم دی ہے وہ یہی ہے کہ بلاشبہ مومن ایک دوسرے کا بھائی ہے اس لیے ہمارا فرض ہے کہ جہاں اختلاف اور ٹکراؤ ہو وہاں صلح اور امن کے قیام کے لیے اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لائیں۔۔۔۔۔۔۔۔!

یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر کوئی صحافی ہو سکتا ہے اور نہ ہی کالم نگار۔۔۔اسی طرح تصنیف و تالیف کا ملکہ بھی عطاء الہی ہے اس کے بغیر ایسا مشکل اور دقیق کام ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔۔۔۔۔۔بات کہہ پانا اور پھر اس بات کو دوسروں کے اذہان میں احسن طریقہ سے اتار سکنا عطا پر عطاء الہی ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے اور جب چاہے اپنی عطاؤں سے نواز دے، بندہ کو بہر حال بندہ بن کر رہنا چاہیے اور اپنے خالق و مالک کے حضور ہمہ وقت غیر مشروط اطاعت کا نام ہی بندگی ہے کس بات میں خالق و مالک راضی ہے اور کس بات میں ناراض، اس کا پتہ کیسے چلے تو یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، دعوی محبت الہی کی دلیل بھی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

فاضل مصنف، نوجوان سکالر، دانشور جناب نعمان قادر مصطفائی ایک صالح اور با کردار نوجوان ہیں جو دین اسلام سے والہانہ محبت رکھتے ہیں، صحافت اور کالم نگاری

میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، آپ کے الفاظ کا چناؤ اپنی مثال آپ ہے اور آپ کے سامنے الفاظ لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے یوں کھڑے ہوتے ہیں جیسے بادشاہ کے سامنے کنیز۔۔۔۔۔۔قومی اور بین الاقوامی میگزین و جرائد میں آپ کے آرٹیکل پڑھنے کو ملتے رہتے ہیں جس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، قومی چینلو پر دینی و اصلاحی پروگرامز کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہے، بات کو دلائل کے ساتھ بیان کرنے کا فن بھی خوب جانتے ہیں، عاجزی وانکساری آپ کا طرہ امتیاز ہے، دین اسلام کی خدمت دامے، درمے اور سخنے سرانجام دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں دین کی خدمت کے ساتھ ساتھ بے سہارا انسانیت کی خدمت کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ نظر آتے ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ خدمت انسانیت کا جذبہ نعمان قادر مصطفائی کی فطرت میں شامل ہے۔

جس جذبہ اور شوق سے انہوں نے پیر طریقت، رہبر شریعت، درویش منش روحانی شخصیت جناب قبلہ پیر میاں عبد الخالق قادری دامت برکاتہم العالیہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف کے حکم پر حضور غوث صمدانی، پیر سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حالاتِ زندگی اور مواعظ حسنہ کا جس انداز سے زیر نظر کتاب میں ذکر فرمایا ہے اپنی نوعیت کی یہ پہلی اور منفرد تحقیقی کتاب ہے اور میں سمجھتا ہوں اس تحقیقی شاہکار کے بغیر کوئی بھی لائبریری خالی نہیں رہنی چاہیے اس کتاب کو ہر صاحبِ علم اور ''گیارھویں والے پیر دا مرید'' اپنے دل کے نہاں خانے میں ضرور جگہ دے اور اس کو اپنے گھر میں ضرور رکھے تا کہ نوجوان نسل بھی ''گیارھویں والے پیر'' کے کارناموں

اور آپؒ کے مواعظ حسنہ سے استفادہ کر سکے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، علم لغت، علم تاریخ اور علم مناظرہ میں کمال حاصل تھا ایک روایت کے مطابق چار سو افراد آپ کا وعظ قلم بند کرتے تھے آپؒ کے جلسہ میں لاکھوں سامعین کی تعداد ہوتی اور کمال یہ تھا کہ آپؒ کی آواز مجمع کے آخری سامعین تک بھی بآسانی پہنچتی تھی ایک بار لاکھوں کے مجمع میں وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک بادو باراں کا طوفان اُمڈ آیا، سامعین میں کچھ ہل جُل اور پریشانی کے آثار پیدا ہوئے تو آپؒ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ واہ رب تعالیٰ! میں تیری مخلوق کو اکٹھا کر کے وعظ ونصیحت کرتا ہوں اور آپ مینہ اور اندھیری چلا کر انہیں منتشر کرتے ہیں بس اسی وقت مطلع صاف ہو گیا اور لوگوں نے پوری دلجمعی کے ساتھ آپ کا وعظ سنا زیر نظر کتاب میں قاری کو بہت کچھ پڑھنے کو ملے گا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور حافظ الملت فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے ایسا خوبصورت اور معلوماتی لٹریچر پڑھنے کو ملتا رہے اور سب سے اہم بات کہ علم دوست روحانی شخصیت قبلہ پیر میاں عبدالخالق قادری دامت برکاتہم العالیہ کا سایہ ہمیشہ ہم جیسے گناہگاروں پر رحمت کے بادلوں کی طرح سایہ فگن رہے (آمین)

میاں محمد سعید شاد

سابق آفیسر محکمہ تعلیم، چیئرمین زکواۃ کمیٹی

رحمان پورہ کالونی لاہور

حدیثِ دل

اسلامی شجر کے پھلنے پھولنے کے زمانہ میں صوفیاء اور اکابرین کی علمی اور عملی کاوشوں، فکری جولانیوں، سوچوں کے ذخیروں اور ذہنی افکار کا کسی نہ کسی جگہ کوئی "مرکزِ حیات" ضرور ہوتا ہے۔۔۔۔!

وہ مرکزِ حیات جاوداں مکۃ المکرمہ کی مقدس سرزمین ہو یا مدینۃ المنورہ کی معنبر و معطر دھرتی۔۔۔!

وہ مرکز اشبیلیہ کی صورت میں ہو یا غرناطہ کی شکل میں۔۔۔ بغداد کا روحانی سانچہ ہو یا قاہرہ کی دانش گاہ۔۔۔!

بخارا میں حکمت و دانائی کا سرچشمہ ہو یا سمرقند میں روشن کیا گیا روحانی چراغ۔۔۔۔!

اجمیر کی پرتاثیر دھرتی ہو یا ہجویری کی زلف اسیر سرزمین۔۔۔!

بھرچونڈی شریف کی محبت آمیز اور خیر کی خیرات تقسیم کرتی درگاہ ہو یا امن کے گیت گانے والی شاہ بھٹائی کی دھرتی وادی مہران۔۔۔۔!

غرضیکہ کسی نہ کسی صورت میں کوئی خطہ اسلام کی ترقی و ترویج اور تصوف کے احیاء کے لیے اپنا ایک اہم کردار ادا کرتا رہا ہے مسلمانوں کے دورِ عروج میں ان کے پاس بلال ؓ و قرنی کا والہانہ عشق، رومی، رازی اور غزالی کی ذہانت، بوعلی سینا کی فراست، اجمیری اور ہجویری کی شب بیداریاں، غزالی اور ٹیپو سلطان کی بے نیام تلواریں، آہنی جذبے اور جگر پاشیاں، قرطبی و اندلسی کی نکتہ سنجیاں، بہلول و منصور کے پُرعزم جذبے، حافظ الملت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی شریف کی شب پاشیاں، دیدہ ریزیاں زُہد و تقویٰ

حتیٰ کہ سب کچھ تھا لیکن اپنوں کی بے وفائی اور مسلمانوں کی سستی، کاہلی اور غلط کاریوں کی وجہ سے حالات کا پہیہ اُلٹا گھوما۔۔۔ نیچے والا اوپر اور اوپر والا نیچے آ گیا۔۔۔۔!

مسلمانوں کا ریاستی وجود جس سے ریاست کا حسن قائم تھا وہ موہوم سایوں کی طرح سمٹنے لگا، بڑے بڑے شاہی ایوان جن میں اگر ایک بے ریا درویش وقت کے حکمرانوں کو غلط کاریوں سے آگاہ کرنے کے لیے جاتا تو حکمرانوں کے عارضی ایوانوں کے در و دیوار لرزنے لگتے تھے۔۔۔۔۔!

انہی ''چٹائی توڑ'' علماء وصوفیاء نے سلاطین کی درباداری سے ہمیشہ گریز کیا اور حکمرانوں کے لیے یہ درویش صفت صوفیاء ''گردن توڑ'' بخار کی حیثیت رکھتے تھے اور ہمیشہ اپنے ارادت مندوں کو بھی ایسے نصیحت آموز کلمات سے نوازتے رہے کہ۔۔۔۔۔۔۔ ''بہترین امیر وہ ہے جو کسی فقیر کے آستانے پر سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہے اور بدترین فقیر وہ ہے جو کسی امیر کی چوکھٹ پر اپنی جبین نیاز جھکائے ہوئے ہے''۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر جب سے شاہی ایوانوں کا دنیاوی درویشوں نے جاہ و حشم اور مسند و کرسی کے لیے طواف شروع کیا ہے خانقاہوں سے نکلنے والی نورانی شعاعیں مدہم ہو گئی ہیں اور الا ماشاء اللہ خانقاہوں کی پیشانیوں پر وقار و تمکنت اور حکمت و دانائی کی بجائے جھوٹ و منافقت کے جھومر نظر آنے لگے ہیں علماء کا طریقہ کار بدل گیا ہے ان کی ترجیحات بدل گئی ہیں۔۔۔۔۔۔ تاریخ کے صفحات کا ورق بہ ورق زیرک نگاہوں سے مطالعہ کیا جائے تو شعراء، ادباء اور حکماء کی ایک کثیر تعداد ہمیں سلاطین

کے ایوانوں کا طواف کرتی نظر آتی ہے ان دنیا پرست، زر پرست، جاہ وحشم پرست اور مطلب پرست ادباء وحکماء کا نصب العین ہی مسند وکرسی، رقبہ جات وتمغہ جات اور نوازشات وانعامات کا حصول رہا ہے لیکن اس کے برعکس ایسے صوفیاء وعلماء کرام جو تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہوتے تھے ان کی نظر میں شاہی محلات کے اونچے اونچے برج سوکھے گھاس کے خشک تنکے سے بھی بے مایہ و بے وقت ہوا کرتے تھے بڑے بڑے آمرا اور جابر حکمران اپنے پورے کروفر کے ساتھ فوج ظفر موج کے جلو میں ان کے دربار میں حاضری دیا کرتے تو بازار مصطفےٰ ﷺ میں بکنے والے درویش صفت انسان ایک نظر اُٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھتے بقول شخصے۔

تختِ سکندری پہ وہ تھوکتے بھی نہیں ہیں
بستر لگا ہو جن کا سرکار ﷺ کی گلی میں

پیارے پڑھنے والو! اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ جب بھی کسی سامراجی اور طاغوتی طاقت نے قلعہ اسلام میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کی ہے تو ''تسبیح بدست'' اور ''چٹائی توڑ'' صوفیاء عظام اور علماء کرام ہی نے آگے بڑھ کر ان کے بڑھنے والے ناپاک قدموں کو اپنے آہنی جذبوں سے روکا ہے، درویشوں وصوفیاء کے منصب حالات زندگی سے آگاہ ارباب نقد ونظر جانتے ہیں کہ ان ہی کے دم قدم سے نظامِ ہستی کی نبضیں تپش آمادہ رہتی ہیں اللہ والوں کے پُرعزم قدم جہاں بھی پڑتے ہیں راستہ بھولنے والے کارواں کے لیے سنگِ میل بن جاتے ہیں۔

اجمیر کی پُر تاثیر دھرتی کے دولہا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دست

حق پرست پر لاکھوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے، جن کے چہرہ انور کی فقط زیارت سے لاکھوں غیر مسلم مُرغ بسمل کی طرح تڑپنا شروع کر دیں اُن کی زبانِ پُر تاثیر سے نکلنے والے ارشادات کا اثر کتنا ہوگا؟ حضرت نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھنے والے وقت کے قلندر اور محدث بن گئے، سندھ میں حافظ الملت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی دہلیز ولایت پر دامن پسار کے بیٹھنے والے ولی کامل بن گئے، سخی شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی دہلیز سخاوت پر کاسہ دِل کے ساتھ منگتے بن کر آنے والے خود اہلِ سخا بن گئے اور سید جمال محمود مکی رحمۃ اللہ علیہ کی محنتوں سے لاکھوں لوگ اسلام کے پیغام سے آگاہ ہوئے، پنجاب کی دھرتی پر بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عشق، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں اور نوشو گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی محبتوں اور اعمال صالح سے اسلام کا فیضان جاری ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔!

سرحد میں بابا رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری نے اپنی محبت کا جوت جگا کر نفرتوں کو ختم کیا۔۔۔۔۔۔ کشمیر میں سید ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے سینکڑوں روحانی مراکز اور ہزاروں ذہن اسلام کی ضیاء سے روشن ہوئے، یہ درویش جس جگہ اپنی کٹیا اور جھونپڑی بناتے ہیں تشنگانِ ہدایت و طالبانِ فیض کے لیے سر چشمہ فیض بن جاتے ہیں اور یہ فیض کے اُبلتے چشمے اور خیر کی خیرات تقسیم کرتے جزیرے آج بھی قصبوں، قریوں، دیہاتوں اور بے آب و گیاہ صحراؤں، گھنے جنگلوں میں اُبل رہے ہیں۔۔۔۔۔۔!

ایسے ہی ایک گم نام اور چھوٹے سے قصبے (بھر چونڈی شریف) میں سر چشمہ ہدایت،

مردِ درویش حافظ الملت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں پھوٹنے والے چشمے کی منزہ اور مُصفّٰی لہروں نے جا بجا کئی گلستانِ محبت سیراب اور آباد کیے ہیں، اس گلستان کا ہر پھول اپنی جگہ ایک مکمل چمن زار کی حیثیت رکھتا ہے ایسے ہی چمن زار میں ایک ایسی پُر تاثیر، سحر انگیز، علم اور روحانیت کے سانچے میں ڈھلی، محبتوں اور شفقتوں کا محور و مرکز، عاجزی و سادگی کا بحرِ بیکراں، رُشد و ہدایت کا سرچشمہ، الفاظ کی مُنڈیروں پر عشق مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیپ روشن کرنے اور الفاظ کے کالروں پر معانی کے خوبصورت پھول ٹانکنے والی عظیم روحانی شخصیت، نظر عقابی۔۔۔۔۔۔ جن سے غیرت و خودداری اور مومنانہ فراست کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں جرات و شجاعت کے غماز، پیکر جرات و قناعت، مہمان نواز، خوئے وفا، خوش مزاج و خوش مذاق، سخن فہم و سخن طراز جن کو دنیائے اسلام میں امیر اہلسنت پیر سائیں عبدالخالق قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نام سے جانا جاتا ہے، سندھ کے اس دور افتادہ اور بنیادی سہولتوں سے محروم قصبہ کو ربِ ذو الجلال نے سعادت بخشی کہ یہاں سے حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں علم و معرفت اور حکمت و دانائی کا ایسا چشمہ پھوٹا کہ جس نے ٹوٹی چٹائی پر بیٹھ کر علم روحانیت کی پیاسی انسانیت کو جی بھر کر سیراب کیا علوم روحانیت کے چشمہ فیض سے تشنگانِ علم نے حکمت و معرفت کے کٹورے سیر ہو کر پیئے۔۔۔۔۔۔!

حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ جب بولتے تو الفاظ و مطالب ان کے سامنے غلاموں کی طرح دست بستہ ایستادہ نظر آتے تھے ان کے ہونٹوں سے ادا ہونے والا ہر جملہ سامعین کے دل میں یوں ترازو ہو جاتا جیسے پھولوں کی ڈالیوں میں بادِ صبح گاہی کا نم

رچ بس جایا کرتا تھا یہ خطابت محض خطابت نہ ہوتی تھی بلکہ کرامت ہوتی تھی، ہمارے دور کے اکثر اربابِ نظر شکوہ کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ بڑے بڑے صوفیاء، فقراء و علماء کی خانقاہیں اور درس گاہیں ویران اور اُجاڑ ہو چکی ہیں ان میں اکثر خانقاہی نظام کے اس انحطاط اور زوال کا ذکر کرتے ہوئے درویش لاہوری کا یہ مصرعہ دہرانا نہیں بھولتے۔۔۔۔۔۔''ہیں زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن''۔۔۔۔۔۔۔

لیکن حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش قسمت مردِ قلندر ہیں کہ ان کی خانقاہ آج بھی مرجع خلائق اور زندہ جاوید ہے آج بھی خوبصورت خیالات اور پختہ افکار کے سانچے میں ڈھلے، جواں ہمت اور پُر عزم ارادوں کے مالک خوبصورت اور نیک سیرت و نیک طینت سجادہ نشین پیر سائیں عبدالخالق قادری دامت برکاتہم العالیہ شاہین بچوں کو تسخیرِ انفس کا سبق دے رہے ہیں اور اپنے اسلاف کی علمی و روحانی میراث قریہ قریہ، بستی بستی، گاؤں گاؤں، کوچہ کوچہ، ملک بہ ملک، کو بہ کو، نگر نگر تقسیم فرما رہے ہیں۔۔۔!

قلندرِ لاہوری ڈاکٹر اقبال نے اِنہی ہستیوں کے بارے میں کہا تھا کہ

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

پیر سائیں امیر اہلسنت عبدالخالق قادری علم دوستی کے حوالے سے اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں جس کا واضح ثبوت درگاہ شریف سے متصل جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام میں واقع کثیر الجہت موضوعات سے مرصع و مسجع ہزاروں خوبصورت نایاب کتابیں اپنے دامن میں لیے عالی شان اور دیدہ زیب لائبریری کا قیام ہے لائبریری میں روز بروز

ترقی اور کشادگی کا منظر دیکھنے کو مل رہا ہے اور یہ سب پیر سائیں کی کتاب سے محبت ہی کا عملی ثبوت ہے اور تادم تحریر کتاب سے محبت کا یہ لا زوال سفر جاری ہے

حافظ الملت فاؤنڈیشن کے قیام سے پہلے ''حافظ الملت اکیڈمی'' کام کر رہی تھی اور اس اکیڈمی کے اغراض و مقاصد میں بالخصوص یہ بات شامل تھی کہ نوجوان نسل کی تربیت کا فریضہ اور اپنے اسلاف کی ملک وملت کے لیے خدمات کو تحریری انداز سے شائع کرا کر اُمت کے سامنے پیش کیا جائے حافظ الملت اکیڈمی کے پلیٹ فارم سے تحریری و تحقیقی کام جاری وساری ہے، الحمدللہ! اب تک حافظ الملت اکیڈمی کے پلیٹ فارم سے 15 کتابیں مارکیٹ میں آچکی ہیں جن میں جام عرفان، عبادالرحمٰن، نفحات الرحمٰن، پیر عبدالرحیم شہید، ملفوظاتِ مالکان، احوال وآثار سید حسن شاہ گیلانی، میلاد کی مقدس محفلیں، رسالو سلوک جو (سندھی)، اختلافی مسائل، شمس الطریقت وشریعت حضرت حافظ الملت وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ حافظ الملت فاؤنڈیشن گاہے گاہے سیمینارز، کانفرنسز، روحانی اجتماعات کے ساتھ ساتھ قبلہ حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر ایک عظیم الشان ''بین الاقوامی حافظ الملت سیمینار'' کا بھی اہتمام کرتی ہے جس میں بیرون و اندرون ملک کے معروف دانشور، مشائخ عظام، علمائے کرام، کالم نگار اور مقالہ نگار تشریف لا کر حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کی ملک وقوم اور دین کے لیے کی گئی خدمات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

تاریخ کے صفحات کی ورق گردانی کی جائے تو یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ بے شمار

حادثات اور تغیر وتبدل کے باوجود اسلام روز بروز پھیلتا جا رہا ہے اسلام کے پھیلاؤ کو ایک خول میں بند کرنے کے لیے یورپ اپنے تمام تر ذرائع اور جدید ٹیکنالوجی استعمال کر چکا ہے اور روز بروز نئے نئے اسلام دشمن بھیانک منصوبے گھڑنے کی کوششوں میں مصروفِ عمل ہے مگر ''وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے'' آج اقوام متحدہ، جی ایٹ، امریکہ اور یورپ کے بڑے بڑے سُورما سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی شدت اور روشن کی گئی شمع کو کیسے گُل کیا جائے اس بڑھتے ہوئے طوفان کے سامنے کیسے بند باندھا جائے؟

یورپ اپنی ساری میکنا ئز مشینری استعمال کرنے کے باوجود ٹوٹی چٹائیوں پر بیٹھ کر نئی نسل کے دل ودماغ میں قرآن کا نور اتارنے والے دیوانوں کو زیر نہ کر سکا یہی وہ دیوانے ہیں جو شہروں، ویرانوں، قصبوں، دیہاتوں، گوٹھوں کی تمیز کیے بغیر دین اسلام کی قندیلیں قریہ قریہ، بستی بستی روشن کر رہے ہیں، ظلمت، نفرت، بارود کے دھوئیں اور بند ہوتے ہوئے بازار میں یہ چراغ امت مسلمہ کے لئے ایک شجر سایہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ظلمت میں ڈوبی انسانیت کے لیے مشعل راہ کا کام دے رہے ہیں۔ ایسے ہی خدمت انسانیت میں شبانہ روز مصروفِ عمل ادارہ ''حافظ الملت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل'' کے زیر نگرانی وادی مہران (سندھ) میں علم وحکمت کی معیاری دانش گاہ جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام متصل درگاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف آف ڈھرکی بھی ہے جہاں سے فارغ التحصیل طلبہ اپنے دلوں اور سینوں کو نورِ قرآن سے منور کر کے اس نور سے گھر گھر چراغ جلانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اس کام

کا سارا کریڈٹ حسین خوابوں سے بنے ہوئے اور بند ہوتے ہوئے بازار کے ایک روشن چراغ ،درویش منش شخصیت ،سائیں فخر المشائخ ،آبروئے مسندِ تصوف پیر سائیں امیر اہلسنت عبدالخالق قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف و شیخ الجامعہ ہذا کو جاتا ہے جنہوں نے خانقاہ اور درس گاہ کو یکجا کر کے اسلاف کی یاد تازہ کر دی ہے کیونکہ آپ ہی کے اسلاف نے اس دھرتی کے ذروں کو قرآن کے نور سے درخشاں اور تابندہ بنایا ہے جن میں خصوصاً بانی بھر چونڈی شریف حافظ الملت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی سرِ فہرست ہے جن کی آغوشِ روحانیت اور چشمۂ فیض سے لاکھوں انسانیت نے کسبِ فیض کیا ہے جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام اسی روحانی فیض کے چشمے کا تسلسل ہے اور جامعہ ہذا کے تمام تر انتظامی امور شیخ الجامعہ نے دینی و دنیوی تعلیم کے پیکر میں ڈھلے اپنے لختِ جگر صاحبزادہ میاں عبد المالک قادری المعروف مجن سائیں رئیس الجامعہ کو سونپ رکھے ہیں جنہوں نے اپنی جوانی کے خوبصورت لمحات دین اسلام کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں ایمان کے نور سے دمکتا چہرہ ،مصطفوی مٹھاس میں ڈوبا لہجہ ،پاکیزہ جذبوں سے دریاؤں کا طلاطم ،سوچوں میں سمندروں کا سکوت ،دھڑکنوں میں عشق رسول ﷺ کا درد وسوز ،خوش طبع ،خوش وضع ،خوش قامت ،محسن شناس بھی اور دوست نواز بھی ،اخلاق ،ایثار اور محبت شروع ہی سے ان کے کردار کا حصہ رہی ہے ان کی ذات میں ایک عالم دین ،ایک منتظم ،ایک مدرس ،ایک خطیب اور ایک درویش کے خوبصورت سلیقے یکجا ہو گئے ہیں اور مجن سائیں بڑی خوبصورتی کے ساتھ جامعہ کے معاملات سنبھالے ہوئے ہیں

جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام خالصتاً احیائے اسلام کے جذبہ کی بنیاد پر اپنی مدد آپ کے تحت فروغ دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے اور الحمدللہ طلبہ کو دینی و دنیوی تعلیمات قرآن واحادیث کے حسین تصورات کی روشنی میں دی جارہی ہیں

حافظ الملت فاؤنڈیشن کے زیر انصرام سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اس وقت 175 ایسے دینی وفکری ادارے کام کر رہے ہیں جن کی سرپرستی مخدوم المشائخ جنابِ پیر سائیں عبدالخالق قادری (شیخ الجامعہ) فرمارہے ہیں۔

اور یقیناً خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف پاکستان میں واحد خانقاہ عالیہ ہے جو مروجہ روایتی خانقاہی طریقہ سے ہٹ کر منفرد انداز سے تعلیم وتربیت کا فریضہ احسن انداز سے سرانجام دے رہی ہے اور جس کا اس قدر وسیع تعلیمی، تربیتی اور روحانی نیٹ ورک ہے اور الحمدللہ روشنیوں کے شہر کراچی میں وسیع رقبہ پر مشتمل خوبصورت جامعہ اسلامیہ بھی کام کر رہا ہے جس میں سینکڑوں طلبہ حصولِ تعلیم میں مگن ہیں اور دینی مدارس کے فروغ کا یہ سلسلہ تادمِ تحریر جاری ہے

نہ جانے کیوں میری فطرت میں اولیاء اللہ سے محبت کرنا شامل ہے یہ تو شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ اولیاء سے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب ﷺ بھی محبت کرتا ہے تو پھر میں کیوں ناں "اُن" سے محبت کروں، وطن عزیز کی مقتدر خانقاہوں پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اس لیے کہ قیام پاکستان کے حصول کیلئے ان جید مشائخ عظام نے اپنی فہم و فراست، حکمت ودانش اور بہتر حکمت عملی سے اپنے مریدین کے ہمراہ ان تھک جدوجہد کی جس کے نتیجے میں وطن عزیز کا قیام عمل میں آیا۔

زندگی میں بہت کم شخصیات نے مجھے متاثر کیا ہے اور جن سے میں متاثر ہوا ہوں ان میں ایک شخصیت انسان دوست، دوست شناس، شناسائے کوئے محمد ﷺ حضرت قبلہ پیر میاں عبدالخالق قادری ہیں جن سے پہلی ملاقات ہی متاثر کن تھی، آہستہ آہستہ میں بھی قبلہ پیر صاحب کے ''متاثرین'' میں شامل ہوتا گیا نہایت ہی خلیق ،ملنسار، منکسر، خدمت انسانیت کے جذبہ سے سرشار، حسن و جمال کا پیکر، لباس میں نفاست، سوچ میں نظافت، فکر میں لطافت، جو ایک نظر دیکھ لے بس دیکھتا ہی رہ جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

جی چاہتا ہے قدرت صانع پہ ہوں نثار

تجھ کو بٹھا کے سامنے یادِ خدا کروں

پیر سائیں عبدالخالق قادری مدظلہ العالی نے نسبت قادری کے حوالے سے متعدد مرتبہ اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ''محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شہبازِ لامکانی، غوثِ صمدانی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ اور افکارِ عالیہ کے حوالے سے ''حافظ الملت فاؤنڈیشن'' کے پلیٹ فارم سے ایک خوبصورت اور بامقصد کتاب منظر عام پر آنی چاہیے، راقم کو قومی روزنامہ کے لیے انٹرویو دیتے ہوئے قبلہ پیر سائیں نے اس خواہش کا اعادہ کیا بلکہ مجھے حکم دیا کہ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

دیکھا جو ان کو ایک بار رہ گزر کہیں

دل نے بیٹھنے نہ دیا عمر بھر کہیں

سیرت غوث الوریٰ پر قلم اٹھانا مشکل تو بہت تھا، کہاں ناچیز اور ''واہ کیا مرتبہ ہے

بالا تیرا'' والی صورتحال تھی مگر ناچیز نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اس اُمید کے ساتھ حامی بھرلی کہ حضور غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ خود کرم فرمائیں گے اور میری خوش نصیبی کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی قلمبند کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔!

اور اپنے مُرشد کریم جناب ابو احمد مخدوم محمد بابر نوشاہی قادری آف گوجرانوالہ کی دُعاؤں کے حصار، قبلہ پیر سائیں جنابِ عبدالخالق القادری کی خصوصی شفقتوں اور نگاہِ فیض کے کرم اور اپنی ماں کی دُعا سے اس بابرکت اور سراپا خیر کام کا آغاز کر دیا۔

اُسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن
اُسی کے فیض سے میرے سبو میں ہے جیحوں

دورانِ تحقیق راقم کو رئیس الجامعہ جناب صاحبزادہ میاں عبدالمالک قادری مجن سائیں اور میرے رفیقِ سفر اور صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کے اکلوتے وارث جناب سید احسان احمد گیلانی کا خصوصی تعاون شامل حال رہا اور میری خوش نصیبی کہ ''غوث الوریٰ'' کی پذیرائی کے لیے محقق العصر، سرمایہ اہلسنت، داعی اتحاد بین المسلمین جناب علامہ مُفتی محمد خان قادری، سربراہ جامعہ اسلامیہ لاہور، مُخلص اہلسنت، درویش صفت شخصیت، سادگی اور عاجزی کے پیکر میں ڈھلے ہوئے جناب پروفیسر ڈاکٹر سید قمر علی زیدی صاحب (پنجاب یونیورسٹی) اور معروف دانشور، کالم نگار جناب ایثار رانا صاحب (ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے بھی اپنے خوبصورت قلبی جذبات کا اظہار کیا ہے یقیناً مجھ جیسے طالب علم کے لیے اُن

کی طرف سے تحریر کیے گئے چند الفاظ سرمایہ حیات ہیں ،اللہ تعالیٰ ایسی ہستیوں کا روحانی وعلمی سایہ تا دیر قائم رکھے (آمین) سماجی راہنما جناب ِملک نذر حسین ہانس ،میرے برادر اکبر ،حسینی مشن کے علمبر دار جناب ِمجاہد حسین الحسینی (لیہ) صوفی باصفا جناب ِحکیم صوفی اعجاز احمد (گوجرانوالہ) اور عاشق رسول ﷺ چوہدری ذوالفقار علی اور قاری شاکر علی (اللہ خیر والے ،لاہور) نے بھی ہر لحہ میری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمت بندھائی ،اللہ تعالیٰ ان کو بھی اجر عطا فرمائے

سچ ہے اَلجَدُّ فِی الجَدِوَالحِرمَانُ فِی الکَسلِ ،فَانصَب تُصِب عَن قَرِیبِ غَانِیۃُ الاَمَل ۔۔۔کامیابی کوشش میں ہے اور محرومی کاہلی میں ،لہذا کوشش کر آرزو کی انتہا کو پہنچ جائے گا

اس کے ساتھ ساتھ اگر مجھے میری شریکِ حیات ''اُم ہادی'' کا تعاون حاصل نہ ہوتا تو شاید یہ تصنیفِ لطیف اتنی جلدی آپ کے ہاتھ میں نہ ہوتی انہوں نے ہر لحظہ تحقیقی کام میں معاونت کا فریضہ سرانجام دیا ہے اللہ تعالیٰ اُنہیں اس کا اجرِ کثیر عطا فرمائے (آمین)

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

''جس کام کے لیے ہمت باندھ لی جائے اگر وہ کانٹا بھی ہوگا تو گلدستہ بن جائے گا''

راقم کی قلمی کاوش آپ کے زیرِ مطالعہ ہے، میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ سیرت غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اتنا بڑا خزانہ پہلے کہیں یکجا

نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔بات رطب ویابس کے انبار کی نہیں بلکہ معیار کی ہے، یہ میرے رتجگوں کا حاصل اور تلاش وجستجو وتحقیق کا ثمر ہے، حکمت ودانائی، علم ودانش اور شعور وآگہی کا مخزن۔۔۔۔۔۔مخزن دانش، مخزن اخلاق، مخزن حکمت، مخزن خیال، مخزن جستجو، مخزن فکر، مخزن تصور، مخزن علم، مخزن حلم اور مخزن شعور وفلسفہ۔۔۔۔۔۔!

اگر اس تحقیقی کاوش میں کوئی خوبصورتی آپ کو نظر آئے تو سمجھیں یہ سارا فیض ''گیارھویں والے پیر دا اے'' اگر کوئی کمی، کجی نظروں سے گزرے تو راقم کی کم علمی سمجھتے ہوئے نظر انداز فرما کر تشنہ پہلوؤں کی طرف نشان دہی فرمائیں گے تاکہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح کے ساتھ ساتھ اضافہ کیا جا سکے

سیرت غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محیط میری یہ سعی وکاوش اس موضوع پر حرفِ آخر نہیں ہے میں نے تو صرف ''خریدارانِ یوسف'' کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے کی کوشش کی ہے

''بلوغ المرام'' میں مجھے کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کا فیصلہ تو قارئین کا کام ہے، میری یہ سعی تو محض ایک صدا ہے جو اس عظیم روحانی شخصیت کی طرف اہل علم وفکر کو متوجہ کرنے کے لیے ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے محبوب، سید ابرار، احمد مختار، حبیبِ غفار، خاصہ کردگار، بدرالدجیٰ، آفتاب ھدیٰ، صدرالعلیٰ، نور الھدیٰ، کہف الوریٰ، صاحبِ جود وسخا، خیر الوریٰ، خواجہ دوسرا، پیکر تسلیم ورضا سید وآقا، کعبہ اصفیاء، قبلہ اغنیاء، مجسم روح فزا، سرورانبیا، حسن حبہ ورضا، دستِ عطا، راحتِ قلوبِ عاشقاں، رحیمِ بے کساں، حُبِ غریباں، قبلہ زاہداں، کعبہ

قُدسیاں، آرائش نگارستانِ چمن، رونق ریاض گلشن، سکونِ دردمنداں، راحتِ خستگاں، قرار بے قراراں، دمسازِ غریباں، مایہ بے مایگاں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں میری اس کاوش کو میرے لیے ''زادِ المعاد'' بنائے اور قارئین کے لیے ''شرح الصدور''

بنائے (آمین)

سگِ درِ بتولؓ

محمد نعمان قادر مصطفائی

(03314403420)

ایڈیٹر ماہنامہ ''تسخیر'' میگزین

کالم نگار روزنامہ ''دن'' لاہور، ناظم اعلیٰ جامعہ نور البنات تعلیم القرآن (ٹرسٹ) لیہ

Email. jamianoor786@hotmail.com

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کا خراجِ تحسین

اے ظلِ الٰہ شیخ عبد القادر

اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر

محتاج و گدائیم تو ذوالتاج و کریم

شیئاً للّٰہ شیخ عبد القادر

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ)

”الطریق کلہ ادب“

مثل مشہور است ہیچ بے ادب با خدا نہ سد

اس سے پہلے کہ ہم غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالیں ہم چاہیں گے کہ اپنے قارئین کو پیغمبر انسانیت، رسول رحمت حضور نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام کے ادب کے حوالے سے چند معروضات پیش کریں تا کہ جب تک ہمارے ذہنوں اور دلوں میں ان مقدس ترین ہستیوں کا احترام اور ادب نہیں ہوگا بزرگان دین کے حالاتِ زندگی سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ادب سراسر دین ہے، ادب چراغِ راہ مبین ہے ادب ہی رضائے رب العالمین وخوشنودیء رحمۃ اللعالمین ہے اگر کسی کے دل میں ادب کا جذبہ نہیں ہے تو وہ دل محض گوشت کا ایک لوتھڑا ہے

سید محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”الطریق کلہ ادب ” دین سارے کا سارا ادب ہے“ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوبصورت بات کی ہے ”الطریق کلہ ادب “مثل مشہور است ہیچ بے ادب با خدا نہ سد

“(حالاتِ مشائخ نقشبندیہ ص 190) جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے ہوئے وادی مقدس میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا” فاخلع نعلیك انك بالواد المقدس “اے میرے کلیم اپنا جوتا اتار لو کیونکہ یہ وادی مقدس ہے

"حواشی جلالین میں ہے" طوی اسم واد با لشام وامر بخلع النعلین لان الحفوۃ' اخل التواضع و حسن الادب" (سورۃ طہٰ) یعنی ملک شام میں ایک وادی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ ننگے پاؤں چلنا یہ تواضع میں داخل ہے ادبِ بارگاہِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی نسبت کے حوالے سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مثالوں سے ہزاروں نہیں لاکھوں صفحات مل سکتے ہیں کہ کس طرح صحابہ کرام نے رسولِ رحمت ﷺ کی مقدس بارگاہ کا ادب واحترام کیا" صاحبِ نہج البلاغہ" باب العلم حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی اپنی شرم گاہ کی طرف نظر نہ کی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ انہی نظروں سے جمالِ مصطفےٰ کریم ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے" ولم یقع نظر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیٰ عورتہٖ حذ رامن ان یرا ھا بالعین التی یریٰ بھا جمال رسول اللہ ﷺ" (تفسیر روح البیان سورۃ اعراف)

اسی طرح سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سے رحمت کائنات سید دو عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک پہ بیعت کی کبھی دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہ لگایا کیونکہ یہ ہاتھ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کے ساتھ مَس ہو چکا تھا اور یہ سب براہِ ادب تھا" اُم المومنین اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں ان کا باپ ابوسفیان جب کہ ابھی وہ حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے تھے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور جب وہ اپنی بیٹی اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملنے کے لیے ان کے گھر گئے وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا جب ابوسفیان بیٹھنے لگے تو ان کی بیٹی اُم حبیبہ رضی اللہ

عنھا نے وہ بستر تیزی سے اُٹھالیا اس پر باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے بستر بچھانے کے بچھے ہوئے کو بھی اُٹھالیا ہے، باپ نے جب وجہ پوچھی، بیٹی یہ بتاؤ کہ یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس بستر کے قابل نہیں کہ تو نے یہ بستر اُٹھالیا ہے؟ اس پر بیٹی نے جواب دیا، ابا یہ بستر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کا بستر ہے اور تو مشرک ہے اس لیے میں تجھے کیسے اس پاکیزہ و مصفیٰ بستر پر بٹھا سکتی ہوں"

اور یہ واقعہ بھی ادب واحترام کی اعلیٰ معراج کو چھو جانے والا ہے کہ کس طرح ادب بارگاہِ رسالت ﷺ کا لحاظ کیا گیا ہے" کہتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ یعنی ترکی حکومت نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا منصوبہ بنایا تو اسلامی ممالک سے کچھ خاندان بلوائے گئے اوران کے لیے قسطنطنیہ کے پہلو میں ایک شہر آباد کیا وہاں ان کو ٹھہرایا گیا اور ترکی حکومت نے ان سب خاندانوں کا خرچہ اپنے ذمہ لے کر اوران خاندانوں سے ایک ایک بچہ لے کر ان کو قرآن مجید حفظ کرایا گیا اوران کو فنِ تعمیر کے علوم سکھائے گئے اور یوں 25 سال تک عثمانی حکومت نے ان 500 خاندانوں کا سارا خرچہ برداشت کیا پھر جب 25 سال کے بعد وہ نوجوان فنِ تعمیر کے ماہر عالم، فاضل اور قرآن پاک کے حافظ بن گئے تو ان کو مسجد نبوی شریف کی تعمیر کی خدمت میں لگا دیا اور پھر مدینہ منورہ سے باہر دور ایک سنگ تراشی کا کارخانہ لگایا گیا تا کہ سنگ تراشی کرتے وقت نبی کریم ﷺ کو معمولی سی آہٹ سے بھی تکلیف نہ ہو اوران حفاظ نوجوانوں کو حکم دیا کہ پتھر تیار کر کے مسجد شریف میں لے جاؤ وہاں دو دو پتھر جوڑ کر ستون بنایا جائے اگر دونوں پتھروں میں معمولی سا فرق ہو تو کپڑے کا موٹا سا بنو بنا کر لکڑی کے

ہتھوڑے سے چوٹ اس انداز سے لگاؤ کہ آواز پیدا نہ ہو اگر دو پتھروں میں زیادہ فرق ہو تو ان کو واپس کارخانہ میں لا کر درست کیا جائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے قریب پتھروں کو رگڑنے کی اجازت نہیں اور یہ سب احکام اس لیے دیئے گئے تھے تا کہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے نیز ان معماران مسجد نبوی شریف کو حکم تھا کہ سارے کام باوضو کیے جائیں اور کام کرتے وقت تلاوت قرآن مجید جاری رکھیں اور ان نوجوانوں نے 15 سال میں مسجد نبوی مکمل کی نیز عثمانی حکومت نے وہ پتھر وہ شیشے جو مسجد نبوی شریف میں استعمال ہوئے عام پہاڑوں سے نہیں لیے تھے"

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے شخص کی زیارت کا قصد کیا جس کو لوگ صفتِ ولایت سے موصوف کرتے تھے جب اس کو مسجد میں دیکھا بیٹھ گئے اور مسجد سے اس کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے جب وہ باہر آیا تو اس نے اپنا تھوک قبلہ کی طرف ڈالا جب شیخ بایزید نے یہ دیکھا تو اس کو سلام کیے بغیر واپس چلے گئے اور فرمایا کہ جس شخص پر شریعت کے آداب میں سے ایک ادب پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا جو کہ اصل چیز ہے اس شخص پر ان حقائق کی نسبت کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے جو اعمال کا نتیجہ اور مغز ہے یعنی جس آدمی پر شریعت کے آداب میں سے ایک ادب پر اعتماد نہیں تو وہ حق تعالیٰ کے رازوں پر کیسے امین ہو سکتا ہے؟

ایک آدمی شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور مسجد کے اندر اس نے پہلے اپنا بایاں پاؤں رکھا، شیخ نے اس کو کہا یہاں سے چلا جا کہ جو شخص دوست کے گھر آنے کا "ادب" "دستور" کو بھی نہیں جانتا، ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم

اس کے ساتھ نسبت رکھیں اور اس کو اپنے پاس رکھیں۔

آج کل ہمارے نعت خواں حضرات (الا ماشاء اللہ) ادب بارگاہِ مصطفےٰ کریم ﷺ کا لحاظ نہیں رکھتے اس کی تصدیق ایسے واقعات سے بھی ہو سکتی ہے

کافی عرصہ پہلے گلبرگ لاہور میں واقع ایک شادی ہال میں منعقدہ محفل نعت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، محفل نعت ایک متبرک، روح پرور، دلوں کو گداز بخشنے والی محفل ہوتی ہے سرور انبیاء ﷺ کی مدحت اور ثناء خوانی کا اہتمام کرنا ہر امتی کے لیے فخر وانبساط کا امر ہے اور اگر اس نام پر بپا کی گئی محفل اپنا احترام، وقار اور سوز دروں ہی کھو بیٹھے تو کسی بھی صاحبِ ذوق وشوق کے لیے دل گدازی کی بجائے دل آزاری کا سامان پیدا ہونا عین فطری عمل ہے

میں جسے سعادت سمجھا اور حاضری دی میرے لیے اس نے دل گرفتگی و دل شکستگی کو میرا نصیب بنا دیا میں سوچتا ہوں کہ گولڑہ کے تاجدار پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتنا درست فرمایا تھا "کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء" میاں محمد بخش نے کہا کہ "خاصاں دی گل عاماں اگے نہیں کرنی چاہیدی"۔۔۔۔۔۔ کتنا درست کہا تھا ایسی محفل جہاں نبی پاک ﷺ کا تذکرہ مطلوب تھا وہاں شوبز کے مجرپائی اور فقیروں کے بھیس میں بہرو پیئے براجمان ہوں تو طبیعت کا مکدر ہونا لازم ہے۔ مجھ پے بھی یہی گزری۔۔۔۔۔!

یہ ڈبہ پیر قسم کے جملہ شرعی عیوب کے حاملین، وال چاکنگ اور اشتہاری عاملین "بنا کر فقیروں کا بھیس ہم غالب" کے مصداق غیر حقیقی حال اور کیف کا ڈرامہ

رچا کر کب تک لوگوں کو بیوقوف بنا سکتے ہیں۔

ایسے لوگ جو محض نمود و نمائش اور دکانداری کے مشتاق ہیں وہ جب نبی ﷺ کی محفل کے کار مختار ہونگے تو اہل درد کیلئے ایک امتحان کی گھڑی ہی ہوگی پوری دنیا میں شرق تا غرب، شمال تا جنوب، فرش تا عرش "وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین" کی آفاقی صفت والے پیغمبر انسانیت، رسولِ رحمت، حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ عروج پر ہے بلکہ جہاں پر "سلسلہ عروج" کا اختتام ہوتا ہے وہاں سے کریم آقا ﷺ کی عظمت و بلندی کا سفر شروع ہوتا ہے "با ادب، با نصیب" ایک مشہور مقولہ ہے، جتنا زیادہ ادب و احترام کے تقاضوں کا خیال رکھا جائے گا اتنا ہی زیادہ ہماری جھولیوں میں فیوض و برکات آئیں گے محافل نعت میں جو بدعات در آئی ہیں ان کے خاتمے کے لیے ہر صاحب ایمان کو اپنے تئیں کوشش جاری رکھنی چاہیے کیونکہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جس میں ذرا سی کوتاہی ہمیں دنیا اور آخرت کی دولت سے محروم کر سکتی ہے محافل نعت کے تقدس اور احترام کے حوالے سے چند چیزیں بہت ہی ضروری ہیں جن کا خیال رکھنا ایک امتی کے لیے ازبس لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے...... اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی ﷺ) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو...... (الحجرات 1، 2 ترجمہ، کنز الایمان)

محافل میلاد ونعت کے تقدس، پاکیزگی اوراحترام کا تقاضا ہے کہ ان پاکیزہ محافل کے منتظمین اور شرکاء ادب واحترام کی حدود وقیود کا پورا اہتمام رکھیں اور دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کے منافی بھول کر بھی کوئی ایسی حرکت نہ کریں کہ جس سے رب ذوالجلال ہمیں اپنی گرفت میں لے لے کیونکہ یہ اسی پاکیزہ ہستی کی بارگاہ ہے جہاں پر ملائکہ کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ادب واحترام کے تمام تقاضے ملحوظ خاطر رکھ کر حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے اور آج کل ہمارے نعت خواں حضرات ادب واحترام کا خیال نہیں رکھتے ،نعت خواں حضرات کو ادب واحترام کا خیال رکھنا چاہیے محفل نعت کے تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ خاموشی اور ادب واحترام کیساتھ تشریف فرما ہوں۔

نعت گوئی کے میدان میں ادب اور حکمت ودانش کے سانچے میں ڈھلے ہوئے بڑے معروف نعت گو حضرات کا کلام دستیاب ہے جن میں جوش ملیح آبادی، آغا شورش کاشمیری ،احمد ندیم قاسمی ،نعیم صدیقی ،ضمیر جعفری ،محسن کاکوروی، حفیظ تائب، امیر مینائی ، ماہر القادری، صبا متھراوی، حفیظ الرحمٰن احسن، علامہ اقبال، نظر زیدی، اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی، حسن رضا خان، شیخ سعدی، بیدم وارثی، حضرت رومی ،حضرت جامی ،امام بوصیری وغیرہ شامل ہیں ان کا کلام پڑھنا چاہیے مگر ہم نے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ ان کے کلام کو پڑھا جائے پڑھنا تو درکنار ہم تو چھونا بھی ''گناہ'' سمجھتے ہیں فکری مرشد سید خورشید احمد گیلانی رحمتہ اللہ علیہ نعت کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

''نعت دراصل مومن کا وظیفہ حیات، ادیب کا سرمایہ فن، دانشور کی آبروئے فکر ،اہل دل کا سامانِ شوق، شب زندہ دار کی آخری بانگ بلال، پروانے کا سوز، بلبل کا سازقلب کا گداز، آئینہ رُوح کی تاب، آبشارِ محبت کا ترنم، قلزمِ عشق کی موج، منزل ِسعادت کا چراغ، کتاب ِزیست کا عنوان، حیاتِ عشق کی گرمی، سینہ کائنات کا راز ،دیدہ نمناک کا موتی، خاکِ حجاز کی مہک، فضائے طیبہ کی نکہت، ازل کی صبح، ابد کی شام اورشاعر کے رتجگوں کا حاصل ہے، نعت سے غنچہ روح کھلتا، چشمہ جاں اُبلتا، گلشن ِایماں مہکتا، بحرِ شوق اُمڈتا، اُفق فکر چمکتا، سینہ ذوق مچلتا، قلبِ کون ومکاں دھڑکتا، حسن ِزندگی نکھرتا اورقد شعروفن ابھرتا ہے''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ''حضرت بلال﷜ کی اٹوٹ نسبت، حضرت حسان﷜ کی شاہکار بلاغت، کعب بن زہیر﷜ کی لسانی طاقت، رومی﷫ کی دانش وحکمت، جامی﷫ کی سچی عقیدت، سعدی﷫ کی لافانی فصاحت، قدسی﷫ کی بے آمیز محبت، بوصیری کی روحانی حلاوت، مرزا بیدل کی فلفسیانہ حیرت، اقبال کی عبقریت، امیر مینائی کی طویل ریاضت، غالب کی معانی آفرین ادبیت، فاضل بریلوی کی غیر مشروط محبت، شبلی کی پاکیزہ روایت، سلیمان ندوی کی عالمانہ متانت، بیدم وارثی کی ادائے فنائیت، محمد علی جوہر کی سکہ بند خطابت، حسرت موہانی کی فنی مہارت، بہادر یار جنگ کی ایمانی حرارت، ظفر علی خان کی بے پناہ جرات، نعیم صدیقی کی فکری طہارت، جوش ملیح آبادی کی ادبی سطوت، عبدالعزیز خالد کی مسلمہ علمیت اور حفیظ تائب کی عاشقانہ بصیرت جب شاعری کے قالب میں اترتی ہے تو نعت کی صورت اختیار کر لیتی ہے''

تمام حاضرین باوضو دسر ڈھانپے، دوزانوں یا چارزانوں مؤدب بیٹھ کر شریک محفل ہوں اور پوری توجہ اور دلجمعی کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کیے گئے گلہائے عقیدت سے اپنے قلوب واذہان کو منور کریں اور خود بھی درود وسلام کی ڈالیاں اپنے آقا مولی ﷺ کے حضور پیش کرتے رہیں

ثناء خوانی رسول ﷺ کوئی معمولی کام نہیں ہے یہ سنت اللہ اور سنت صحابہ وسلف صالحین ہے، مقصد محض اللہ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی رضا جوئی ہونا چاہیے نعت خوانی بلاشبہ نہایت ہی احسن عمل ہے اور اس کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا نعت خوانی ہی سے کائنات کا حسن ہے اور یہ جو ہر طرف بہاروں کا نکھار ہے نعت خوانی کا ہی صدقہ ہے۔

چاہتے ہو تم اگر نکھرا ہوا فردا کا رنگ
سارے عالم پر چھڑک دو گنبد خضرا کا رنگ

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ از ابتداء تا انتہا اعجاز ہے، اعجاز ہی اعجاز! آپ ﷺ کا ظہور، ظہور قدسی ہے کون ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ اسکی صورت و سیرت یا ذات و صفات کے بیان کی قدرت رکھتا ہے جہاں حسانؓ اور بوصیریؒ ایسے شاعروں کے طائر تخیل کی اڑانیں سہم سہم جائیں جہاں سحبان اور عطاء اللہ شاہ بخاری ایسے معجز بیان خطیبوں کی زبانیں گنگ ہو جائیں اور الجاحظ، سعدی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ادیبوں کے قلم اعتراف بے مائیگی کرتے نظر آئیں وہاں ہما شما کس قطار شمار میں ہیں؟ حضور ختمی مرتبت، آیۂ رحمت کی ولادت باسعادت جن

بہار پرور گلاب آفریں، آفتاب خیز، ماہتاب ریز، ستارہ بیز، فجر انگیز، نورانی، پاکیزہ، اجلی، دودھیا، محترم، محتشم، مکرم، مجلی، مزکی، مصفا، منزہ، معطر، منور، معنبر، مطہر اور مقدس ساعتوں میں ہوئی وہ ساعتیں سرمایہ کائنات اور حاصل موجودات ہیں، عقیدے، عرفان، ایقان اور محسوسات سے سرشار خوش بخت اور خوش عقیدہ صاحب ایمان کا اس امر پر حق الیقین ہے کہ اگر خالق کائنات نے آپ کو اس کائنات کی برات کا دولہا نہ بنانا ہوتا تو یہ کائنات، جلال و جمال کی تمام تر دلآویزیوں، دلربائیوں ،دلبریوں، رعنائیوں اور زیبائیوں سے یکسر محروم رہتی

آپ ہی کی نعلین پاک کی گردِ پاک کے صدقے رب کائنات نے آبشاروں کو ترنم، لالہ زاروں کو تبسم، پہاڑوں کو جلال، ستاروں کو جمال، پھولوں کو رعنائی، بگولوں کو برنائی، شفق کو لالی، کھیتوں کو ہریالی، دھوپ کو وقار، چاندنی کو نکھار، قوس قزح کو رنگینی، چٹانوں کو سنگینی، سبزے کو لہک، شگوفے کو مہک، موجوں کو بے تابی، جھونکوں کو شادابی، ریشم کو سرسراہٹ، شبنم کو نرماہٹ، کلیوں کو مسکراہٹ، کرنوں کو جگمگاہٹ، بیابانوں کو بے کرانی، آسمانوں کو تابانی، آندھیوں کو جولانی، سمندروں کو طغیانی، وادیوں کو خندیدگی، چوٹیوں کو سنجیدگی، بادلوں کو للکار، بوندوں کو جھنکار، تجلیوں کو بے باکی، شمشیروں کو براقی، قلم کو خرام، لوح کو دوام، کندن کو ڈلک، موتی کو جھلک، بلبلوں کو زمزمے، زلزلوں کو ہمہمے، جبینوں کو نیاز، سینوں کو گداز، لہروں کو ساز، شعلوں کو پرواز، حسن کو سادگی اور عشق کو تازگی عطا کی۔

داستانِ حُسن جب پھیلی تو لا محدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

یہ آپ کی انقلاب تعلیمات کا فیضان تھا کہ ذرے سورج بن گئے، کنکر موتیوں کا روپ دھار گئے، کانٹوں نے پھولوں کی قبا پہن لی، شعلے شبنم بن گئے اور خنجر مرہم ٹپکانے لگے آپ کی نگاہ جہاں جہاں پڑی صبحیں بیدار ہو گئیں، سورج طلوع ہو گئے اور اُجالوں کی بستیاں آباد ہو گئیں آپ کے مبارک قدم جہاں پڑے ذرے ذرے سے زم زم پھوٹ پڑے، سلسبیل بہہ نکلی اور کوثر کی موجیں اُبلنے لگیں صحراؤں میں گلستان مسکرا اٹھے، سیرت النبی و میلاد النبی ﷺ ایک ایسا قلزم ذخائر ہے جو بے حد بے کنار ہے اگر آسمان کی ہر کہکشاں، کہکشاں کے ہر ستارے، ستارے کی ہر لو، سمندر کی ہر موج، دریا کی ہر لہر، طوفان کے ہر دھارے، بادل کے ہر ٹکڑے، بارش کے ہر قطرے، جنگل کے ہر درخت، درختوں کی ہر ٹہنی، ٹہنیوں کے ہر پتے، پتوں کے ہر ریشے، پھولوں کی ہر پنکھڑی، پنکھڑی کی ہر دھاری، صحرا کے ہر ذرے اور ہوا کے ہر جھونکے کے منہ میں زبان رکھ کر اسے مدحت آقائے کائنات ﷺ پر مامور کر دیا جائے..... اور...... وہ صبح ازل سے لیکر شام ابد تک یہ فریضہ ادا کرتے رہیں تو بھی آپ کی حیاتِ پاک کے کسی ایک پہلو کا اجمالی سا احاطہ بھی نہ کر پائیں وہ مقام ہے جہاں ہر کوئی اعلانِ عجز اور اظہارِ بے بسی کرتے ہوئے بے ساختہ پکار اٹھتا ہے

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہتے ہیں کہ

"عشق کے قرینوں میں پہلا قرینہ احترام رسالتمآب ﷺ ہے جس دل میں یہ احترام نہیں وہ دل نہیں پتھر کی سل ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔" سیرت و میلاد کا بیان

انتہائی احتیاط کا متقاضی ہے۔ایک حقیقت شناس عارف نے کہا تھا...... با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار...... یہ وہ ذکر لذیز ہے جسے ہونٹوں پر لانے سے قبل عشق و محبت کی سر مستیوں و سرشاریوں میں مجذوب شاعر خواجہ ہمام تبریزی (وفات 713ھ/1313ء) کو کہنا پڑا تھا

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

گداز کے عنبر میں گندھے اور کیفیتوں کے عطر میں بسے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ صدیوں سے گنبدِ افلاک میں گونج رہے ہیں اور قرنوں گونجتے رہیں گے

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلو علیہ وآلہ

یہ وہ نازک اور حساس موڑ ہے جہاں گولڑہ شریف کے سید زادے پیر مہر علی شاہ ایسی بلند پایہ ہستی بھی ششدر و ساکت رہ جاتی ہے۔

سبحان اللہ ما اجملك
ما احسنك ما اکملك
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

یہ تو خیر بڑی ہستیاں تھیں یہاں تو غالب ایسے رند باش شاعر کو بھی اس امر کا کامل ادراک ہے کہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے تحسین پیش کرنا ہم ایسے کج مج

بیانوں کا نصیب کہاں!

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

کہ آں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

آج بھی انسانیت اگر راہ ہدایت اور شاہراہ کامرانی کی متلاشی ہے تو اسے فاران کی چوٹیوں پر طلوع ہونیوالے آفتاب کے سامنے اپنی جھولیاں گدایانہ اور فقیرانہ پسارنا اور پھیلانا ہوں گی،

آدابِ مرشدِ کامل

اگر کوئی خوش نصیب مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہو کر مرید ہونے کی سعادت پالے، تو اسے چاہیے کہ اپنے مرشد سے فیض پانے کیلئے پیکرِ ادب بن جائے۔ اس لئے کہ طریقت کے تمام معاملات کا انحصار آداب پر ہے۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (پ۲٦، الحجرت:۱)

(ترجمۂ قرآن کنزالایمان) اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (پ۲٦، الحجرت:۲)

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اُس غیب بتانے والے نبی کی آواز

سے اوران کے حضور بات چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو" (ترجمۂ قرآن کنزالایمان)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجدِّدِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں " پیر واجبی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو وہ حضور سیّد المرسلین ﷺ کا نائب ہے۔ اس کے حُقوق حضورِ اقدس ﷺ کے حقوق کے پَرتَو (یعنی عکس) ہیں۔ جس سے پورے طور پر عہدہ براہونا محال ہے۔ مگر اتنا فرض ولازم ہے کہ اپنی حدِ قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر سعی (کوشش کرتا) رہے۔ پیر کی جو تقصیر (یعنی باوجود کوشش کے حقوق پورے کرنے میں جو کمی) رہے گی اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم معاف فرماتے ہیں۔ پیر صادق کہ انکا نائب ہے، یہ بھی معاف کریگا یہ تو ان کی رَحمت کے ساتھ ہے"

آئمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ ﴿۱﴾ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں اور فرمایا کہ ﴿۲﴾ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے اور فرمایا کہ ﴿۳﴾ کوئی کام اسکے خلافِ مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں ﴿۴﴾ اسکے سامنے ہنسنا منع ہے ﴿۵﴾ اسکی بغیر اجازت بات کرنا منع ہے۔ ﴿۶﴾ اس کی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے۔ ﴿۷﴾ اس کی غیبت (یعنی عدم موجودگی) میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے ﴿۸﴾ اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے اگرچہ بے جا حال پر ہوں۔ ﴿۹﴾ اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے۔ ﴿۱۰﴾ اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے ﴿۱۱﴾ اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے ﴿۱۲﴾ اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں، اپنے جان ومال کو اسی کا سمجھے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۱۲، ص ۱۵۲، طبع شبیر برادرز، لاہور

شخصیت۔۔۔۔۔منظر و پسِ منظر

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا غوث الاعظم، شہباز لا مکانی، قندیل نورانی، عکسِ آیاتِ قرآنی، محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ، افکار و نظریات اور احوال و علم و حکمت کے حوالے سے دنیا بھر کے مشاہیر اسلام، سکالرز، دانشورانِ اُمت مسلمہ اور اہل قلم نے اپنے اپنے انداز اور اپنی اپنی سوچ و فکر کے ذریعے قلم اُٹھایا ہے اور ''سیرت غوث الاعظمؓ '' کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر علم و حکمت اور دانائی و فراست، فہم و شعور اور تصوف کے موتی اور ہیرے و جواہرات کی صورت میں ''افکارِ غوث الاعظمؓ '' اُمت مسلمہ کے ماتھے کا جھومر بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ اُمت مسلمہ آپؓ کے افکارِ عالیہ کو من کے دریچوں اور سوچوں کے روزنوں میں راسخ کر کے اپنی کھوئی ہوئی منزل کا سُراغ پا سکے

میرے فکری مُرشد جنابِ صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے محبوبِ سبحانی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی الہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ اور نظافت و لطافت کے پیکر میں گوندھی شفاف شخصیت کے حوالے سے ایک یادگار مضمون اپنی معتبر کتاب ''تاریخ کی مُراد'' میں رقم کیا ہے اس تحریر کی افادیت اور خوبصورتی کے پیشِ نظر آج ہم ''قندِ مکرر'' کے طور پر آغاز ہی میں اسے سپردِ قرطاس کر رہے ہیں فرماتے ہیں ''اولیاء و صوفیاء کی پوری جماعت میں سب سے زیادہ محبوبیت اور شہرت جس مردِ خدا کے حصے

میں آئی ہے وہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کیا عوام اور کیا خواص دو نوں طبقوں میں آپؒ کو یکساں اور لازوال عزت حاصل ہے آپؒ کو زمانے بھر کے علماء اور صلحاء نے جو مختلف القاب دیئے ہیں ان میں ایک معروف لقب ''محی الدین'' ہے بلاشبہ اس لقب کی قبائے زیبا آپؒ کی قامت رعنا پر راست آئی ہے شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کا قول ہے'' آپؓ کا وجود اسلام کے لیے ایک بادِ بہاری تھا جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی جس زمانے میں آپؒ وارد بغداد ہوئے یہ وہ دور تھا جب بغداد کی فضا پر علم کی خشکی کا لیپ چڑھا ہوا تھا بحث ومناظرہ کا بازار گرم تھا، نئے نئے فرقے وجود میں آرہے تھے اور نئے نئے نکتے برآمد ہورہے تھے، ہر شخص کتاب خواں تھا مگر صاحبِ کتاب سے نسبت کی فکر نہ تھی، الفاظ وحروف کا ایک ذخیرہ تھا جس میں ہر ایک گم تھا کسی کو سُراغ زندگی پانے کا شوق نہ تھا، لغت ہائے حجازی کے قارون بہت تھے مگر گدائے کوئے حجاز کوئی نہ تھا، ہر طرف کتابوں کے انبار لگے ہوئے تھے لیکن دل کا ورق اُلٹنے کی کسی کو توفیق نہ تھی، مناظرے کی محفلیں طلوع صبح تک رہتیں مگر شب تارزیست محروم سحر تھی مسندِ تدریس پر ترش رو معلم فروکش تھے جب کہ ضرورت نہاں خانہ دل میں اتر جانے والے مردِ خلیق کی تھی، محراب ومنبر پر شعلہ جان قابض تھے جبکہ اہلِ بغداد شیریں مقال واعظ کے منتظر تھے اسی کشیدہ وکبیدہ ماحول سے بالآخر امام غزالی تنگ آکر جامعہ نظامیہ کو خیر باد کہتے ہوئے شہر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں یہ ٹھیک وہی سال تھا کہ امام غزالی علم کی کرسی فخر چھوڑتے ہیں اور شیخ جیلانیؒ مسند فقر پر جلوہ افروز ہوتے ہیں امام غزالی نے جس منصب کو خوشی خوشی چھوڑا لوگ

گھل گھل کر اس کی آرزو کرتے ہیں صرف 34 سال کی عمر میں امام غزالی بغداد کی جامعہ نظامیہ کے سربراہ مقرر ہوتے ہیں یہ ایک عالم کے لیے سب سے خوبصورت لمحہ اعزاز اور سب سے بڑا نقطہ کمال تھا امام کے ایک معاصر عبدالغافر فارسی کے بقول ''ان کی علمی صلاحیت کے سامنے امراء وزراء تو کیا بارگاہِ خلافت کی شان وشوکت ماند پڑ گئی تھی''

قدرت کا اپنا نظام العمل ہوتا ہے کہ امام غزالی شہر بغداد کو دولت علم سے تونگر بنائے اور شاہِ جیلانیؒ فضائے بغداد کو بوئے فقر سے معطر کرنے کے لیے تشریف لے آئے آپ بغداد میں پہنچے تو شہر کا رنگ یکسر بدل گیا ''سوزِ دماغ'' کی جگہ ''سوزِ جگر'' نے لے لی لوگ دماغ جلانے کے بجائے سراغ پانے میں لگ گئے، علم کی شعبدہ بازی چھوڑ کر طریق شہبازی سیکھنے لگے، علم کو منزل نہیں چراغ راہ سمجھنے لگے، ''مکتب کی کرامت'' کا دھیان کم ہوا اور ''فیضان نظر'' کا رُجحان بڑھ گیا دنیا نے امام غزالی کا جاہ وجلال دیکھا تھا اب انہیں سرکارِ بغداد کا نظارہ جمال کرنا تھا غزالی نے نظامیہ یونیورسٹی کی پرشکوہ فضا میں خلیفہ وقت کو آنے پر مجبور کیا مگر حضرت شیخ کی گھاس پھونس کی کٹیا تاج وتخت اور لشکر وسپاہ کو مات دے گئی آپؓ کے وجود سے جس قدر اسلام اور اہل اسلام کو عزت اور تقویت ملی اس کا مقابلہ ہزاروں لاکھوں انسانی نفوس نہیں کر سکتے، قدرت نے اپنی نیرنگیوں کا تماشہ دکھانے کے لیے آپؓ کا خاص طور پر انتخاب فرمایا اور آپؓ نے جس قدر قدرت کے ارادوں کو مکمل کیا قدرت کو بجا طور پر اپنے انتخاب پر ناز رہے گا

سیاسی سطح پر خلافت عباسیہ مرکز گریز رجحانات کے باعث پریشان تھی آل سلجوق اپنی

حکومت الگ سے قائم کر چکے تھے باطنیہ فرقے کی ریشہ دوانیاں اور تشدد آمیز کار روائیاں اپنے عروج پر تھیں ایسے میں روحانی استقلال کا تو مذکور کیا؟ عباسی شہنشاہ اپنے تمام تر ملکی وریاستی وسائل سے جو مرکزیت حاصل نہ کر سکے، حضرت محبوب سبحانیؒ کی ذات فقر و فاقہ کے باوجود مرکزی حیثیت کی حامل بن گئی آپؒ کی حیات مبارکہ میں پانچ عباسی خلفاء گزرے آپؒ نے اور دنیا نے خلیفہ مستظہر باللہ کو مسند اقتدار پر دیکھا پھر خلیفہ مترشد باللہ کو سریر آرائے سلطنت ہوتے دیکھا اس کے بعد خلیفہ راشد باللہ آیا، بعد ازاں خلیفہ مقتفی اوامر اللہ آتا ہے اور پھر خلیفہ مستنجد باللہ تخت حکومت پر متمکن ہوا یہ لوگ آئے اور چلے گئے

اہل اسلام جس مصیبت میں تھے اسی میں پھنسے رہے کشتی اسلام جس منجدھار میں تھی وہیں ہچکولے لیتی رہی نہ خلفاء کا ادل بدل کام آیا اور نہ ہی حکومتی وسائل بلاؤں کو ٹال سکے ایک آپؒ کا وجود مسعود تھا جس نے لوگوں کی مایوسی کو خوش امیدی بخشی اور سفینہ اسلام کو ساحل عافیت پر لگا دیا، مسلمان جو سیاسی افراتفری اور ملوکانہ مہم جوئی کا شکار تھے انہیں روحانی مرکزیت نصیب ہوگئی، حضرت شیخ کو قدرت نے حلقہ صوفیاء میں جامعیت کے مقام پر فائز کیا تھا حسب ونسب کے اعتبار سے آپؒ حسنی سید تھے، مسند رشد وہدایت پر بطور مرشد کامل تشریف فرماتے، قلم و قرطاس کی دنیا میں مانے ہوئے انشاء پرداز تھے آپؒ کے سحر خطابت کی ایک دنیا اسیر تھی۔۔۔۔!

روحانیت میں نہ کوئی ثانی ہوا ہے اور نہ ہوگا اولیاء کی جماعت کو اگر ستاروں کا ہار تصور کیا جائے تو آپؒ اس کا چاند تھے تصوف کو اگر ایک کتاب فرض کر لیا جائے تو آپؒ اس کا

عنوان جلی تھے، روحانیت کو اگر ایک شمع سے تشبیہ دی جائے تو آپؒ اس کی لو تھے، تجدید واحیائے دین کے کام کو اگر شاداب چمن سے تعبیر کیا جائے تو آپؒ اس کا گل سرسبد تھے شکوہ علم اور غیرت فقر کو اگر کوہ طور کا نام دیا جائے تو آپ اس کا جلوہ نور تھے

صفِ اولیاء میں آپ ایسا جامع الصفات فرد عرب وعجم میں نہیں ملے گا یہی سبب ہے کہ دنیا کبھی آپؒ کو "شہنشاہ بغداد" کے نام سے یاد کرتی ہے کبھی اس کی نوک زبان پر "شاہ جیلانی" جیسا لقب آتا ہے، دنیا کا ایک بڑا حصہ آپ کو "محبوب سبحانی" کہتا ہے خلق خدا "غوث اعظم" بھی کہتی ہے لاکھوں لوگ "شیخ الاسلام" جیسے پر عظمت خطاب سے یاد کرتے ہیں اور خواص وعوام میں "پیران پیر" کے نام سے آپ مشہور ہیں

آپؒ کی شش حیات دینی وروحانی خدمات کو دیکھ کر اندازا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کام کے لیے خاص طور پر آپ کو پیدا فرمایا اور وہ تمام خوبیاں دے کر اس کام کے لیے منتخب فرمایا جو دین کی نشر واشاعت، مخلوق کی ہدایت اور بھولے بھٹکوں کی راہنمائی کے لیے ضروری تھیں، تدریس کی مہارت، خطابت میں جاذبیت، شخصیت میں کشش اور ملائمت ، بات میں اثر اور بلا کی ذہانت ، اندازِ بیان میں دلکشی اور حکمت اور فصاحت و بلاغت جیسی خوبیاں منعم حقیقی نے آپ کو ارزاں کی تھیں آپؒ کے ایک ہمعصر شیخ جبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مجھ سے حضرت شیخ نے ایک روز فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ زمانہ سابق کی طرح جنگلوں اور صحراؤں میں رہوں نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں اس کو دیکھوں لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا نفع منظور ہے میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہودی اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں، عیاروں اور جرائم پیشہ لوگوں میں

ایک لاکھ سے زائد توبہ کر چکے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے“

شانِ تدریس کا یہ عالم تھا کہ آپ دیگر روحانی مشاغل کے ساتھ ساتھ اپنے مدرسہ میں روزانہ تفسیر، حدیث، فقہ اور اختلاف آئمہ کا سبق پڑھاتے، اصول فقہ اور نحو کی کلاس بھی خود لیتے، نماز ظہر کے بعد تجوید کی تعلیم دیتے، علاوہ ازیں افتاء کا کام بھی سرانجام دیتے، کوئی آپؓ کے یہ معمولات دیکھتا تو یقیناً کہہ اٹھتا کہ لفظ و حرف میں محو اور قرطاس و کتاب میں مستغرق یہ شخص کبھی دوسرے سے بات کرنا تو کجا خود کلامی کی فرصت بھی نہیں پاتا ہوگا مگر یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آپؓ جونہی مسند تدریس سے اتر کر مسند تلقین پر جلوہ گر ہوتے تو ستر ستر ہزار تک لوگوں کے اجتماع سے اس سکون اور وقار سے مخاطب ہوتے کہ کسی کو سرگوشی کا ہوش ہوتا اور نہ کھنکارنے اور کھانسنے کی فرصت ہوتی، یوں محسوس ہوتا کہ لوگوں کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جن کے اُڑ جانے کے خوف سے یہ لوگ چُپ سادھے ہوئے ہیں آپؓ کے مواعظ حسنہ اور ملفوظات کو قلمبند کرنے کے لیے بعض اوقات چار چار سو دواتیں مجلس میں لائی جاتیں

عبداللہ یافع کا کہنا ہے کہ آپ کے خطاب کی تاثیر اور سحر انگیزی کا یہ عالم ہوتا کہ لوگ پھڑک کر مر جاتے اور آپؓ کی مجلس سے کئی بار جنازے اٹھائے گئے، آپ کا وعظ پیشہ ورانہ نہیں مجذوبانہ رنگ کا ہوتا تھا جملے منہ سے نکل کر ہوا میں تحلیل نہیں ہوتے تھے بلکہ تیر بن کر دل میں ترازو ہو جاتے تھے آپؓ کا خطاب دھواں دار نہیں ہوتا کہ ماحول کو اور دھندلا دے بلکہ اس میں شرارے چھپے ہوتے تھے جو دلوں میں موجود حرص و حسد کے خس و خاشاک کو جلا کر پھونک ڈالتے، ہر بات زبان سے ہی نہیں کہتے تھے کچھ کام

آنکھوں کی روشنی اور دل کی پاکیزگی سے لیتے، یحییٰ بن نجاح ادیب کا بیان ہے
''ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ آج حضرت شیخ کی مجلس میں تائب ہونے والے شخص شمار کروں گا جب وقت مجلس میں حاضر ہوا تو میں نے کپڑوں میں ایک دھاگہ چھپالیا جونہی حضرت شیخ کو توبہ کی تلقین فرما کر اس کے بال کاٹتے میں دھاگے میں ایک گرہ لگا دیتا تھوڑی دیر بعد آپؒ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا عجیب بات ہے میں گرہیں کھولتا ہوں اور تم لگاتے جارہے ہو'' آپؒ نے صرف واعظانہ کام ہی نہیں کیا مجاہدانہ سرگرمیاں بھی آپؒ کی شخصیت کا حصہ رہیں، اگرچہ آپؒ نے کبھی براہ راست سیاست میں حصہ نہیں لیا نہ ہی قربِ شاہی کی آرزو کی، بلکہ آپؒ کبھی کسی حاکم سے ملنے نہیں گئے، اس کے دسترخواں پر نہیں گئے، ہاں البتہ کئی بار خلفاء اور وزراء آپؒ کے در دولت پر حاضر ہوئے وہ ہاتھ چومتے مگر آپ انہیں جھٹک دیتے اور ان کی روش ستم پر اپنی ملامت کرتے، ایک بار خلیفہ مقتضی اوامر اللہ نے ابوالوفاء یحییٰ ابن سعید کو قاضی مقرر کر دیا آپؒ کو معلوم ہوا تو برسر منبر فرمایا ''تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حکمران بنایا جو اظلم الظالمین ہے کل قیامت کو اس رب العالمین کو کیا جواب دو گے جو ارحم الراحمین ہے اس جلال آمیز خطاب کی بازگشت قصر خلافت میں بھی سنی گئی اور خلیفہ نے فوراً اس قاضی کو معزول کر دیا، آپ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ آپؒ کے لیے سونے کی ڈبی میں کوئی کشش اور مٹی کے ڈھیلے میں کوئی نفرت نہ تھی آپؒ کو کسی چیز کے پانے کی بے قراری نہ تھی اور نہ ہی چھن جانے کا خوف دل میں سمایا رہتا بلکہ خالی ہاتھ دل کی خوشی کا راز پا چکے تھے ایک بار دورانِ مجلس اطلاع ملی کہ آپؒ کا فلاں تجارتی جہاز ڈوب گیا ہے آپؒ

نے تھوڑی دیر توقف کر کے فرمایا ''الحمدللہ'' کچھ ہی دیر بعد کسی نے آ کر کہا کہ یا حضرت وہ خبر غلط تھی، جہاز صحیح سالم کنارے لگ گیا ہے آپؓ نے پھر توقف کیا اور کہا ''الحمدللہ'' حاضرین کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ پہلی خبر سن کر میں نے دل کو ٹٹولا تو جہاز اور اسباب ڈوبنے کا ذرا بھی ملال نہ ہوا تو میرے منہ سے نکلا ''الحمدللہ'' اور جہاز کے صحیح سالم لنگر انداز ہونے کی خبر ملی تو پھر دل کا جائزہ لیا تو خاص خوشی کی کیفیت محسوس نہ ہوئی بلکہ دونوں حالتوں میں دل کو بدستور اللہ کی طرف مائل اور مشاغل پایا تو ''الحمدللہ'' کہا

دراصل یہ وہ حکایت لذیذ ہے اسے جتنا بھی دراز کیا جائے قندِ مکرر کا مزا دیتی ہے آپؓ کے ملفوظات پڑھنے کا اگر کسی کو موقع میسر آئے تو سچی بات یہ ہے داستان الف لیلی' میں وہ تنوع دلچسپی، حسن بیان اور مٹھاس نہیں جو آپ کی باتوں میں محسوس ہوتی ہے

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں ''دنیا کو دل سے نکال کر اپنے ہاتھوں میں رکھ لو پھر تمہیں کوئی تکلیف نہیں دے گی'' ایک اور موقع پر فرمایا ''دنیا ہاتھ میں رکھنی جائز، جیب میں رکھنی جائز، اچھی نیت سے جمع کرنا جائز مگر دل میں رکھنا ہرگز جائز نہیں، دروازے پر اس کا کھڑے ہونا جائز لیکن دروازے سے آگے گھسانا جائز ہے نہ باعثِ عزت'' ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں ''خلق کی حقیقت یہ ہے کہ جب تو اللہ کے ساتھ معاملہ کرے تو مخلوق درمیان میں حائل نہ رہے اور جب مخلوق خدا سے معاملہ کرے تو نفس کو آڑے نہ آنے دے'' حضرت شیخؒ ایسے لوگوں کے بارے میں پڑھ کر انسان اپنے اندر عجیب سی کیفیت محسوس کرتا ہے ایک طرف وہ دارا و سکندر کے وارثوں کو دیکھتا ہے تو مرقع

عبرت نظر آتے ہیں اور دوسری طرف وہ بوذرؓ و مسلمان کے جانشینوں پر نظر ڈالتا ہے تو وہ مینارہ عظمت دکھائی دیتے ہیں، تاجِ زر ملیامیٹ ہو گئے مگر خرقہ فقر کا ایک پیوند بھی بوسیدہ نہیں ہوا

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کونسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ترکِ دنیا کی تشریح بڑے خوبصورت انداز سے فرمائی ہے کہ ”ترکِ دنیا کے یہ معنیٰ نہیں کہ کوئی اپنے آپ کو ننگا کر لے اور لنگوٹ باندھ کر بیٹھ رہے بلکہ ترکِ دنیا یہ ہے کہ لباس بھی پہنے اور کھائے بھی اور جو چیز میسر ہوا سے روا رکھے مگر اس کے جمع کرنے کی خاطر رغبت نہ کرے اور دل کو اس سے نہ لگائے“ (تاریخ مشائخ چشت ص، 7)

معاشرے کا بگاڑ اور مردِ قلندر کی آمد

تاریخ کے صفحات کو اگر کھنگالا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ انسانی معاشرہ ہمیشہ سے مادی آلائشوں اور اخلاقی رذائل کے باعث ابتری کا شکار رہا ہے معاشرے میں پھیلی ذہنی آلائشوں، علمی کثافتوں اور فکری غلاظتوں کے سدِ باب کے لیے کسی نہ کسی عظیم ماں کی گود سے ایک ایسا مردِ قلندر جنم لیتا ہے جو پیغمبرانہ طریقہ سے معاشرے میں پھیلی فکری و علمی غلاظتوں کو سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں نظافتوں، لطافتوں اور طہارتوں میں بدل دیتا ہے امت میں ایسے عبقری اور نابغہ روزگار ہستیاں صدیوں بعد جنم لیتی ہیں جن کے وجودِ مسعود سے علم و معرفت، حکمت و دانش اور فہم و

فراست کے وہ چراغ روشن ہوتے ہیں جن کی پھیلی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ بنا کر بھٹکی ہوئی امت منزل کا سُراغ پالیتی ہے

اس کائناتِ رنگ و بو میں ہمیشہ اللہ کی یہ سنت جاری رہی کہ جب بھی باطل نے ظلم و استبداد اور قہر و جبر کی بھٹی گرم کی تو رحمتِ حق کے قطروں نے نہ صرف اس کو بجھایا بلکہ نورِ حق کی ایسی شمع روشن کی جن سے اطراف و اکناف روشن ہو گئے، تاریخ انسانی پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس بات کی تائید ان واقعات سے اور بھی مضبوط ہوتی ہے کہ نمرود نے جب ظلم کی آگ جلائی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پیغامِ حق لے کر تشریف لائے، فرعون نے ''اَنَا رَبُّکُمُ الاعلیٰ'' کا نعرہ لگایا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پیغامِ حق لے کر تشریف لائے، ابو جہل وابولہب نے سر زمین عرب پر ظلم و تشدد کی بھٹی جلائی تو پیغمبرِ انسانیت، رسولِ رحمت حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی رحمت کی ٹھنڈک سے ظلم و تشدد کی جلائی گئی بھٹی کو ٹھنڈا کیا اب جبکہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے تو اب سرکار ﷺ کی امت کے صلحاء وعلماء باطل کا سر کچلنے کے لیے وقتاً فوقتاً میدانِ عمل میں نکلتے رہے ہے سلسلہ نبوت کے بعد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے کی بنیاد کی پہلی اینٹ نواسہ رسول ﷺ امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے رکھی اور وقت کے ظالم و جابر حکمران یزید کے سامنے مضبوط دیوار بن کے کھڑے ہو گئے اور عظیم مقصد کی خاطر اپنا سر تو نیزے کی اَنی پر چڑھوا دیا مگر یزیدی سوچ کے سامنے اپنا مقدس سر جھکایا نہیں کیونکہ بقولِ شاعر

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کا اس طرح ملوکیت کے سامنے ڈٹ جانا اگرچہ عظیم الشان اور سنہری کارنامہ تو ہے ہی سہی مگر دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو یہ بات بھی بڑی کٹھن اور مشکل ترین ہے کہ وقت کے جابر اور ظالم حکمرانوں کو غلط کاموں سے روکا جائے دراصل ایسا جرات مندانہ کام اسی شخصیت کے حصے میں آتا ہے۔ جس کے روشن سینے میں عزیمت و استقامت کا غیر متزلزل دل ہو، جسے وقت کے حکمرانوں کا بڑے سے بڑا زلزلہ اور قہر بھی ان کے ارادوں میں ڈگمگاہٹ پیدا نہ کر سکے، ملوکیت کے پیکر میں ڈھلے حکمرانوں کو ان کے ایوانوں سے جاری کی گئی رسومِ بد سے روکنا اور بڑھتے ہوئے غلاظت و گندگی کے سیلاب کا رخ موڑنے کے لیے ایسے مردانِ حُر ہی آگے بڑھ کر پاکیزگی و طہارت کا بند باندھتے ہیں جن کی اسلامی تاریخ میں کبھی بھی کمی نہیں رہی اور ایسے مردانِ حُر معاشرے کے ماتھے کا جھومر تصور کیے جاتے ہیں

بادشاہ وقت سے ٹکر لینا بھی کوئی آسان کام تو نہیں ہے چنانچہ ایسے نازک ترین دور میں اسلام کا جو بطلِ جلیل بادشاہ کے مقابل آیا وہ خانوادہ قادریہ کا وہی خرقہ پوش اور بوریہ نشین فقیر تھا جسے آج ساری دنیا حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کے نام سے جانتی ہے جہاں حضور سیدنا غوث الاعظمؓ نے قوم کو "حاکمانِ وقت" کی رسومِ بد سے آگاہ کیا وہاں پر آپؓ نے علماء کو بھی اس حقیقت سے آشکار کیا کہ "دنیاوی منصب و پروٹوکول اور سیم و زر کی چاہت سے علم و علماء کی رسوائی ہوتی ہے" کیونکہ پیغمبر انسانیت، رسولِ رحمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "دنیا تو ایک مردار ہے اور اس کا طالب کتا ہوتا ہے" اس ارشادِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں علماء کو یہ احساس دلانا تھا کہ وہ حرص اور لالچ کی

طلب سے اپنی نورِ علم کی سفید چادر کو داغدار نہ ہونے دیں، قلندر لاہوری ڈاکٹر علامہ اقبال نے انہی قلندروں کے بارے میں فرمایا تھا

ہزار خوف ہو، لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آج اس مملکت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لیے جہاں مذہبی تفرقہ بازی اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع کرنے کے لیے غیر مسلم طاقتیں اپنے باطل کا جال پھیلا رہی ہیں وہاں پر مسلمانوں کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی سوچ کو باقاعدہ ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت فحاشی و عریانی کی طرف دھکیلا بھی جا رہا ہے ایسے منتشر ماحول اور پراگندہ حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ حضور غوث الاعظمؓ کے افکار و نظریات کی روشنی میں ایک منظم تحریک بپا کی جائے تا کہ دیارِ اغیار سے بر آمدہ کلچر کو دیس نکالا دیا جا سکے اور نوجوان نسل کو مغربی ثقافت سے بچا کر سیرت مصطفوی ﷺ کے سانچے میں ڈھالا جائے اور قوم کی ماؤں کی گود کو سیرت فاطمۃ الزہرہؓ کا گہوارہ بنایا جائے تا کہ اس کی گود سے حسینی افکار کے محافظ، حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی پاکیزہ سوچ کے وارث اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی گفتار و کردار کے پہریدار اور حافظ الملت کے پیروکار جنم لے سکیں،

ماں اُم الخیر۔۔۔تو۔۔۔بیٹا اُمتُ الخیر

تاریخ کی کتابوں کے صفحات کو اگر کھنگالا جائے تو پڑھنے والے کو ایک ایسا سبق آموز واقعہ پڑھنے کو ملتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اب ایسے لوگ، ہستیاں اور گوہر نایاب

ہیں ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکیں گے، لکھنے والے لکھتے ہیں کہ ایک دن آفتاب غروب ہو چکا تھا، چودھویں کے چاند کی روشنی پورے طور پر زمین کے اوپر نور کی طرح پھیل چکی تھی ایک خوبصورت اور خوب سیرت نوجوان دریائے دجلہ کے کنارے کسی گہری سوچ میں گُم بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک چاند کی چاندنی میں اُس کی نگاہ دریا کی لہروں میں تیرتے ہوئے ایک خوبصورت سیب پر پڑی قریب آتے ہی جھٹ سے اُس نوجوان نے وہ سیب اُٹھالیا اور کئی دن سے بھوک کی شدت نے اُسے مجبور کر دیا کہ وہ اُس سیب کو آناً فاناً کھالے تا کہ اپنی بھوک کی شدت کو کم کر سکے گھر کی جانب روانہ ہوتے ہی اُس نوجوان کے ضمیر نے اُسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا کہ وہ سیب جو اُس نے بغیر تحقیق کے کھایا ہے نہ جانے وہ کس کی ملکیت تھا اور میں نے تو بغیر تحقیق کے کھالیا ہے کسی سے پوچھ کر نہیں کھایا لہذا یہ مجھ پر اُس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک اس کے مالک سے معافی نہیں مانگ لی جاتی، اسی بے چینی اور اضطرابی کیفیت میں کروٹیں بدلتے رات گزاری اور صبح سویرے سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی وہ نوجوان سیب کے مالک کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، جہاں سے وہ تیرتا ہوا سیب آرہا تھا اُسی جانب پاکیزہ جذبوں، نیک ارادوں اور صالح نیت کا حامل نوجوان چلا جارہا تھا تا کہ وہ وہاں تک پہنچ سکے جس جگہ سے اُس سیب نے تیرنا شروع کیا تھا کیونکہ وہ نوجوان اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا۔ آخر کار اُس نوجوان کو ایک باغ نظر آیا، باغ کی کچھ ٹہنیاں دریا کے اندر جھکی ہوئی تھیں بس اُس نوجوان نے اندازا لگالیا کہ وہ تیرنے والا سیب اسی باغ کا ہے اُسے باغ میں نور کے سانچے میں ڈھلی خوبصورت نورانی شخصیت نظر آئی

نوجوان نے نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ سلام عرض کیا، بزرگ شخصیت نے مشفقانہ انداز سے سلام کا جواب دیا اور دعاؤں سے نوازا دوران گفتگو اُس نوجوان کو معلوم ہوا کہ اس باغ کے مالک یہی نورانی صورت والے بزرگ ہی ہیں چنانچہ اُس نوجوان نے بلا تاخیر طویل مسافت طے کرنے کے بعد اپنی حاضری کا مقصد بیان کیا اور ساتھ ہی اس سیب کی قیمت بھی دریافت کی تاکہ وہ قیمت ادا کر کے اپنے دِل کا بوجھ ہلکا کرسکیں اور اطمینان قلب کی لذت سے بہرہ مند ہوسکیں، نور کے پیکر میں ڈھلی اِس نورانی، دور اندیش اور مردم شناس شخصیت نے اندازہ لگا لیا کہ ''سیب کی قیمت پوچھنے والا کوئی عام شخص نہیں ہے'' جواب دیا کہ بیٹا اِس سیب کی قیمت اتنی ہے کہ تم اس کی ادائیگی نہیں کرسکو گے''، لیکن دوسری طرف نوجوان ہر طرح کی قیمت ادا کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو چکا تھا تو بھرپور اصرار پر مالک نے کہا کہ بیٹا اس سیب کی قیمت کی ادائیگی کی ایک ہی صورت ہے کہ تم ایک سال تک اس باغ کی رکھوالی کروگے اس نیت سیرت اور پاک طینت نوجوان نے سیب کی قیمت چکانے کے لیے باغ کی رکھوالی شروع کردی پورے دو سال گزرنے کے باوجود پھر بھی نوجوان کو باغ کے مالک نے گھر جانے کی اجازت نہ دی جب چند سال اور گزر گئے تو ایک دن نورانی صورت والے بزرگ نے کہا کہ ''بیٹا اب میں تم کو تمہاری پرخلوص محنت کا اجرا اپنی بیٹی سے شادی کی صورت میں دینا چاہتا ہوں کیا تم میری بیٹی سے شادی پر رضامند ہو؟ میری بیٹی آنکھوں سے اندھی ہے، دونوں ہاتھوں سے لولی اور کانوں سے بہری ہے، دونوں پیروں سے لنگڑی اور زبان سے گونگی ہے۔۔۔۔!

بلا اجازت سیب کھانے اور اُس کی معافی کے لیے طویل مسافت طے کرنے والے اُس نیک سیرت نوجوان نے بلا توقف "ہاں" کہہ دی اور رضا مندی کا اظہار کر دیا اور وقت مقررہ پر اُس نوجوان کی شادی ہوگئی تو بزرگ نے فرمایا کہ "بیٹا اب یہ گھر، باغ اور کل جائیداد میری نہیں بلکہ تمہاری ہے" نوجوان جب گھر کے اندر سجے "حجلہ عروسی" میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا، گویا وہ دنیا کی سجی سجائی دُلہن نہیں بلکہ جنت کی کسی حُور کو دیکھ رہا تھا، چاند جیسا چہرہ، چشم غزالاں، شیریں زباں، ہر عضو موزوں اور متناسب ــــــــ نیک سیرت نوجوان نے اپنے مالک کے بیان اور حقیقت حال میں زبردست تضاد پایا تو فوراً کمرے سے باہر نکل آیا اور رات الگ گزاری، صبح ہوتے ہی نوجوان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات والی صورتحال بیان کر ڈالی اور عرض کیا کہ آپ نے جو حلیہ بتایا تھا میں نے گھر کے اندر حُسن مجسمہ حسن و جمال کو دیکھا اس میں تو بڑا فرق ہے، آخر یہ راز کیا ہے؟

مالک نے بہت ہی نرم اور شیریں لہجہ میں جواب دیا "بیٹا میں نے جو کچھ کہا تھا اور تم نے جو کچھ دیکھا، حقیقت میں دونوں ہی سچ ہیں، بات یہ ہے کہ اُس لڑکی نے کبھی بھی خلاف شریعت بات نہیں کی اس لیے وہ گونگی ہے ــــ اپنے کانوں سے کوئی فحش گفتگو نہیں سنی اس لیے وہ بہری ہے ــــ کبھی بھی اپنی آنکھوں سے کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا اس لیے وہ اندھی ہے ــــ اپنے ہاتھوں سے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا اس لیے وہ لولی ہے ــــ کبھی بھی جانبِ معصیت اپنے پیروں سے چل کر نہیں گئی اس لیے وہ لنگڑی ہے ــــــ اس مقدس، نیک سیرت، سیرت عائشہ و فاطمہ

رضی اللہ عنہما کے سانچے میں ڈھلی خاتون کا نام فاطمہ اُم الخیر بنتِ عبداللہ صومعی تھا اور اُس پاکیزہ سیرت، رزقِ حلال کھانے والے نوجوان کا نام سید ابو صالح موسیٰ بن عبد اللہ تھا لہٰذا بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ جب ماں سیرت عائشہ و فاطمہؓ کے سانچے میں ڈھلی ہو اور باپ محض بلا اجازت ایک سیب کھانے کی پاداش میں لمبی مسافت طے کر کے طویل ترین "نوکری" سرانجام دے تو پھر اُنہی مقدس خاتون اور پاک باطن نوجوان کی ازدواجی زندگی کے چمن لالہ زار سے ایک خوبصورت اور عطر بیز پھول کھلا جس نے اپنی خوشبوئے روحانیت و معرفت سے سارے عالم کو مہکا دیا جو غوثیت و قطبیت کا تاجدار بن کر آسمان ولایت پر آفتاب مہتاب کی طرح جگمگایا جسے دنیا میں غوثِ صمدانی ،قندیل نورانی، شہباز لامکانی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام سے جانا اور پہچانا جا رہا ہے روحانی دنیا میں آپ کو غوث اعظمؓ اور غوث الوریٰؓ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

پیارے پڑھنے والو! اندازہ لگائیں کہ حضور غوث الاعظمؓ کے والد محترم نے بلا اجازت سیب کھایا اور کس قدر مشقت اُٹھائی اور یہاں پورے باغ ہڑپ کر لیے جاتے ہیں مگر دل میں ذرا برابر بھی ملال نہیں ہوتا اس لیے تو ساحر لدھیانوی نے کہا تھا کہ

ملیں اس لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں
چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت

تاریخ کے طالب علم خوب جانتے ہیں کہ تہذیب وتمدن کے اعتبار سے دنیا کی کوئی بھی قوم مسلمانوں کی ہم پلہ نہ تھی، پوری دنیا میں ان کے کارناموں، تہذیب وتمدن، علم و حکمت اور فہم وفراست کا شہرہ تھا آپ صرف بغداد ہی کو لیجئے، دنیائے اسلام میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی کیونکہ علوم فنون، حکمت ودانش اور فہم وفراست کے لحاظ سے دنیا کے لئے بغداد جاذبیت اختیار کر چکا تھا۔ جہاں ایک طرف مسلمان اگر رفعتِ عظمت کو چھو رہے تھے تو دوسری طرف بیرونی نظریات وخیالات کی یلغار اس کے یقین واعتماد کی دیواروں کی بنیادیں بھی اندر ہی اندر سے کھوکھلی کر رہی تھی۔ علم وحکمت کی پیاسی انسانیت کسی ایسے مسیحا کے انتظار میں تھی جو اپنے قد وقامت اور علم وحکمت کی بنیاد پر صدیوں پر بھاری ہو، غالباً یہ ۵۵۳ ہجری کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر وہ بزرگ یکا یک اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے جو شخص وہاں حاضر ہوا وہ بھی پانی کا لوٹا بھر کر بزرگ کے پیچھے پیچھے چلا آیا لیکن انہوں نے کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چلتے چلتے یہ بزرگ فصیلِ شہر کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ خود بخود کُھل گیا اور وہ شہر سے باہر نکل گئے۔ مذکورہ شخص بھی اُن کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ چند قدم چلے تھے کہ ایک عظیم الشان شہر نظر آیا، آپ اس میں داخل ہو کر ایک مکان کے اندر چلے گئے وہاں چھ شخص بیٹھے تھے وہ ازراہِ تعظیم کھڑے ہو گئے اور آپ کو سلام کیا۔ مکان کے ایک کونے سے کسی کے کراہنے کی آواز آرہی تھی، تھوڑی دیر میں وہ آواز بند ہوگئی اتنے میں ایک شخص آیا اور اس کونے سے ایک میت کندھے پر اٹھا کر چلا گیا پھر

ایک نصرانی وضع کا شخص آپکے سامنے حاضر ہوا۔ اُس کا سر برہنہ تھا اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں بزرگ نے اس شخص کے سر اور لبوں کے بال تراشے پھر اسے کلمہ شہادت پڑھایا اور اِن چھ اشخاص سے مخاطب ہوکر فرمایا!

میں بہ حکم الٰہی اس شخص کو متوفی کا قائم مقام کرتا ہوں۔ ان اشخاص نے بیک زبان کہا "ہمارے سر آنکھوں پر" پھر آپ اِس شہر سے باہر تشریف لے آئے چند ہی قدم چلے تھے کہ بغداد کی شہر پناہ آ گئی۔ پہلے کی طرح اس کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور آپ اپنے دولت کدہ پر تشریف لے آئے صبح ہوئی اور وہ شخص اُن بزرگ سے درس لینے بیٹھا اور بزرگ کو قسم دے کر رات کے واقعہ کی تفصیل پوچھی، آپ نے فرمایا پہلے عہد کرو کہ جب تک میں زندہ ہوں اس واقعہ کا اظہار کسی سے نہ کرو گے اُس شخص نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا جس پر بزرگ نے فرمایا رات کو جس شہر میں ہم گئے تھے اُس کا نام "نہاوند" تھا جو بغداد سے دور دراز فاصلہ پر واقع ہے۔ مکان میں جو چھ آدمی تھے وہ ابدالِ وقت ہیں۔ جس شخص کے کراہنے کی آواز تم نے سُنی وہ ساتواں ابدال تھا۔ اس وقت اس کا عالمِ نزع تھا جب وہ واصل بحق ہوگیا تو اُس کی میت حضرت خضر علیہ السلام اُٹھا کر لے گئے۔ جس آدمی کو میں نے کلمہ شہادت پڑھایا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا ایک عیسائی تھا۔ میں نے اللہ کے حکم سے مرحوم ابدال کی جگہ اسے ساتواں ابدال مقرر کیا۔

وہ شخص جو بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ ابو الحسن بغدادی تھے اور جس بزرگ کی خدمت میں انہوں نے حاضری دی وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؓ تھے۔ اولیاء اللہ نے ان کی آمد کی اطلاع ان کی ولادت سے پہلے دے دی تھی، قطب دوراں شیخ ابو

بکرہوار نے ایک دن اپنی مجلس میں شیخ غراز سے کہا ''عراق میں ایک ایسا مردِ خدا پیدا ہوگا جو اللہ اور اُن کے بندوں کے نزدیک بے حد رتبے کا حامل ہوگا اس کی سکونت بغداد میں ہوگی وہ کہے گا کہ '' میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' اس کے زمانے کے اولیاء اس کی بات مانیں گے اُس کے دور میں اُس جیسا کوئی نہیں ہوگا''

حضرت غوث الاعظمؒ نے ساداتِ کرام کے ایک مقدس گھرانے میں آنکھ کھولی جہاں ہر وقت قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائیں گونجتی تھیں ان کے نانا سید عبداللہ صومعی اور والد محترم سید ابو صالح موسیٰ دوست جنگی اولیائے کامل تھے۔ اسی طرح آپؒ کی والدہ ماجدہ سیدہ ام الخیر فاطمہ اور پھوپھی سیدہ عائشہ عارفات ربانی میں سے تھیں ان تمام ہستیوں کا شمار عالی مرتبت عابد وزاہد اور منکسر المزاج بزرگان دین میں ہوتا تھا۔

چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ علی العالمین، قطب الاقطاب، رائس الاغیاث سیدنا محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانیؒ 470ھ میں طبرستان کے قصبے جیلان میں پیدا ہوئے حضور غوث اعظمؒ کی ولادت کے حوالے سے متعدد روایات بیان کی گئی ہیں جن میں معتبر روایت یہی ہے کہ حضور غوث الاعظمؒ یکم رمضان المبارک جمعۃ المبارک 470 ہجری بمطابق 1075ء گیلان میں پیدا ہوئے ایک روایت یکم رمضان المبارک 471 ہجری بوقتِ شب ِکتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہوئے، پہلی روایت کا ماخذ شیخ ابو نصر صالح کا بیان ہے اور انہی کے بیان کی سند لے کر علامہ ابنِ جوزی نے اپنی تصنیف ''المنتظم'' میں اور شریف مرتضٰی زبیدی نے ''تاج العروس

""شرح قاموس" میں آپ کا سالِ ولادت 470 ہجری تحریر کیا ہے اور دوسری روایت کے مستند راوی شیخ ابوالفضل احمد بن صالح شافعی جیلی ہیں دونوں تاریخوں کے حق میں بکثرت روایات ہیں اگرچہ ہماری تحقیق کے مطابق کثرتِ آراء دوسری روایت یعنی 471 ہجری کے حق میں ہے

جس رات آپؓ کی ولادت ہوئی اُس رات اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے گیلان میں سب لڑکے ہی پیدا فرمائے جنکی تعداد گیارہ سو تھی اور وہ سب کے سب اولیاء اللہ اور مردانِ خدا تھے۔

گیلان کو عرب کے لوگ مُعرب بنا کر جیلان بھی کہتے ہیں یہ طبرستان کے پاس ایک علاقہ ہے جو ملک عجم میں واقع ہے اسی علاقہ میں نیف نام کے ایک قصبہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی یہ علاقہ بغداد مقدس سے سات میل کی دوری پر ہے علامہ امام ابو الحسن الشطنوفی نے اپنی تصنیف "بہجۃ الاسرار" میں اس علاقہ کا ذکر کیا ہے بغداد مقدس اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیل نام کے دو قصبے پائے جاتے ہیں لیکن ان دونوں قصبوں کو حضرت غوث الاعظمؓ کا مولد باور کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ملک عراق سے متعلق ہیں اور حضرت غوث الاعظمؓ کا عجمی ہونا محقق ہے اور امام یافعی المتوفی 768ھ اپنی تصنیف "مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان" میں لکھتے ہیں کہ "حضور غوث الاعظمؓ سے جب کسی نے آپؓ کے سالِ ولادت کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے جواب دیا مجھ کو صحیح طور پر تو یاد نہیں البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ جس سال میں بغداد آیا تھا اسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ ابن عبدالوہاب تمیمی کا وصال مبارک ہوا اور یہ 488ھ تھا

اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی‘‘ اس حساب سے آپؓ کا سنِ ولادت 470ھ ہوا
اس کے بعد امام یافعی نے شیخ ابوالفضل احمد بن صالح جیلی کا قول نقل کیا ہے کہ
’’حضرت کی ولادت 471ھ میں ہوئی اور آپؓ 488ھ میں بغداد تشریف لائے تھے
امام یافعی نے حضور غوث الاعظمؓ کے اس قول سے کہ اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی
یہ سمجھا کہ آپؓ اٹھارہ سال پورے فرما چکے تھے اور شیخ ابوالفضل نے یہ سمجھا کہ ابھی
آپؓ اٹھارہ سال ہی میں تھے 470ھ اور 471ھ میں وجہ اختلاف بھی یہی ہے جو
درج بالا سطور میں بیان کی گئی ہے اور اسی اختلاف کی بنیاد پر بعد کے مورخین میں سے
کسی نے امام یافعی کے قول کے مطابق اور کسی نے شیخ ابوالفضل احمد کے خیال کے
مطابق حضور غوث الاعظمؓ کا سنِ ولادت متعین کیا ہے اس طرح کسی نے اپنی ریسرچ
کے مطابق ولادت کی تاریخ لفظ عشق سے نکالی ہے اسے بھی ہم درست تسلیم کر لیتے
ہیں اور جس کسی نے لفظ عاشق کو مادہ تاریخ قرار دیا ہے اسے بھی صحیح مانا جاتا ہے اور یہ
بات بھی کس قدر دلچسپ اور حیران کن ہے کہ ولادت کے ساتھ احکامِ شریعت کا اس
قدر احترام تھا کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں
سورج غروب ہونے تک قطعی دودھ نہیں پیتے تھے، ایک مرتبہ مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ
سے 29 شعبان کو چاند کی رُویت نہ ہو سکی لوگ تردد میں تھے، لیکن اس مادرزاد ولی نے
صبح دودھ نہیں پیا، بالآخر تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے

آپ مادرزاد ولی تھے آپؓ کی امی جان اُم الخیر فاطمہ کبار خواتین عارفات وصالحات
سے تھیں انہیں کشف کی نعمت حاصل تھی عجب بات یہ ہے کہ جب حضور سیدنا غوث
الاعظمؓ متولد ہوئے تو آپؓ کی امی جان کی عمر ساٹھ سال تھیں جسے سنِ ایاس سے تعبیر

کرتے ہیں اس عمر میں پیدائش کا نظام فطرتاً موقوف ہو جاتا ہے بس اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی قدرت ہے کہ اُس نے اس عمر میں اُمت کی راہنمائی کے لیے اپنے ایک خاص بندے کو جیلان یا گیلان کی دھرتی پر پیدا فرمایا

ولادت کی تاریخ لفظِ ''عاشق'' سے اور عمر شریف لفظِ ''کمال'' سے نکلتی ہے اسی طرح سنِ وصال کے الفاظ بحساب ابجد ''معشوق الٰہی'' ہیں کیا خوب کہا ہے

سنینش ''کامل'' و ''عاشق'' تولد
وصالش داں ز ''معشوق الٰہی''

اسم مبارک

اسم گرامی عبدالقادر تھا، کنیت آپؓ کی ابو محمد تھی، آپؓ کو محی الدین، محبوب سبحانی، غوث الوریٰ اور غوثِ اعظمؓ کے القابات سے بھی پکارا جاتا ہے آپؓ کے والد گرامی کا اسم مبارک سید ابو موسیٰ صالح جنگی دوست ـــــ جنگی دوست کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے بے پناہ شیدائی تھے اور نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے مردِ دلیر تھے، حضور غوث پاکؓ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ اور کنیت اُم الخیر تھی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور غوث پاکؓ کی والدہ محترمہ اپنی کنیت کی زندہ اور عظیم مثال تھیں جبکہ لقب اُمۃ الجبار تھا، سرکارِ بغداد نجیب الطرفین سید ہیں والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی ہیں آپؓ کا معزز سلسلہ نسب والد گرامی کی طرف سے گیارا واسطوں سے اور بواسطہ والدہ محترمہ چودہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے والد گرامی کی طرف سے حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر گیلانیؓ بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابو عبداللہ بن سید

یحیٰ الزاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید امام حسن بن سید امام حسن المجتبیٰ بن سید نا شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے (النجوم الزاہرہ، ص 371، جلد 5)

مادری سلسلہ نسب

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپؓ کا نسب سیدہ اُم الخیر فاطمہ بنتِ السید عبداللہ صومعی الزاہد بن سید ابو جمال الدین محمد بن الامام السید محمود بن الامام سید ابوالعطاء عبداللہ بن امام سید کمال الدین عیسیٰ بن امام السید علاؤ الدین محمد الجواد بن امام سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام سید نا جعفر صادق بن سید نا امام محمد الباقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب شیر خدا رضی اللہ عنھم اجمعین

(سفینۃ الاولیاء مصنف دارا شکوہ ص، 43)

غوث الاعظمؓ کی منفرد خصوصیات

حضور غوث الاعظمؒ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان صفات سے نوازا

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق

☆ سید نا یوسف علیہ السلام کا حسن

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت

☆ حضرت عمر فاروقؓ کا عدل

☆ حضرت عثمان غنیؓ کا حلم

☆ حضرت علی مرتضیٰؓ کی شجاعت

حلیہ مبارک حضرت سیدنا غوث الاعظمؓ

حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ نحیف البدن، قد میانہ، سینہ مبارک فراخ، ریش مبارک دراز اور حسن و جمال میں اضافہ کا باعث، دور و نزدیک میں سماعت یکساں، کلام سرعت تاثیر وقبولیت کا جامع، جمال با کمال، ایسا کہ سنگ دل بھی دیکھتا تو اتنا نرم ہو جاتا اور اس پر خشوع و خضوع کی کیفیت نمایاں ہوتی، چہرے کو گھیرے ہوئے، رنگ گندم گوں، دونوں ابرو ملے ہوئے، ابرو بلند، بدن نازک، ایسے جیسے گلاب کے پھول کی پنکھڑی ہو، پیشانی کشادہ اور اُس پر کبھی بھی خفگی یا اظہارِ ناراضی کے باعث بل نہیں دیکھے گئے، لب شگفتہ، جیسے صندل کی ڈلی، چہرہ روشن و تابندہ، ایسا جیسے نور کا ہالہ ہو، ذی وقار، نرم گفتار، کم گو اہل علم میں ہمیشہ ممتاز اور منفرد تھے آپؒ کو دیکھنے والے پر رُعب کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی

جلال و جمال کی کیفیتوں سے مزین تھے، شرم وحیا کا پیکر، نظافت ولطافت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے، چلتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے بادِ صبا کا ایک خوشگوار جھونکا، آپؒ کی ذات روحانیت کے جھلستے صحرا میں پیاسی انسانیت کے لیے ''آبِ زُلال'' کی حیثیت رکھتی تھی جہاں سے روحانیت اور علم کے پیاسے علم وحکمت کے کٹورے سیر ہو کر پیتے

حضور غوث پاکؒ کا بچپن

پیدا ہونے والے سب بچوں کا بچپن ایک جیسا نہیں ہوتا، بعض بچے تربیت کی بنیاد پر صالحیت کی منازل طے کرتے ہیں اور بعض مادر زاد ولایت کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ حضور غوث پاکؒ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ ''پورے عہدِ رضاعت میں آپؒ کا یہ

حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپؒ دودھ پیتے تھے لیکن جوں ہی رمضان المبارک کا چاند نظر آتا آپؒ دن کو سورج غروب ہونے تک دودھ کی بالکل رغبت نہیں فرماتے تھے خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی ہر بار آپؒ کی والدہ محترمہ آپؒ کو دودھ پلانے میں ناکام رہتیں

غوثِ اعظم متقی ہر آن میں

چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

بچپن ہی میں سایہ پدری سر سے اٹھ گیا ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، مزید تعلیم کے لئے 488ھ میں بغداد پہنچے جو اس وقت علم وفضل کا گہوارہ، علماء ومشائخ کا مسکن اور علمی وسیاسی اعتبار سے مسلمانوں کا دارالسلطنت تھا، یہاں آپ نے اپنے زمانہ کے معروف اساتذہ اور آئمہ فن سے اکتساب فیض کیا، آپ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی، ابوزکریا یحییٰ بن عبدالکریم نہایت نامور اور معروف بزرگ ہیں۔ کہا جاتا ہے آپؒ کا بچپن نہایت پاکیزہ تھا، بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس برگزیدہ بندے پر اپنی روحانی ونورانی نوازشات اور فیوضاتِ الہیہ کی بارش کا نزول شروع کیا ہوا تھا چنانچہ حضور غوث پاکؒ اپنے لڑکپن سے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی کہ لہو ولعب سے باز رہو، جسے سن کر میں رک جایا کرتا تھا اور اپنے گردوپیش پر جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا دکھائی نہ دیتا تھا جس سے مجھے وحشت سی معلوم ہوتی تھی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہؒ کی آغوش میں چھپ جایا کرتا تھا،

اب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سنا کرتا ہوں اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آ کر مجھے متنبہ کر دیتی ہے کہ تم کو اس لیے نہیں پیدا کیا کہ تم سویا کرو“

گائے کا کلام کرنا

ایک اور جگہ آپؒ فرماتے ہیں کہ ”بچپن کے زمانہ میں غیر آبادی میں کھیل رہا تھا بتقاضائے طفلی ایک گائے کی دُم پکڑ کر کھینچ لی فوراً اس نے کلام کیا ”عبدالقادرؒ! تم اس غرض سے دنیا میں نہیں بھیجے گئے ہو“ میں نے فوراً اسے چھوڑ دیا اور دِل کے اوپر ایک ہیبت سی طاری ہوگئی“ اور آپؒ کا یہ واقعہ بھی بہت عجیب ہے کہ جب آپؒ چار سال کی عمر کو پہنچے تو آپؒ کے والد محترم سیدنا شیخ ابو صالح موسیٰؒ آپؒ کو رسم بسم اللہ خوانی کی ادائیگی کے لیے ایک مکتب میں لے گئے اور اُستاد کے سامنے آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اُستاد نے کہا! پڑھو بیٹے ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم“ آپؒ نے ”بسم اللہ“ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ ”الم“ سے لے کر مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ ڈالے، اُستاد نے حیرت سے پوچھا کہ یہ سب تم نے کیسے پڑھا اور یاد کیا؟ فرمایا! والدہ محترمہؒ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں اور اکثر و بیشتر وہ اِن پاروں کی تلاوت کرتی رہتی ہیں جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ پارے سنتے سنتے مجھے یاد ہو گئے تھے“

ماحول کا انسانی شخصیت پر اثر انداز ہونا

اور آج اس بات کو سائنس بھی ثابت کر چکی ہے کہ ماحول انسانی شخصیت پر گہرا اثر ڈالتا ہے امریکہ کے سائنس دانوں نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے 30 حاملہ عورتوں کا چناؤ کیا، 15 عورتوں کو بچوں کی ولادت تک ایسے ماحول میں رکھا گیا جہاں

پر 24 گھنٹے میوزک بجتا رہتا تھا اور 15 عورتوں کو ایسا ماحول فراہم گیا جہاں پر 24 گھنٹے قرآن پاک کی تلاوت ہوتی رہتی تھی اب جب کہ بچوں کی ولادت ہوئی تو جیسا کہ رونا بچوں کی فطرت میں شامل ہے مگر جب وہ مائیں جن کو دورانِ حمل قرآن پاک کی تلاوت سنائی جاتی تھی اب رونے والے بچوں کو قرآن پاک کی تلاوت سنا دی جاتی تو وہ رونا بند کر دیتے تھے اور جن ماؤں کو موسیقی کا ماحول مہیا کیا گیا تھا اب اُن کے بچے جب روتے تو اُن کا دِل موسیقی سے بہلایا جاتا تو وہ رونے والے بچے خوش ہو جایا کرتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ ماحول انسانی شخصیت پر اثر انداز ہوا کرتا ہے اور وہ بچے جن کی پیشانی پر اللہ تعالیٰ بچپن ہی سے ولایت نقش کر دے وہ تو اور زیادہ ماحول کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جن کی والدہ محترمہ اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے چلتے پھرتے قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائیں بلند فرمانے والی ہوں اور جن کے والد محترم اس قدر حساس اور پاکیزہ سیرت کے حامل ہوں کہ بلا اجازت ایک سیب تک نہ کھائیں تو پھر اُن کی گود سے غوثِ اعظم ایسی شخصیات ہی جنم لیتی ہیں

ماں کی گود اولین درسگاہ

پیارے پڑھنے والو! ماں جس قدر عظیم ہوتی ہے بیٹا بھی اُس قدر عظمت کی بلندیوں پر فائز ہوتا ہے ماں اگر راستی بی بی تھی تو بیٹا بھی ''سلطان العارفین'' ماں اگر زاہدہ تھی تو بیٹا بھی ''گنجِ شکر'' ماں اگر تہجد گزار تھی تو بیٹا بھی ''داتا گنج بخش'' ماں اگر عابدہ تھی تو بیٹا بھی ''نوشو گنج بخش'' ماں اگر سیرت عائشہؓ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی تو بیٹا بھی

''مجددالف ثانی'' ماں نے اگر اپنے آپ کو سیرت فاطمہؓ کے پیکر میں ڈھالا ہوا تھا تو بیٹا بھی ''معین الدین اجمیری'' تھا مقدس اور نور کے سانچے میں ڈھلی حضرت بی بی فاطمہ ؓ جیسی ماں اگر طیبہ، طاہرہ، صادقہ، آمنہ تھی تو پھر اُن کی مقدس، پاکیزہ اور مطہر گود مبارک سے بیٹا بھی امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ ایسا پیدا ہوتا ہے جو میدان کرب وبلا میں 72 پاکیزہ تن شہید کرا کے اور خود مرتبہ شہادت پر فائز ہونے کے بعد نیزے کی انی پر بھی قرآن پاک کی تلاوت سنا رہا ہوتا ہے

ایک معروف مقولہ ہے ''ماواں ٹھنڈیاں چھاواں'' اگر مشفق ترین ہستی ماں نہ ہوتو پھر زمانے کا رُخ پھیرتی گرم ہوائیں اور فضائیں انسان کو پگھلا کے رکھ دیں، ماں ہی ایک ایسا شجر سایہ دار ہے جس کی ٹھنڈی چھاؤں اولاد کو سکون و راحت نصیب کرتی ہے ماں اپنی اولاد کے لیے سراپا شفقت ومحبت ہوتی ہے، دنیا کے تمام تر رشتے مفادات کی کچی ڈوری سے بندھے ہوئے ہیں مگر کریم ورحیم آقا نبی حضرت محمد ﷺ کی مبارک ومحترم ہستی کے بعد ایک رشتہ ایسا بھی ہے جو مفادات کے بندھنوں سے آزاد ہے اور وہ پاکیزہ، اخلاص کے سانچے میں ڈھلا اور بے غرض و بے لوث رشتہ ماں ہی کا ہے، کسی نے ماں کو کیاریوں میں کھلتے ہوئے گلاب کے پھول کی مہک سے تشبیہ دی تو کوئی بلبل کی چہک سے متعارف کراتا ہے، کسی نے شبنم سے تو کسی نے بادِ نسیم کے جھونکوں سے، مگر ان تمام تر حیثیتوں سے بڑھ کر حیثیت جس کی ہے وہ ماں ہی ہے ، پھول کچھ دیر کے لیے کِھلا پھر مرجھا گیا، بادِ نسیم بھی کچھ دیر کے لیے چلتی ہے پھر وہی بادِ سموم کے تھپیڑے، بُلبُل بھی صرف باغوں میں چہکتی ہے، باغ جب اُجڑ جاتے ہیں تو

بُلبل پھر چہکنا بھی بھول جاتا ہے

اس کائناتِ رنگ و بو میں ماں ایک ایسی ہستی ہے جس کو ربِ لم یزل نے سدا بہاری کے روپ سے نوازا ہے، بہار ہو یا خزاں، گرمی ہو یا سردی، صبح ہو یا شام، عسرت ہو یا یُسرت، خس و خاشاک سے تیار کردہ جھونپڑی میں رہائش پزیر ہو یا سنگِ مرمر سے آراستہ و پیراستہ عالیشان محل میں تشریف فرما ہو، جوانی ہو یا بڑھاپا، اولاد کے لیے اس کے پیار و محبت، شفقت اور دل لگی میں ذرا برابر بھی فرق نظر نہیں آئے گا کیونکہ اللہ رب العزت نے ماں کی ہستی میں اپنی ربوبیت کو گوندھ دیا ہوا ہے جس طرح وہ کریم رب انسانوں کو ہر حوالوں، ہر حیثیتوں سے، ہر جہتوں سے ہر لحہ نوازتا رہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظیم صفت ربوبیت کے پیکر میں ڈھلی عظیم ترین ہستی ماں بھی اولاد کے لیے ہر عمر میں سراپا شفقت و محبت کا سرچشمہ ہوتی ہے، سیانے کہتے ہیں ''جس گھر میں ماں کی عزت نہیں وہ گھر ضرور برباد ہوگا'' اور یقیناً ایسے ہوتے دیکھا بھی گیا ہے کیونکہ ماں برکت دینے کے لیے پیدا کی گئی ہے ماں کے بغیر گھر میں برکتیں نازل نہیں ہوتیں جہاں ماں کا احترام ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے

ماں ایک ایسی ہستی ہے جو اپنی اولاد کو آزادی سے زندگی گزارنے اور باوقار طریقے سے زندہ رہنے کا سبق دیتی ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی'' اپنی اولاد سے سراپا ممتا کے پیکر میں ڈھلی ماں کی محبت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ چند صحابہ کرامؓ کے ساتھ جنگل کے سفر پر روانہ ہوئے چلتے چلتے

ایک صحابیؓ نے چڑیا کے گھونسلے سے چڑیا کے بچے نکال لیے، اس پر چڑیا نے شور مچانا شروع کر دیا، کائنات کے لیے سراپا رحمت بن کر تشریف لانے والے کریم و شفیق آقا ﷺ نے پوچھا، کیا ماجرا ہے؟ عرض کیا! چڑیا کے بچے میرے پاس ہیں اس لیے شور کر رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "چڑیا کے بچے واپس گھونسلے میں رکھ دو" ماں کا دل اتنا وسیع ہے کہ ساری کائنات اس میں سما سکتی ہے بوعلی سینا نے بہت خوبصورت بات کہی ہے کہ "اس بات سے بچو کہ ماں نفرت کے لیے یا بددعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے"

الفاظ کی دنیا میں،، ماں،، ہی ایک ایسا لفظ ہے جس کو کسی بھی زبان میں اگر ادا کیا جائے تو ادائیگی کے وقت دونوں ہونٹوں کا ملنا قدرتی امر ہے گویا اس بات کی دلیل ہے کہ،، ماں،، ہی ایک ایسی عظیم ہستی ہے جو اس دنیا میں ٹوٹے اور شکستہ دلوں کو جوڑنے کا سبب بنتی ہے۔ ہندی میں میا، انگریزی میں ممی یا مدر، فارسی میں مادر، عربی میں اُم، اردو میں ماں، امی یا اماں، پنجابی میں ماں، ان تمام لفظوں کو ادا کرنے سے جوڑنے کا تصور اور ملاپ کا خیال ذہن کے دریچوں اور سوچوں کے روزنوں میں ابھرتا ہے اگر اس ہستی کا وجود دھرتی پر موجود نہ ہو تو دل شکستہ، حوصلے پست، ارادے ٹوٹ پھوٹ کا شکار اور سوچیں منتشر ہو جاتی ہیں ہمتیں شکست و ریخت کا مقدر ٹھہرتی ہیں ماں ایک ایسی ہستی ہے جو زندگی کے جھلتے صحرا میں ایک تازہ ہوا کا جھونکا ثابت ہوتی ہے اور زندگی کے نشیب و فراز میں مصائب کی کڑاکے کی دھوپ میں ماں کی ہستی ایک شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتی ہے جس کی ٹھنڈی چھاؤں تلے زمانے کی گرمی سے جھلسا ہوا انسان سکون لے کر یوں محسوس کرتا ہے گویا جنت کے درخت تلے سکون لے رہا ہے

نیک طینت ماں اور گوہر نایاب

ہم اس سلسلے میں ایک خوبصورت واقعہ بھی درج کیے دیتے ہیں تاکہ جس بات کی طرف ہم اپنے قارئین کو لے جانا چاہتے ہیں ہم اُس تک آسانی سے پہنچ جائیں کہ نیک طینت ماں کیسے کیسے گوہر نایاب کو جنم دیتی ہے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نانی جان کا امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو بننے کا اعزاز کیسے حاصل ہوا؟ یہ ایک دلچسپ اور نصیحت آموز قصہ ہے

سیرت ابنِ جوزی میں روایت ہے کہ ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی رعایا کی خبر گیری کے لیے روزانہ رات کو گشت کر کے معلوم کیا کرتے تھے کہ کوئی بھوکا تو نہیں سو گیا اور کسی کو مدد کی ضرورت تو نہیں ہے (کاش ہمارے حکمران بھی ایسے اصولوں اور طور طریقوں کو اختیار کرتے تو آج قوم کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتے، آج ہمارے حکمران تو بیسیوں ایکڑ رقبہ پر پھیلے محلات میں عیش وعشرت اور شراب و کباب کی زندگی مزے سے گزار رہے ہیں اور دوسری طرف روزانہ نہ جانے کتنے غریب و بے کس و بے حس لوگ روٹی کا لقمہ نہ ملنے کی وجہ سے خودسوزیاں وخودکشیاں کر رہے ہیں، یہ لمحہ فکریہ ہے)

کاش ہمارے حکمران اِن اکابر کے کارناموں کو وردِ زباں اور حرزِ جاں بنا کر ریاست کے معاملات چلائیں تو آج قوم کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتے خیر جملہ معترضہ درمیان میں آ گیا۔۔۔۔فقیر عرض کر رہا تھا کہ حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں بھی آپؓ کے ہمراہ تھا چلتے چلتے آپ تھک گئے اور ایک مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ابھی آپؓ بیٹھے ہی تھے کہ اچانک ایک نسوانی آواز آپؓ کے

کانوں کی سماعتوں سے ٹکراتی ہوئی محسوس ہوئی اور رات کے سناٹے کی وجہ سے وہ آواز صاف سنائی دے رہی تھی وہ آواز کچھ اس قسم کی تھی ''بیٹی ذرا دودھ میں تھوڑا سا پانی تو ملا دو'' کچھ دیر سکوت کے بعد لڑکی بولی ''امی جان کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے امیر المومنینؓ نے یہ اعلان کرار کھا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے'' اس پر جھٹ ماں نے کہا ''اس وقت رات کا وقت ہے رات کی خلوتوں اور تنہائیوں میں امیر المومنین کہاں ہیں؟ جو ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم دودھ میں پانی ملا رہے ہیں ۔۔۔ اُٹھو اور پانی ملا دو'' مگر بیٹی نے دودھ میں پانی ملانے سے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگی ''امی جان رب ذوالجلال کی عزت کی قسم! یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا میں دن کی پہنائیوں میں تو امیر المومنینؓ کی اطاعت گزار بن جاؤں اور رات کی تنہائیوں میں چیزوں میں ملاوٹ کر کے نافرمانی کروں، اگر امیر المومنینؓ نہیں دیکھ رہے تو اُن کا اور ہم سب کا پالن ہار خالق و مالک رب تو ہمیں دیکھ رہا ہے کیونکہ'' لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْم'' اسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند ۔۔۔۔ اب ماں بیٹی کی گفتگو کو امیر المومنینؓ بغور سُن رہے ہیں اور حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گفتگو سن کر امیر المومنینؓ نے مجھ سے فرمایا، اسلم! اس مکان کو اچھی طرح پہچان لو ۔۔۔ پھر آپؓ ساری رات اسی طرح مدینہ کی گلیوں میں مخلوقِ خُدا کی خدمت کے لیے دورہ فرماتے رہے اور جب صبح کا سویرا طلوع ہوا تو آپؓ نے مجھے اس مکان میں رہنے والوں کی معلومات کے لیے بھیجا کہ جاؤ معلومات حاصل کر کے آؤ! مجھے معلوم ہوا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اپنی کنواری بیٹی کے ساتھ رہتی ہے میں نے جا کر ساری بات بارگاہِ خلافت میں عرض کر دی اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام

صاحبزادگان کو طلب فرمایا اور پوچھا ''کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا! ''ہم تو شادی شدہ ہیں'' لیکن آپؓ کے تیسرے بیٹے حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شادی کے لیے راضی ہو گئے، چنانچہ آپؓ نے اُس لڑکی کے گھر اپنے صاحبزادے سے شادی کے لیے پیغام بھیجا اور یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ امیر المومنین پیغام ارسال کریں اور انکار ہو جائے؟ پیغام کی قبولیت کے بعد شادی خانہ آبادی سرانجام پا گئی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک بیٹی نے جنم لیا اور پھر جب اُس بیٹی کی شادی ہوئی تو اُس کے بطن سے ''عمر ثانی'' یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی، جس کی عزت و عظمت اور اندازِ حکمرانی کے قصے زبانِ زدِ عام ہیں کہ کس طریقہ سے آپؓ نے اپنی رعایا کی ضروریات کا خیال رکھا اور بیت المال سے اپنے لیے کتنا وظیفہ طلب کیا؟ مگر آج ہمارے حکمران ہیں کہ بیت المال کو ''بیتِ مال'' یعنی گھر کا خزانہ سمجھ کر بڑی بے دردی سے لوٹ رہے ہیں

روز بروز بڑھتا ہوا شراب نوشی اور ہیروئن فروشی کا سیلاب بھی نوجوان نسل کو بہا کر لے جارہا ہے، حکمران بھی کاش ہوس کے طبلے کی تھاپ پر رقص کرنے والی کے پاؤں میں پہنی پائل کی جھنکار سے خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی سیرت اور روایات پر عمل پیرا ہو کر قوم کی تقدیر بدلنے کا سبب بن سکیں اور فحاشی و عریانی کے خلاف عملی قدم اُٹھا سکیں۔

حصولِ علم کے لیے بغداد مقدس روانگی

حضرت غوث الاعظمؓ نے اپنے آبائی قصبے جیلان ہی میں قرآن پاک ختم کر لیا تھا اور چند ایک دینی کتابیں بھی پڑھ ڈالی تھی اور والد محترم حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست کے وصال کے بعد آپؒ نے گھر کے امور میں اپنے آپ کو مصروف کر لیا تھا اور گھریلو امور سے فراغت کے بعد آپؒ کو جتنا وقت بھی میسر آتا آپؒ اپنی امی جان کی خدمت بجالاتے تھے اور ہمیشہ امی جان کے نورانی اور مصفیٰ ومزکی چہرے کو پیار سے دیکھا کرتے تھے کیونکہ آپؒ نے یہ حدیث مبارکہ سُن رکھی تھی کہ "ماں کے چہرے کو ایک دفعہ پیار سے دیکھنا مبرور حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے" زندگی کے روز و شب اسی طرح گزرتے رہے ایک دن آپؒ 9 ذی الحجہ یوم عرفہ کو اپنی زمین پر کام کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو اُس جگہ آپؒ نے ہاتف غیبی کی طرف سے ایک آواز سُنی بلکہ بعض نے لکھا ہے کہ آپؒ اپنے بیل کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھے اور اس پر قابو پالیا تو وہ زبانِ حال سے یوں گویا ہوا "یَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ" اے عبدالقادر تو اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا گیا ہے" جب یہ خوبصورت آواز حضور غوث الاعظمؓ کے کانوں میں پڑی تو آپؒ اسی وقت واپس اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے اور سیدھے مکان کی چھت پر تشریف لے گئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت آپؒ کی نظروں کے سامنے سے حجابات اُٹھا دیے اور آپؒ کی آنکھوں کے سامنے میدان عرفات ہے اور آپ کھلی آنکھوں کے ساتھ روح پرور اجتماع دیکھ رہے ہیں اس واقعہ کے بعد آپؒ کے لیے مزید کام کرنا مشکل ہو گیا تھا کیونکہ آپؒ کسی اور مقصد کے لیے اس دنیا میں پیدا کیے گئے تھے۔

دشت وصحرا کی سختیاں جھیلنا

آپ ؒکی ابتدائی حالت محنت، مشقت، ریاضت ومجاہدات میں گزری آپ ؒفرماتے ہیں
''مجھ پر ایسی ایسی سختیاں گزری ہیں اگر وہ پہاڑ پر گزرتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا جب مجھ پر سختیوں کا ہجوم ہوتا تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیت کریمہ کا ورد کرنے لگتا ''فَاِنَّ مَعَ الْعُسرِ یُسرًا اِنَّ مَعَ الْعُسرِ یُسرًا '' بیشک سختی کے بعد آسانی ہے بیشک سختی کے بعد آسانی ہے'' تو مجھے تمام تکلیفیں بھول جاتیں اور سکون محسوس ہونے لگتا۔

گزر کر دشت وصحرا سے یہاں گلزار آتے ہیں
کہ شاخِ گُل میں پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

حضرت غوث الاعظم نے زمانہ طالب علمی میں جس حیرت انگیز صبر واستقامت کے ساتھ تکالیف کا مقابلہ کیا اُس کی مثال اس چھوٹے سے واقعہ سے مل سکتی ہے
''ایک مرتبہ آپ پر بھوک کا شدید غلبہ ہوا چلنے کی طاقت نہ رہی تو بغداد کی ایک مسجد میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک ایرانی نوجوان گرم گرم روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لے کر مسجد میں آیا اور کھانے بیٹھا۔ اچانک آپ کی نگاہ اس جانب اُٹھی لیکن شانِ غیرت غالب آئی اور استغفار پڑھ کر آپ نے منہ پھیر لیا ایرانی نوجوان نے آپ کو کھانے میں شریک کرنا چاہا لیکن آپ نے انکار کر دیا مگر جب اس نے بہت اصرار کیا اور قسمیں دیں تو حضرت غوث الاعظم نے مجبور ہو کر اُس کی دعوت قبول فرمالی لیکن لقمہ اُٹھاتے ہی اُنہیں کچھ خیال آیا آپ نے اُس طالب علم سے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں ''روزگار کی تلاش میں جیلان سے آیا ہوں'' طالب علم نے جواب

دیا۔اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں''۔نوجوان نے پھر سوال کیا'' آپ جیلان (عجمی زبان میں جیم کی بجائے گاف بولتے ہیں یعنی گیلان) کے ایک نوجوان طالب علم عبدالقادر سے واقف ہیں'' آپ نے فرمایا'' میرا ہی نام عبدالقادر ہے'' یہ سن کر ایرانی نوجوان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور شرمندگی کے لہجے میں بولا'' معاف کیجئے گا میں نے آپ کی امانت میں خیانت کی ہے'' اس پر حضرت نے متحیر ہو کر واقعہ پوچھا۔طالب علم نے عرض کیا کہ'' میں تلاش روزگار میں جب جیلان سے بغداد روانہ ہوا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے مجھے آپ کیلئے آٹھ دینار دیئے تھے۔بغداد پہنچ کر آپ کو کئی دن تلاش کیا اسی اثناء میں میرے پاس جو تھوڑی بہت رقم تھی وہ خرچ ہو گئی اور کہیں روزگار نہ ملا جب فاقہ کشی پر نوبت آئی تو میں نے آپ کی امانت میں سے ایک دینار خرچ کر کے اپنے کھانے پینے کا انتظام کیا۔اصل میں یہ کھانا آپ کی رقم سے خریدا گیا ہے۔حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانیؓ نے آبدیدہ ہو کر پروردگار کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے شدید آزمائش کے طور پر آپ کو غیر کے سامنے شرمندہ نہیں کیا۔اس کے بعد آپ نے ایرانی طالب علم کو دلاسا دیا اور اس نے سات دینار جو آپ کی خدمت میں پیش کیے تھے ان میں سے صرف جزو قلیل اپنے لیے رکھ کر باقی رقم اس کو مرحمت فرما دی۔سیدنا غوث الاعظمؓ بغداد معلیٰ میں جب تعلیم ختم فرما چکے تو عبادات و مجاہدات کی محنت شروع فرما دی۔آپ ہر وقت اس قدر شدید ریاضت فرماتے کہ دیکھنے والوں کو آپ پر ترس آ جاتا اور وہ مضطرب ہو کر گھبرا جاتے مگر آپ کو اپنے شغل میں ایسے محویت ہوتی کہ کسی طرف توجہ ہی نہ فرماتے

خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں عراق کے جنگلوں میں بیس سال تک پھرتا رہا۔ دن رات عبادتِ الٰہی کے سوا کوئی اور کام نہ کرتا لہٰذا سالہا سال تک بے شمار راتیں آنکھوں میں گزر گئیں اور میں نے پلک بھی نہ جھپکائی۔ نیند کا غلبہ آتا تو ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور پورا کلام ختم کر ڈالتا اور پھر تازہ دم ہو کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا۔ ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کئی سال ویرانوں میں رہا۔ وہاں میری خوراک صحرا کی کھجوریں اور لباس سُوت کا ایک جُبّہ تھا۔ میں ننگے پاؤں جنگلوں کے کانٹوں میں چلتا پھرتا تھا۔ میرے تلوے چھلنی ہو گئے تھے۔ زمانہ شباب میں لوگوں پر جذبات غالب ہوتے ہیں مگر میں جوانی پر قابو پا چکا ہوں

ایک بار لوگوں نے شیخ عبدالقادرؒ سے کہا کہ ہم آپ کی طرح روزے رکھتے ہیں' آپ ہی کی طرح نماز پڑھتے ہیں اور آپ ہی کی طرح ریاضت کرتے ہیں لیکن آپ جیسا مرتبہ ہمیں نہیں ملتا۔ اس پر شیخ نے جواب دیا "تم لوگوں نے اعمال میں مزاحمت کی ہے تو کیا خدا کی نعمتوں میں مزاحمت کر سکتے ہو؟ واللہ! میں کبھی نہیں کھاتا' یہاں تک کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ تجھے میرے حق کی قسم کھا اور میں کبھی پانی نہیں پیتا یہاں تک کہ مجھ سے کہا جاتا ہے "تجھے میرے حق کی قسم ہے پی مگر میں کبھی کوئی کام نہیں کرتا' یہاں تک کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ تجھے میرے حق کی قسم ہے یہ کام کر۔"

شیخ عبدالقادرؒ کے القاب میں سے ایک "محی الدین" ہے۔ جسے اُن کے والد نے تجویز کیا تھا اور نہ خود انہوں نے اپنا لقب رکھا تھا بلکہ کسی خاص واقعہ کی وجہ سے اس زمانے کے اصحاب اصلاحِ انسان کا لقب دیا تھا۔ روایت یہ ہے کہ آپؓ نے عالم رویا

میں ایک نحیف وضعیف بیمار کو دیکھا جو کہ اُٹھنے سے معذور تھا' آپ نے اسے سہارا دے کر اُٹھایا تو وہ تندرست ہو گیا جب اس تنومند ہو جانے والے نحیف سے اُس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تمہارے دادا کا "دین اسلام" ہوں۔ دوسری صبح سے آپ کو "محی الدین" کہا جانے لگا لیکن راویوں نے کچھ واقعات حذف کر دیئے ہیں۔ یہ رویا ایک اشارہ ربانی تھا عالم خواب میں شفقتِ ایزدی نے آپ کے سپرد احیائے دین کا فریضہ کیا تھا غالباً یہ رویا بھی بغداد کے سفر کی محرک ثابت ہوئی

پہلا گروہ جو تائب ہوا

ایک دن آپؓ نے اپنی والدہ محترمہ کی بارگاہ میں عرض کر دیا کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین مبین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور جس کے لیے علم دین سیکھنا ضروری ہے اور اِن دنوں بغداد علوم دینیہ کے مرکز کی حیثیت سے مشہور ہے اس کے علاوہ اور کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں میں دینی علوم کے حصول کی پیاس بجھا سکوں، آپؓ کی والدہ صاحبہ نے جب آپؓ کا یہ جذبہ شوق دیکھا تو آپؓ کو بخوشی اجازت دے دی گئی حالانکہ ایک ماں کے لیے اپنے لختِ جگر کو اس طرح دیار غیر میں بھیجنا بہت مشکل مرحلہ ہوتا ہے مگر اس سفر میں آپ سے ایک زبردست کرامت کا ظہور ہوا۔ آپ کی والدہ نے آپ کی عبائے دلق میں چالیس اشرفیاں سی دی تھیں اور رخصت ہوتے وقت وصیت فرمائی تھی کہ "ہمیشہ سچ بولنا اور ہر معاملہ کی بنیاد راست بازی پر رکھنا"

مگر ہمارے یہاں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے اگر کسی سے ملنے جائیں اور دروازے پر دستک دیں تو اندر سے ہی باپ کی "سُریلی" آواز آتی ہے کہ "بیٹا کہہ دو ابو گھر پر نہیں ہیں اور

''فرمانبردار'' اپنی معصومیت کی بنا پر ابو کا ''فرمان'' مانتے ہوئے کہہ دیتا ہے کہ ''ابو کہہ رہے ہیں کہ ابو گھر پر نہیں ہیں'' اگر ہم نے آغاز ہی میں اپنی اولاد کی تربیت کی بنیاد ٹیڑھی اینٹ سے رکھ دی تو پھر اُس خاندان کی عمارت کا کیا ہوگا جسکی بنیاد ہی ٹیڑھی ہے خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ ذہن میں آ گیا تھا چلتے ہیں اپنے اصلی مقصد کی طرف، بات ہو رہی تھی حضور غوث الاعظمؓ کے سفر بغداد کی، آپ کا قافلہ ہمدان تک تو خیریت سے پہنچ گیا لیکن جب یہ قافلہ ہمدان سے آگے ترتنک کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو قزاقوں کے جتھے نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا۔ قافلہ کے لوگوں میں ان خونخوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہیں تھی۔ قزاقوں نے خوب لوٹ مار کی۔ اس ہنگامہ میں شیخ عبدالقادرؒ اطمینان سے ایک جانب کھڑے رہے لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ سے تعرض بھی نہیں کیا۔ اتفاق سے ایک قزاق کی نظر آپ پر پڑی تو اُس نے آپ کے قریب پہنچ کر پوچھا لڑکے تیرے پاس کیا ہے؟

آپ نے بغیر کسی خوف و ہراس کے جواب دیا میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں۔ قزاق بولا کہاں ہیں؟ آپ نے اُسے بتایا کہ یہ میری عبا میں بغل کے نیچے سیئے ہوئے ہیں وہ آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر آگے بڑھ گیا۔ پھر آپ کے پاس ایک اور قزاق آیا۔ اس سے بھی اسی قسم کی گفتگو ہوئی تو یہ دونوں آپ کو اپنے سردار احمد بدوی کے پاس لے گئے۔ سردار نے پوچھا لڑکے سچ بتلا تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے پوری صداقت کے ساتھ پھر وہی جواب دیا۔ سردار نے آپ کی عبا کو پھاڑا تو اس میں سے واقعی چالیس اشرفیاں نکل آئیں، سردار نے انتہائی حیرت کے عالم میں آپ کو مخاطب

کر کے کہا "لڑکے تم کو معلوم ہے کہ ہم قزاق ہیں، رہزن ہیں اور قتل و غارت گری ہمارا پیشہ ہے، پھر بھی تم کو ہم سے خوف نہیں آیا۔ اس پر آپ نے فرمایا "میری والدہ ماجدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ میں اپنی والدہ ماجدہ کی نصیحت کو کیسے فراموش کر دیتا۔ صرف چالیس اشرفیوں کی خاطر اپنا عہد کیسے توڑ دیتا۔" یہ الفاظ نہیں تھے بلکہ حق و صداقت کے ترکش سے نکلے ہوئے تیر تھے جو احمد بدوی کے سینہ میں پیوست ہو گئے اس پر رقت طاری ہو گئی اشکہائے ندامت نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی اور وہ بولا آفرین ہے تم پر کہ تم نے اپنی ماں کی نصیحت یاد رکھی اور اپنے عہد کا اتنا پاس کیا مگر حیف ہے مجھ پر کہ اپنے پروردگار سے کیے ہوئے عہد کا پاس نہیں کرتا اور اپنے خالق کی نصیحت کو فراموش کر دیا

اس کے ساتھیوں نے یہ دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے اور سب نے یک زبان ہو کر کہا "سردار تو رہزنی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی ہمارا پیشرو اور سردار ہے، کہتے ہیں یہ تمام لٹیرے اور قزاق فوراً اولیاء و ابدال میں شامل ہو گئے" اور آپؓ کے دستِ حق پرست پر تائب ہونے والا یہ پہلا قافلہ تھا اور اس طرح "کاروانِ قادریہ" میں شمولیت کا یہ سلسلہ چل پڑا، لوگوں نے آپؓ سے دریافت کیا آپؓ کو اپنے مقامِ ولایت کا کب پتہ چلا؟ آپؓ نے فرمایا جب میں مدرسہ میں کلاس میں جاتا تو ایک شخص آواز دیتا "افسحو الولی اللہ" اللہ کے ولی کے لیے جگہ چھوڑ دو۔۔۔ اس وقت میں دس سال کی عمر کا تھا نیز غائب سے فرشتے لوگوں میں یوں اعلان کیا کرتے ۔۔۔۔۔"سیکون لہ شان عظیم یعطیفلا یمنع و یتمکن فلا یعجب و

یقرب فلا یمکشه "لوگو! عنقریب اسے شانِ عظیم عطا کی جائے گی بلا روک ٹوک اسے مراتب سے نوازا جائے گا بلا حجاب قربت کی منازل پائے گا بغیر کسی تردد کے"

حضور غوث الاعظمؒ کی ازواجِ مطہرات

سیرت غوث الاعظمؒ پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات واضع ہوتی ہے متعدد جگہوں پر یہ بات لکھی ہوئی ملتی ہے کہ کسی شخص نے آپؓ سے دریافت کیا کہ آپؓ نے نکاح کیوں کیا؟ حالانکہ یہ کوئی سوال نہیں ہے کہ کسی سے نکاح کے متعلق پوچھا جائے، پیغمبر انسانیت، رسول رحمت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی" اس فرمانِ مقدس پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان اُمتی نکاح کرتا ہے تاکہ اُمت مسلمہ میں اضافہ ہوسکے۔۔۔۔۔۔۔آپؓ نے پھر بھی نکاح کے متعلق سوال کرنے والے کو جواب مرحمت فرمایا کہ "میں نکاح نہیں کرتا تھا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا" کہ تم نکاح کرو" پیغمبر انسانیت رسول رحمت نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے نکاح کیا۔۔۔۔۔میں از خود اس خیال سے نکاح کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا کہ کہیں میرے تبلیغی و تعلیمی اوقات میں کدورت نہ پیدا ہو جائے مگر جب فرمان رسول ﷺ پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل و کرم فرماتے ہوئے چار بیویاں عطا فرمائیں اور چاروں ازواجِ مطہرات بے پناہ پیار کرنے والی تھیں، بیبیوں کے نام درج ذیل ہیں

(1) حضرت سیدہ مدنیہ بنت میر محمد (2) حضرت سیدہ صادقہ بنت محمد شفیع (3) حضرت سیدہ مومنہ (4) حضرت سیدہ محبوبہ

شادی کے بعد اکثر دیکھا گیا ہے کہ تبلیغی و تعلیمی معاملات ڈسٹرب ہوتے دکھائی دیتے ہیں مگر یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم تھا کہ حضور غوث الاعظمؓ کے جو اوقات شادی سے پہلے مقرر تھے اُن کا تسلسل برقرار رہا، یعنی جس طرح آپؓ حالتِ تجرد میں اپنے معمولات کو جاری رکھے ہوئے تھے اور آپؓ زہد و تقویٰ کے جن اعلیٰ مناصب پر فائز تھے اُن میں ذرا برابر بھی کمی واقع نہیں ہوئی اگر دیکھا جائے تو آپؓ کی تمام ازواجِ مطہرات تقویٰ و طہارت کے بلند ترین مقام پر فائز تھیں جن کی طہارت کے نور سے گھر کے در و دیوار جگمگا رہے تھے مگر آپؓ کے صاحبزادے حضور شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ اپنی امی جان علیہا الرحمۃ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''میری والدہ جب کسی تاریک جگہ میں جاتی تھیں تو وہ جگہ فوراً روشن ہو جایا کرتی تھی، اس طرح جیسے کسی نے شمع جلا دی ہو'' ایک مرتبہ ایسے کسی موقع پر میرے والد محترمؓ بھی تشریف فرما ہو گئے اور جونہی اس روشنی کو دیکھا تو دیکھتے ہی وہ روشنی معدوم پڑ گئی اس کے بعد آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے فرمایا کہ یہ روشنی اچھی نہیں تھی اس لیے میں نے اس کو معدوم کر دیا اور اب اسے اچھی روشنی میں تبدیل کیے دیتا ہوں اس کے بعد سے جب بھی میری والدہ محترمہ کسی اندھیرے یا تاریک مکان میں تشریف لے جایا کرتی تھیں تو وہ روشنی چاند کی طرح معلوم ہوتی تھی

شہزادگانِ غوثُ الاعظمؓ

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے صاحبزادے حضور سیدنا شیخ عبدالرزاقؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد محترمؓ کی کل اولاد 49 تھی جن میں سے 27 لڑکے اور

22 لڑکیاں تھیں، کثیر الاولاد ہونے کے باوجود آپؓ نے کبھی بھی اولاد کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہیں ہونے دیا حضرت عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے شیخ حضور عبدالقادر جیلانیؓ نے بیان فرمایا کہ جب میرے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوں اور یہ سمجھ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہیں آنے دیتا پھر اگر وہ وصال بھی کر جاتا ہے تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج نہیں ہوتا" اس کا عملی مظاہرہ اس وقت دیکھنے کو ملا جب آپؓ ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے کہ آپؓ کو خبر ملی کہ آپ کا بچہ انتقال فرما گیا ہے مگر اس موقع پر بھی آپؓ کے معمولات میں قطعی فرق دیکھنے کو نہیں ملا اور آپ اسی طرح وعظ و نصیحت فرماتے رہے جب بچے کو غسل و کفن دے کر آپؓ کے پاس لایا گیا تو خود آپؓ نے بچہ کی نمازہ جنازہ پڑھائی

قارئین کی سہولت کے لیے خانقاہ قادریہ کے چند ایک قادری شہزادوں کا ذکر اختصار کے ساتھ کیے دیتے ہیں

سیدنا شیخ عبدالوہاب سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے آپ شعبان المعظم 523ھ میں بغداد شریف میں پیدا ہوئے آپ نے علم فقہ و علم حدیث اپنے والد گرامی سے ہی حاصل کیا کہا جاتا ہے کہ علم طب کے لیے آپ نے بلاد عجم کا سفر بھی کیا ہے 20 سال کی عمر میں آپ نے اپنے والد گرامیؓ کے سامنے نیابت درس و تدریس کا کام نہایت ہی خوبصورتی سے سنبھالا، آپ اپنے

والد گرامیؓ کے حقیقی جانشین تھے، آپ کے متعلق مشہور تھا کہ آپ بامروت، کریم النفس ،صاحب جودوسخا اور با اخلاق تھے آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہہ، فاضل متین، منفرد اسلوب کے ادیب اور نہایت ہی شیریں کلام واعظ تھے آپ نے دو کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں ''جواہر الاسرار'' اور لطائف الانوار'' قابل ذکر ہیں آپ کی وفات 25 شوال 593ھ میں واقع ہوئی آپ کا مزار حلبہ، بغداد میں ہے

سیدنا شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد کریمؒ سے ہی اکتساب فیض کیا آپ بھی درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ تھے فتویٰ نویسی کا کام بھی کیا کرتے تھے علم تصوف میں کئی کتابیں بھی تصنیف کیں آپ کو شعر وسخن سے بھی دلچسپی تھی

سیدنا شیخ عبدالجبار سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد کریمؒ سے ہی علم حاصل کیا اور احادیث بھی سماعت فرمائیں، آپ حد درجہ منکسر المزاج تھے اور فقر کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے اور ہمیشہ فقراء کی صحبت ہی پسند فرمایا کرتے تھے آپ کے متعلق مشہور تھا کہ آپ اعلیٰ درجہ کے خوش نویس تھے آپ کا وصال عین شباب کے دنوں میں 19 ذالحجہ 575ھ کو ہوا اور مقام حلبہ میں اپنے والد گرامیؓ کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے

سیدنا شیخ عبدالرزاق تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت 18 ذی القعدہ 528ھ میں رات کے وقت ہوئی آپ نے بھی اپنے والد کریمؒ سے ہی علم حاصل کیا علوم وفنون کے علاوہ آپ مناظرہ کا مشغلہ بھی

رکھتے تھے، آپ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ حافظ الحدیث تھے آپ کی صداقت و فقاہت اور منکسر المزاجی کے چرچے تھے آپ ہمیشہ خلوت نشین رہتے تھے تنہائی پسند تھے آپ کا وصال 7 شوال المکرم 623ھ کو بغداد شریف میں ہوا اور آپ بابِ حرب میں دفن کیے گئے کہا جاتا ہے کہ جب آپ کی نماز جنازہ کا اعلان ہوا تو آپ سے محبت کرنے والے اس قدر کثرت کے ساتھ جمع ہو گئے کہ بالآخر فیصلہ کیا گیا کہ آپ کی نماز جنازہ شہر سے باہر لے جا کر پڑھائی جائے، اس کے بعد آپ کا جنازہ جامعہ رصافہ میں لے جایا گیا اور یہاں پر بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اس طرح متعدد جگہوں پر آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

سیدنا شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد گرامیؒ سے علوم و فنون سیکھا اور احادیث سنیں آپ واسط تشریف لے گئے اور وہیں پر 590ھ میں وصال فرمایا۔

سیدنا شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ

آپ 28 شوال المکرم 536ھ میں پیدا ہوئے آپ بہت بڑے عالم و فاضل تھے اور آپ سے بہت سے علماء و فضلاء نے اکتسابِ علم کیا آپ نے 580ھ میں جبال میں سکونت اختیار کی اور وہی پر ہی 28 ربیع الاول 603ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور ابھی تک وہاں پر آپ کی نسل موجود ہے۔

سیدنا شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی وفات سے گیارہ سال پہلے 550ھ میں پیدا ہوئے اور 600ھ میں اپنے والد گرامیؒ کے مسافر خانہ میں اپنے برادر گرامی حضور شیخ عبدالوہاب کے پہلو میں دفن ہوئے آپ کے بارے میں شیخ عبدالوہاب اپنے والد گرامیؒ کی کرامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ والد گرامیؒ بہت بیمار ہوگئے اور یوں لگ رہا تھا کہ بس سانس کی ڈوری ابھی ٹوٹنے والی ہے ہم سب خاندان کے لوگ اردگرد بیٹھے آبدیدہ ہو رہے تھے کہ اچانک آپؒ کی طبیعت میں افاقہ آنے لگا اور آپؒ نے خود فرمایا کہ آپ لوگ پریشان نہ ہوں میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں میری پشت میں ابھی یحییٰ باقی ہے اور اس کا پیدا ہونا ضروری ہے، اس لیے تو ہمیں یوں محسوس ہوا کہ آپ شاید نیم بے ہوشی کے عالم میں ہیں اور ایسا فرما رہے ہیں مگر آپؒ نے جو اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا وہ سچ ثابت ہوا اور آپؒ کی صحت یابی کے بعد حضور شیخ یحییٰ کی ولادت باسعادت ہوئی

تصوف ۔۔۔۔۔ غوث الوریٰؒ کی نظر میں

غوثِ صمدانی، قندیل نورانی، شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متصوف اور صوفی کی تعریف میں بہت خوبصورت بات بیان فرمائی ہے وہ اپنی مایہ ناز تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' میں لکھتے ہیں

متصوف اور صوفی کی تعریف

متصوف وہ ہے جو صوفی بننے کے لیے ریاض کرتا ہے اور اتنی کوشش کرتا ہے کہ وہ آخر کار صوفی بن جاتا ہے تو جب وہ مشقتیں اُٹھا سکتا ہے اور اس قوم کے طریقہ کو اپنا شعار بنا لیتا ہے اور ان لوگوں کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو وہ متصوف کہلاتا ہے جس طرح قمیض پہننے والے اور زرہ باندھنے والے کو کہا جاتا ہے اور اس نے قمیض پہنی اور زرہ باندھی اور اس کو صاحب قمیض اور صاحب زرہ کہہ کر پکارتے ہیں اس طرح زُہد اختیار کرنے والے کو مُزہد کہتے ہیں اور جب وہ اپنے زُہد میں اس کمال پر پہنچ جاتا ہے کہ تمام اشیاء کو ہیچ سمجھنے لگتا ہے تو اس وقت اس کو زاہد کہا جاتا ہے اس وقت اس کے سامنے ایسی بہت سی باتیں آتی ہیں جن کو نہ چاہتا ہے اور نہ ان سے نفرت کرتا ہے وہ ان تمام باتوں میں احکام الٰہی کی پابندی کرتا ہے اور فضل الٰہی کا منتظر رہتا ہے اسی مثال پر متصوف اور صوفی کا قیاس کر لینا چاہیے صوفی میں جب یہ وصف پیدا ہو جائے گا تو اس کو صوفی کہیں گے لفظ صوفی فوعل کے وزن پر ہے اور صفا سے مشتق ہے اس اعتبار سے صوفی کے معنیٰ ہوں گے وہ ایک بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صفائے قلب عطا فرمائی صوفی وہ ہے جو نفس کی آفتوں اور اس کی برائیوں سے خالی، خدا کے نیک راستے پر چلنے والا، حقائق کو گرفت میں لینے والا اور اپنے دل کو مخلوق کے درمیان غیر متحرک محسوس کرنے والا ہو۔

تصوف کا معنیٰ

یہ لفظ اصل میں صوفی بروزن فوعل ہے اور صفا سے ماخوذ ہے یعنی ایسا بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا اس لیے کہا جاتا ہے کہ صوفی وہ ہے جو نفس کی آفات سے صاف،

دں سے خالی، قابلِ تعریف راستے پر چلنے والا اور حقائق کو اختیار کرنے والا ہو اور کسی مخلوق کے سبب اس کے دل کو قرار نہ ملتا ہو (بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سکونِ قلب حاصل ہو) یہ بھی کہا گیا ہے کہ تصوف "خدا کے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ حسنِ اخلاق کا نام ہے" متصوف آغاز کرنے والا صوفی انتہا کو پہنچنے والا ہوتا ہے متصوف وہ ہے جو وصل کے رستے پر چل پڑا اور صوفی وہ ہے جس نے راستہ طے کر لیا اور منزل تک پہنچ گیا متصوف بوجھ اُٹھا رہا ہے اور صوفی اُٹھا چکا ہے متصوف پر بھاری اور ہلکا ہر قسم کا بوجھ رکھا جاتا ہے اور اُٹھوایا جاتا ہے تاکہ اس کا نفس پگھل جائے، خواہشات ختم ہو جائیں اور ارادہ اُمید بالکل نیست و نابود ہو کر صاف ستھرا ہو جائے پھر اسے صوفی کہتے ہیں جب اس نے یہ بوجھ اُٹھا لیا تو اب وہ تقدیرِ خداوندی کا بوجھ اُٹھانے والا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تربیت یافتہ، اس کے علوم اور حکمتوں کا سرچشمہ، امن و کامرانی کا گھر، اولیاء کرام اور ابدال کی پناہ گاہ اور مرجع بن جاتا ہے اور ان کے آرام و سکون اور خوشی کا منبع بن جاتا ہے

دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہار کا نفیس مہرہ، تاج کا موتی اور مظہرِ خدا بن جاتا ہے مرید متصوف، اپنے نفس، خواہشات، شیطان، مخلوقِ خدا، دنیا اور آخرت سے بیزار ہو کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، چھ اطراف اور اشیاء سے قطع تعلق کرتا ہے، ان چیزوں کے لیے عمل نہیں کرتا ان کی موافقت اور قبولیت چھوڑ دیتا ہے ان کی طرف میلان اور ان میں مشغولیت سے دل کو پاک رکھتا ہے شیطان کی مخالفت کرتا ہے دنیا کو چھوڑ دیتا ہے آخرت کی طلب میں حکمِ خداوندی سے دوست احباب اور مخلوقِ خدا سے قطع تعلق کر لیتا

ہے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے نفس اور خواہشات کا مقابلہ کرتا ہے، مجاہدہ کرتا ہے، اور آخرت نیز ان نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے دوستوں کے لیے تیار کی ہیں سب کو چھوڑ دیتا ہے صرف اپنے مالک سے رغبت رکھتا ہے اس وقت وہ کائنات سے باہر آ کر اس کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے اور مخلوق کے رب کے لیے خالص ہو جاتا ہے اور تمام اسباب و وسائل اور اہل و اولاد سے الگ ہو جاتا ہے اور تمام جہتیں بند ہو کر اس کے سامنے جہتوں کی جہت اور دروازوں کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ مخلوق کے رب اور تمام (مجازی) پالنے والوں کے (حقیقی) رب کے فیصلے پر راضی ہوتا ہے اسوقت وہ اس شخص کی طرح عمل کرتا ہے جو گزشتہ اور آئندہ کے حالات سے باخبر ہوتا ہے پوشیدہ رازوں پر مطلع ہوتا ہے اور اس چیز سے بھی واقف ہوتا ہے جو اعضاء کو حرکت میں لاتی ہے اور جو چیز دلوں اور نیتوں میں پوشیدہ ہوتی ہے پھر اس دروازے کے سامنے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس کو جزا دینے والے بادشاہ کے قرب کا دروازہ کہا جاتا ہے اس کے بعد اسے انس و محبت کی مجلسوں کی طرف اُٹھایا جاتا ہے پھر وہ توحید کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اس سے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور وہ حرمِ وحدت میں داخل ہو جاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال منکشف ہو جاتا ہے جب عظمت و جلال پر اس کی نگاہ پڑتی ہے تو اس کی ہستی باقی نہیں رہتی اور وہ اپنی ذات وصفات، قوت و حرکت، ارادے، آرزو اور دنیا و آخرت سے فانی ہو جاتا ہے اور وہ ایک شیشے کے برتن کی طرح ہو جاتا ہے جو صاف پانی سے لبالب بھرا ہوا ہو، اس میں اشیاء نظر آتی ہیں اس وقت اس پر قدر و قضاء کے علاوہ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا اور امر الٰہی

کے علاوہ کچھ نہیں پایا جاتا وہ اپنے آپ اور اپنے حصے سے فانی ہو جاتا ہے اپنے مولا اور اس کے حکم کی تعمیل کے لیے باقی ہوتا ہے وہ خلوت تلاش نہیں کرتا کیونکہ خلوت تو اس کے لیے ہے جو موجود ہو وہ بچے کی طرح ہو جاتا ہے جو کھلائے بغیر نہیں کھاتا اور جب تک پہنایا نہ جائے لباس نہیں پہنتا، وہ سرِ تسلیم خم کر دیتا اور اپنے آپ کو خدا کے سُپرد کر دیتا ہے

قرآن پاک کے پندرھویں پارہ کی اٹھارویں سورت ''کہف'' میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ہم ان (اصحابِ کہف) کو دائیں اور بائیں طرف پھیرتے ہیں'' البتہ وہ مخلوق کے درمیان جسم سے موجود ہوتا ہے اور اپنے افعال واعمال اور پوشیدہ اور ظاہر امور اور نیت کے ساتھ ان سے جدا ہوتا ہے اس وقت اسے صوفی کہا جاتا ہے یعنی وہ مخلوقات کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے

اسے ابدال میں بدل بھی کہا جا سکتا ہے اور اعیان میں سے عین بھی کہہ سکتے ہیں وہ اپنے نفس اور اپنے رب کا عارف ہوتا ہے وہ رب جو مردوں کو زندہ کرنے والا اور اپنے دوستوں کو نفس وطبیعت اور خواہشات وگمراہی کے اندھیروں سے ذکرِ حق، معرفت، علوم، اسرار اور نورِ قربت کے میدان کی طرف نکالتا ہے پھر اپنے خاص نور کی طرف لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور (روشن کرنے والا) ہے اس کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں ایک چراغ ہو۔۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے انہیں اندھروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اللہ تعالیٰ ہی ان کو اندھروں سے روشنی کی طرف لے جانے والا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بندوں کے دلوں

میں پوشیدہ سی باتوں اوران کی نیتوں سے آگاہ فرمایا کیونکہ میرے رب نے ان کو دلوں کا راز تلاش کرنے والے اور پوشیدہ باتوں پر امین بنایا ہے اور خلوت وجلوت میں ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھا نہ گمراہ کرنے والا شیطان انہیں گمراہوں کی طرف مائل کر سکتا ہے اور نہ وہ خواہشات جن کی پیروی کی جائے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''بے شک میرے بندے تیرے قابو میں نہیں آتے'' نفس امارہ اور غالب شہوت جس کا پیچھا کیا جاتا ہے ان کو ان لذات کی طرف نہیں بلا سکتی جو ان کو اہل سنت و جماعت سے نکال کر جہنم کے طبقات میں ڈال دے'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''کذالك لنصرف عنه السوء و الفحشاء انه من عبادنا المخلصين ترجمہ ''ہم نے اسی طرح کیا تا کہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو دور رکھیں بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں''

میرے رب نے ان کی حفاظت فرمائی اور اپنی جبروتی قوت سے ان کے نفسانی تکبر اور سرکشی کا قلع قمع کیا انہیں ان کے مراتب میں ثابت قدم رکھا اور انہیں وعدہ وفائی کی توفیق دی جبکہ اس سے پہلے ان کو سچائی کے ساتھ مخلوق سے قطع تعلق اور حالت اضطراب پر صبر کرنے کی توفیق بخشی چنانچہ انہوں نے فرائض ادا کیے حدود الہیہ اور اوامر کی حفاظت کی اور مراتب کا لحاظ کیا یہاں تک کہ وہ راہ حق میں کھڑے ہوئے اپنے آپ کو پاک صاف کیا، ادب کیا اور دلوں کی طہارت حاصل کی، گھر والوں کو کشادہ رزق دیا، زکواۃ ادا کی، جہاد میں بہادری کے جوہر دکھائے اور اسے اپنی عادت بنایا اس وقت ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت پکی ہوگئی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا

دوست ہے جو ایمان لائے اور وہ نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے اس وقت مراتب سے بادشاہوں کے بادشاہ کی طرف لوٹائے گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید قرب عطا فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے راز دار بن گئے اپنے دلوں اور سربستہ رازوں کے ذریعے اس سے سرگوشی کرتے ہیں وہ سب کچھ چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ اپنے نفس بلکہ ہر چیز سے رک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک اور رب ہے وہ انہیں اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے انہیں ان کی عقلوں میں مقید کر دیتا ہے انہیں امین بنا دیتا ہے چنانچہ وہ اس کے قبضے اس کے قلعے اور حراست میں ہوتے ہیں وہ روح قرب کی خوشبو سونگھتے ہیں اور توحید و رحمت کے میدان میں زندگی گزارتے ہیں وہ صرف اسی عمل میں مشغول ہو جاتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ انہیں اجازت دیتا ہے جب صرف جسمانی عمل کا وقت ہوتا ہے تو وہ ان اعمال میں نگرانوں کے ساتھ چلتے ہیں تاکہ ان کو شیطان، نفس اور خواہشات نقصان نہ پہنچائیں ان کے اعمال شیطانی حصے اور نفسانی عیوب یعنی ریاکاری، منافقت، خودپسندی، اجرت کی طلب، گناہوں سے باز رہنے یا نیکی کرنے کے لیے ذاتی قوت کے تصور سے محفوظ ہوتے ہیں بلکہ وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے دیکھتے ہیں

ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ اس عمل کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ہم اس کی توفیق کا سبب ہیں تاکہ وہ اس عقیدے کی وجہ سے ہدایت کے راستوں سے باہر نکل نہ جائیں پھر ان اوامر کی تعمیل اور اعمال کی بجا آوری سے فراغت کے بعد ان مراتب کی طرف لوٹائے جاتے ہیں جو ان کے لیے لازم ہیں چنانچہ وہ ان مراتب کے ساتھ راہِ حق میں کھڑے

ہوتے ہیں دل وضمیر کے ساتھ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے بعد وہ امین بنائے گئے دوسری حالت کی طرف منتقل کیے جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر اس کی اپنی حاجت میں طلب کیا جاتا ہے کہ آج تم ہمارے ہاں قدر و منزلت اور امن والے ہو اس وقت وہ اجازت کے محتاج نہیں رہتے کیونکہ وہ اس طرح ہو جاتے ہیں کہ ان کو خود ان کے سپرد کر دیا گیا ہو وہ کسی بھی کام کے لیے کہیں بھی جائیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہوتے ہیں ایسے لوگوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی صادق آتا ہے جو آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے فرمانِ خداوندی نقل کیا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "بندہ فرض کی ادائیگی کے ذریعے جس طرح قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں پس جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھیں، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل بن جاتا ہوں وہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ بولتا، میرے ساتھ سمجھتا اور میرے ساتھ پکڑتا ہے"

اس وقت بندے کا دل اپنے رب کی محبت، نور، علم اور معرفت سے پُر ہو جاتا ہے اور اس کے سوا وہاں کچھ نہیں سما سکتا، کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو نہیں سمجھتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جو دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو وہ حضرت ابو حذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ کو دیکھ لے اس کا ظاہر اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے میں مشغول ہے اور اس کا باطن اللہ تعالیٰ (کی محبت) سے پر ہے"

مبتدی کے فرائض اور تربیت کے سلسلہ میں شیخ کے فرائض

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ''وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا''

ترجمہ ''جولوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم اپنے راستے ان کو خود دیتے ہیں''

کرامت ومعجزہ کے سلسلہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کیا فرماتے ہیں؟ آیئے پڑھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ''جب تک ضروری نہ ہوجائے اللہ کا ولی عوام پر کرامت کا اظہار نہ کرے کیونکہ کرامت کو چھپانا ولایت کی شرط ہے اور معجزہ کا ظاہر کرنا نبوت ورسالت کی شرائط میں سے ہے تاکہ نبوت اور ولایت میں فرق واضح ہوجائے مبتدی سالک کو چاہیے کہ مقامات گناہ سے اور ان لوگوں سے دور رہے جو مجاہدہ میں کوتاہی کرتے ہیں اور محض اسلام اور ایمان کے مدعی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ''ترجمہ '' اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں'' اور دوسری آیات میں فرمایا ''أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ''ترجمہ'' کیا لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تم نہیں سمجھتے''

تصوف کیا ہے؟

تصوف کا لفظ صوف سے نکلا ہے جس کے معنی اون کے ہیں۔ اس حوالے سے اون پہننے والے یا گدڑی پوش کو صوفی کہا جاتا ہے۔ کچھ علمائے کرام کے نزدیک تصوف کا لفظ

صفہ سے مشتق ہے کیونکہ اصحاب صفہ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اصطلاحاً تصوف سے مراد خواہش نفسانی سے پاک ہونا اور وہ طریقہ حیات اپنانا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ سے براہ راست رابطہ پیدا کرنا ہے۔ چونکہ صوفیائے کرام قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے دنیا سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں، اس لیے ان کا عمل تصوف کہلاتا ہے۔ خرقہ تصوف اس لباس کو کہتے ہیں جو شیخ اپنے مرید کو اپنے ہاتھوں سے پہناتا ہے۔ ظاہری لباس کی طرح مرید باطنی طور پر بھی اپنے پیر کی صفات کا لباس پہن لیتا ہے۔ اس طرح خرقہ تصوف کے ذریعے مرشد اور مرید کے مابین قلبی رشتہ اور محبت قائم ہو جاتی ہے۔

جہاں تک تصوف کی حقیقت اور ماہیت کا تعلق ہے، اس کے بارے میں علمائے کرام اور فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ بقول حضرت جنید بغدادی تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ یعنی سخاوت، رضا، صبر، اشارہ، غربت، صوف پہننا، سیر اور فقر، سخاوت حضرت ابراہیم کی اقتداء ہے۔ رضا حضرت اسماعیل کی اقتداء ہے۔ صبر حضرت ایوبؑ کا اتباع ہے۔ اشارہ حضرت زکریاؑ کا اتباع، غربت حضرت یحییٰؑ کی پیروی، سیاحت حضرت عیسیٰؑ کی، صوف پہننا حضرت موسیٰؑ کی پیروی اور فقر آنحضور ﷺ کی سنت ہے۔

صوفیائے کرام کے کئی طبقات ہیں۔ مرآۃ الاسرار کی رو سے طبقہ صوفیاء کے سات درجات ہیں:

(۱) طالب (۲) مرید (۳) سالک (۴) سائر (۵) طائر (۶) واصل (۷) قطب

مردانِ خدا میں درج ذیل بارہ اقسام کے لوگ شامل ہیں:

(۱) مفردان (۲) مکتوبان (۳) عمدہ (۴) نجباء (۵) نقباء

(۶) ابرار (۷) اخیار (۸) ابدال (۹) اوتاد

(۱۰) اماماں (۱۱) غوث (۱۲) قطب

ان میں سے نقباء کا نام علی ہے اور ان کی تعداد تین سو ہے۔ نجباء کی تعداد ستر ہے اور

سب کا نام حسن ہے۔اخیار کا نام حسنی ہے اور تعداد میں سات ہیں۔عمدہ نام محمد ہے اور تعداد میں چار ہیں۔غوث ایک ہے اور اس کا نام عبداللہ ہے۔غوث وفات پا جاتا ہے تو عمدہ میں سے ایک شخص متعین ہو جاتا ہے۔عمدہ کی جگہ نقبا میں سے ایک شخص لیتا ہے۔نقباء کا مسکن زمین مغرب ہے۔نجباء کا مقام ملک مصر ہے۔اخیار ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں جبکہ عمدہ زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں۔

تاہم شرح فصوص کے مطابق نجباء کی تعداد سات ہے جن کو رجال الغیب کہتے ہیں اور نقباء تین سو ہیں جن کو برا کہتے ہیں۔ان کا درجہ اولیائے کرام میں سب سے کم ہے، لیکن کشف اللغات کی رو سے نجباء چالیس اشخاص مردان غیب ہیں جو لوگوں کے کاموں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔اسی طرح توضیح المذاہب کے مطابق مکتوبان چار ہزار اشخاص ہیں جو خفیہ رہتے ہیں۔لیکن اہل عقد کو قرب کا مقام حاصل رہتا ہے۔ان کی تعداد 300 ہے اور ان کے احکام نافذ ہوتے ہیں۔خلاصتہ المناقب کے مطابق اخیار اور سیاح کی تعداد سات ہے جو کہ مصر میں مقیم ہیں۔جبکہ نجباء کی تعداد ستر ہے جو مغرب میں رہتے ہیں۔ ابدال کی تعداد چالیس ہے اور شام میں مقیم ہیں۔سات ابرار حجاز میں رہتے ہیں۔عمدہ کی تعداد پانچ ہے جو دنیا کے ستون ہیں۔اوتاد کی تعداد چار ہے۔نقباء کی تعداد تین ہے جو امت کے نقیب ہیں۔جبکہ ایک قطب اور غوث ہے۔

ریاضت ومجاہدہ کی اقسام

تصوف کی جانب پہلا قدم ریاضت اور مجاہدہ کہلاتا ہے۔مجاہدہ کی دو اقسام ہیں۔ پہلی قسم اخلاق حمیدہ کا حاصل کرنا اور دوسری قسم اخلاق ذمیمہ سے اجتناب کرنا ہے۔اخلاق حمیدہ درج ذیل ہیں:

(۱) توبہ (۲)صبر (۳)شکر (۴)رجا (۵)خوف

(۶)زہد (۷)توحید (۸) توکل (۹)محبت (۱۰)شوق

(۱۱)انس (۱۲)رضا (۱۳)نیت (۱۴)اخلاق (۱۵)صدق

(۱۶)مراقبہ (۱۷)فکر

اخلاق ذمیمہ درج ذیل ہیں جن سے بچنا ضروری ہے:

(۱) شہوت (۲) آفات لسان (۳)غضب (۴)حقد

(۵)حسد (۶)حب دنیا (۷)ریا (۸) تکبر

(۹)بخل (۱۰)حرص (۱۱)حب جاہ (۱۲)عجب (۱۳)غرور

نامور صوفیائے کرام

1۔حضرت علیؓ (وفات661ء) 2۔بایزید بسطامی (وفات874ء)

3۔ابراہیم بن ادھم (وفات875ء) 4۔جنید بغدادی (وفات910ء)

5۔ابن منصور حلاج (وفات921ء) 6۔ابوبکر شبلی (وفات946ء)

7۔عبدالقادر جیلانی (وفات1166ء) 8۔شہاب الدین سہروردی (وفات1191ء)

9۔ابن عربی (وفات 1240ء) 10۔رومی (وفات1273ء)

11۔جامی (وفات1492ء) 12۔علی ہجویری (وفات1072ء)

13۔معین الدین چشتی (وفات1234ء) 14۔بختیار کاکی (وفات1236ء)

15۔فریدالدین گنج شکر (وفات1265ء) 16۔بہاؤالدین زکریا (وفات1262ء)

17۔نظام الدین اولیا (وفات1324ء) 18۔بوعلی قلندر (وفات1334ء)

19۔سید محمد غوث گیلانی (وفات1517ء) 20۔مجدد الف ثانی (وفات1624ء)

21۔ میاں میر قادری (وفات1635ء)

تصوف کے سلسلے

برصغیر پاک وہند میں تصوف کے کئی سلسلے رائج ہیں۔ان میں سے درج ذیل چار سلسلے نمایاں ہیں:

(۱) سلسلہ قادریہ (۲) سلسلہ سہروردیہ (۳) سلسلہ نقشبندیہ (۴) سلسلہ چشتیہ

سلسلہ قادریہ

شیخ عبدالقادر جیلانی سلسلہ قادریہ کے بانی تھے۔اس سلسلے کے دیگر نامور صوفیائے کرام درج ذیل ہیں:

1۔	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی	2۔	مخدوم محمد گیلانی
3۔	مخدوم عبدالقادر ثانی	4۔	حضرت شاہ چراغ
5۔	حضرت شیخ موسیٰ شہید	6۔	شیخ بہلول دریائی
7۔	شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی	8۔	شیخ میاں میر قادری
9۔	عبدالحق محدث دہلوی		

تصوف کی اہم کتب

1۔	فتوحات مکیہ (ابن عربی)	2۔	اللمع فی التصوف (ابونصر سراج)
3۔	مثنوی معنوی (مولانا روم)	4۔	کشف المحجوب (علی ہجویری)
5۔	احیاء العلوم (امام غزالی)	6۔	فصوص الحکم (شیخ اکبر جواہر غیبی)
7۔	منطق الطیر (فریدالدین عطار)	8۔	انسان کامل (عبدالکریم الجیلی)
9۔	لوامع لوائح (جامی)	10۔	مکتوبات امام ربانی (شیخ احمد سرہندی)
11۔	عوارف المعارف (شہاب الدین سہروردی)		
12۔	حدیقہ (حکیم سنائی)		

سلسلہ قادریہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے سلسلہ قادریہ کی بنیاد حضرت جنید کی تعلیمات پر رکھی۔ اس سلسلے میں سماع کی مخالفت کی جاتی ہے اور ذکر جلی و ذکر خفی کے ساتھ ساتھ درود شریف پر زور دیا جاتا ہے۔

ذہن میں پایا جانے والا مغالطہ کیسے دور ہو؟

صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی اپنی کتاب ''روحِ تصوف'' میں فرماتے ہیں ''تصوف اور اربابِ تصوف کے بارے میں پیدا شدہ غلطیوں کے اسباب میں ایک اہم سبب مطالعہ کرنے والوں کی سہل انگاری کو قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا غیروں نے جان بوجھ کر اپنے مطلب کے لیے وہ تحریریں اخذ کرلیں جو ان کے لیے مفید اور تصوف کے خلاف بطور ہتھیار استعمال ہوسکتی تھیں اگر یہ اندازِ تحقیق کے معیار پر پورا اترتا ہے تو اسے اپنا کر کسی بھی کتاب کے بارے میں غلط رائے قائم کی جاسکتی ہے اور غلط تاثر دیا جاسکتا ہے اور اس سے الہامی کتابیں بھی شاید محفوظ نہ رہ سکیں جیسا کہ ستیارتھ پرکاش میں قرآن مجید پر تبصرہ کیا گیا ہے پس منظر کو نظر انداز کرکے کسی واقعہ کا بیان، مجموعی مزاج سے صرفِ نظر کرکے یک رخا مطالعہ، خذ ما صفا کے اصول کو پسِ پشت ڈال کر کمزور باتوں کا تعاقب اگر ایسے ہی منفی نتائج پیدا نہ کرے گا تو اور کیا ہوگا؟ کسی موضوع پر تحقیق سے پہلے اس کے متعلق ایک مخصوص نظریہ قائم کرلینے کا نتیجہ اس سے شائد ہی مختلف نکلا ہو، ہر بات پر گرفت کرنا، ہر کمزوری پر نظر رکھنا اور ہر لفظ سے غلط مطلب

نکالنا، جب اپنے لیے فرض قرار دے لیا جائے تو زیر بحث موضوع کا حلیہ بگڑے گا یا نہیں؟

اپنے بھی اس کوتاہی میں برابر کے شریک اور حصہ دار ہیں انہوں نے اس عالمگیر اخلاقی، اصلاحی اور روحانی تحریک کا مطالعہ کرتے ہوئے دماغ سوزی اور پتہ ماری سے کام لینے کی بجائے سرسری نظر ڈالنا کافی سمجھا، تصوف کی امہاتِ کتب، اربابِ تصوف کی مستند سوانح وسیر پڑھنے کی بجائے روایات و حکایات کے ناقابل اعتناء مجموعوں اور غیر مستند ملفوظات وارشادات کے پلندوں اور کرامات و حکایات سے بھرپور کتابوں کا مطالعہ اس موضوع کو سمجھنے کے لیے کافی جانا سراسر ناانصافی ہے مجھے تصوف کے خلاف سینکڑوں کتابیں اور مقالات پڑھنے کا موقع ملا ہے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کتابوں اور مقالات کے مولفین نے ان کتابوں کو اپنا ماخذ و مرجع قرار دیا ہے جو خود اربابِ تصوف کی نظروں میں یکسر ناقابل اعتماد ہیں اور کسی صوفی یا بزرگ نے اپنی تحریر میں ان کا حوالہ نہیں دیا کسی کتاب کو صرف اس لیے قابل استناد جان لینا کہ اس کی تالیف و ترتیب کسی نامور بزرگ کے نام سے منسوب ہے حد درجہ ستم ظریفی ہے کاش کہ ہم علمی ذمہ داری اور آخرت کی جوابدہی کا احساس کر کے اپنی رائے کا رخ متعین کرتے مگر ایسا کیوں کرتے؟

اس کے لیے تو غیر معمولی محنت اور دیانت درکار تھی اور پھر ذہن ایک رائے قائم کر چکا تھا اب صرف ردے چڑھانے کی ضرورت تھی سو اس کے لیے امہات کتب کی بجائے

ایسی ہی ناقابل اعتماد کتابیں معاون ثابت ہو سکتی ہیں ملفوظات وارشادات کے جو مجموعے چھپے ہوئے ہیں ان میں صرف ''فوائدالفواد'' ہی ایک ایسا مجموعہ ملفوظات ہے جسے صوفیاء میں درجہ قبول حاصل ہے یہ کتاب خواجہ نظام الدین دہلوی کے ملفوظات و ارشادات پر مشتمل ہے اسے آپ کے رفیق و مرید خاص امیر حسن علاء سنجری المعروف خواجہ حسن دہلوی نے مرتب کیا خواجہ حسن دہلوی کے ہمعصر اور پیر بھائی امیر خسرو کے الفاظ ہیں'' کاش میری ساری کتابیں حسن لے لیتے لیکن یہ کتاب ''فوائد الفواد'' میرے قلم سے ہوتی''

اس کے علاوہ ایک ضخیم مجموعہ ''ہشت بہشت'' کے نام سے چھپا ہوا ہے جس میں ملفوظات کی آٹھ کتابیں جمع ہیں جو علی الترتیب خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی نے ترتیب دیئے ہیں خواجہ معین الدین چشتی کے ارشادات کو خواجہ بختیار کاکی نے قلم بند کیا ہے خواجہ بختیار کاکی کی مجالس کی روداد خواجہ فرید الدین گنج شکر کے ہاتھوں جمع ہوئی ہے اور خواجہ فریدالدین کے اقوال کو خواجہ نظام الدین اولیاء نے مرتب کیا ہے اور یہ سلسلہ خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی اور خواجہ بدرالدین اسحاق تک چلتا ہے یہ پورا مجموعہ اپنے مندرجات ومضامین کے اعتبار سے محل نظر ہے اس میں ''انیس الارواح'' ''افضل الفوائد'' ''راحت العاشقین'' ''فوائدالسالکین'' اور ''دلیل العارفین'' وغیرہم رسالے شامل ہیں اب اگر کوئی شخص محقق بن کر تصوف کی تعلیمات اور ارباب تصوف کی سیرت پر تحقیق کے لیے ان رسالوں کو اپنا مرجع و ماخذ

قرار دے لے اور لوگوں نے دیا ہے تو تحقیق کا جو شاہکار برآمد ہوگا وہ محتاج بیان نہیں حالانکہ یہ وہ مجموعے اور رسائل ہیں جنہیں تصوف کے کسی عام حلقے میں بھی قبولیت حاصل نہیں ہو سکی، کجا کہ خواص انہیں پسند کرتے، کتاب ''فوائد الفواد'' اگر متصوفین کے ہاں مقبول و محبوب ٹھہری ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب واقعۃً تعلیماتِ تصوف کی ترجمان ہے اور اس کے مندرجات کی مجموعی طور پر ذمہ داری لی جا سکتی ہے

یہاں ضمنی طور پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ تصوف کے بارے میں غلط فہمیوں کی پیداوار میں ان کتابوں کا بھی خاصہ دخل ہے جو عملی کی بجائے نظری تصوف کا رجحان لیے ہوئے ہیں اور اسی مکتب فکر کی ترجمان ہیں جنہون نے تصوف کو عملی تحریک اور روحانی انقلاب کی بجائے فلسفہ اور منطق کی طرح ذہنی تعیش کا رنگ دیا ہے اور تصوف جو اپنی تعلیمات و افکار کے لحاظ سے کھرا، سادہ، پرمغز، سہل اور قرآن وسنت کا خلاصہ تھا اس میں فلسفیانہ ادق اصطلاحات، منطق کے پیچیدہ گنجلک قواعد اور علم کلام کی موشگافیاں اور نکتہ آرائیاں شامل کر دی گئیں جس سے تصوف عمل کی دنیا سے نکل کر قیل وقال کے حلقے میں داخل ہو گیا، دل سے جلاوطن ہو کر دماغ کو اپنا مسکن بنا بیٹھا اور پھر اصلاح کی جگہ مناظرہ، تعلیم کی جگہ مباحثہ، تلقین کی جگہ مجادلہ، سوزِ دروں کی جگہ زبان کے چٹخارے اور روح کی تڑپ کی جگہ دماغ کے تعیش نے لے لی، نتیجہ یہ نکلا کہ معقولیوں اور فلسفیوں کے جامد و معطل، روح سے خالی، سوز سے عاری، مکاتب کے مقابلے میں ارباب تصوف نے جو خانقاہیں تیار کی تھیں ان میں پہنچ کر انسان مشین

نہیں جذبات واحساسات کے قالب میں ڈھل جاتا تھا جہاں جذب شوق کے چراغ جلتے تھے جہاں کیف اور ذوق کی قندیلیں روشن تھیں اور جہاں مستی و سرشاری کے فانوس جگمگاتے تھے

رفتہ رفتہ بحث ومباحثہ اور چنیں و چناں کا انداز لیے مکتب کے ماحول میں ڈھلتی گئیں اور پھر مکتب و خانقاہ میں نام کے تغیر اور چند قدموں کے فاصلے کے سوا کچھ فرق نہ رہا، روح بلالی نہ رہی مگر رسم اذاں موجود، فلسفہ رہ گیا مگر تلقین غزالی مفقود۔۔۔۔۔۔!

راقم کے مطابق ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سوچ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

رمز وایما اس زمانے کے لیے موزوں نہیں
اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن
"قُم باذن اللہ" کہہ سکتے تھے جو، رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!

(بال جبریل)

میرا اندازہ ہے کہ ان کتابوں کو متعارف کرانے میں بھی اسی ذہن کا وافر حصہ ہے جو تصوف کو ایک خاص رنگ میں دیکھنا اور لوگوں کو دکھانا چاہتا تھا ورنہ محققین کو چاہیے تھا کہ ایسی کتابوں کو خواص کے حلقوں میں محض تحقیق وتدقیق اور اضافہ معلومات کے لیے وقف کر دیتے، ان کی کسوٹی پر اصل تصوف کو پرکھنے اور اس سے نتیجہ اخذ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

حق یہ ہے کہ تصوف نام ہی عمل کا ہے اس کا بحث و نظر سے کوئی تعلق نہیں ہے، بحث و نظر مکتب و مکتب کا مشغلہ ہے تصوف کا آغاز عمل سے ہوتا ہے اور انجام اخلاص پر۔۔۔تصوف کیا ہے؟ قرآن و سنت کے اتباع اور اتباع میں اخلاص کا دوسرا نام ہے حضرت داتا گنج بخش نے 'کشف المحجوب'' میں شیخ ابوالحسن الفوشجی کا ایک قول نقل کیا ہے کہ'' آج کل تصوف نام ہے بغیر حقیقت کے لیکن زمانہ سابق میں یہ ایک حقیقت تھی بغیر نام کے اور داتا علی ہجویری اپنی طرف سے اضافہ کر کے کہتے ہیں ''سلف صالحین اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں یہ نام موجود نہ تھا لیکن اس کی حقیقت ہر شخص میں جلوہ گر تھی''

تصوف کے حوالے سے ڈاکٹر علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ

یہ حکمتِ ملکوتی ، یہ علمِ لا ہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے ، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ عقل، جو مہ و پرویں کا کھیلتی ہے شکار
شریکِ شورشِ پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا لا الہٰ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(ضربِ کلیم)

تصوف کی دنیا

اس دنیا کے افراد عام انسانوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں، جہاں سوچ اور فکر کا انداز جُدا ہے، جہاں کی قدریں اپنی ہیں جہاں انسانی جدوجہد کی غایت ذاتِ الٰہی کے عرفان کے سوا اور کوئی چیز نہیں، جہاں اہلِ زمین، زمین پر رہتے ہوئے بھی اس کرہ کی مخلوق نہیں لگتے ان کے فکر و عمل کی جولانگاہ سات آسمانوں کی وسعت ہوتی ہیں یہ تصوف کی دنیا ہے جو ایک عام دنیادار انسان کو کیسی عجیب اور ناقابل یقین لگتی ہے لیکن ہر انسان کی زندگی میں ایسے لمحے ضرور آتے ہیں جب وہ اس دنیا کے تفکرات اور مادی زندگی کے جھمیلوں سے بیزار ہو کر ایک ایسی جائے امن طلب کرتا ہے جہاں اس کی تلملاتی روح کچھ وقت کے لیے راحت اور سکون سے ہمکنار ہو سکے وہ اس وقت ایک روحانی تجربے سے آشنا ہونا چاہتا ہے اور یہ تجربہ اسے اپنے ہم نوع انسانوں میں سوائے صوفیاء کے اور کہیں نہیں ملتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

میدانِ علم و تبلیغ کے شہسوار

کہا جاتا ہے کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بغداد کی مشہور یونیورسٹی نظامیہ میں بھی زیرِ تعلیم رہے، روحانی علوم اور تزکیہ نفس کی خاطر آپ نے شروع میں حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس سے اپنا رابطہ قائم کیا جو اپنے زمانے کے مشہور شیخ طریقت اور روحانی بزرگ تھے لیکن روحانی مقامات اور منازل کی تکمیل آپ نے حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومیؒ کے ہاتھوں سے کی، آپ نے حضرت شیخ مخزومی سے بیعت کر

کے خرقہ خلافت حاصل کیا، شیخ ابو سعید فرماتے ہیں:۔

''شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مجھ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور میں نے ان سے اور یہ ہم نے خیر و برکت کی خاطر کیا''

حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومی نے جب آپؒ کو خرقہ خلافت پہنایا تو فرمایا ''اے عبدالقادرؒ! یہ خرقہ جناب سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا، اُن سے خواجہ حسن بصری کو ملا اور پھر اُن سے دست بہ دست مجھ تک پہنچا، یہ خرقہ زیب تن کر کے حضرت غوث الاعظمؒ پر بیش از پیش انوارِ الٰہی کا نزول ہوا۔۔۔۔علم و حکمت کے مرکز بغداد شریف میں آپ مستند علماء اور فضلاء کی علمی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور یہ حقیقت آپؒ پر منکشف ہوئی کہ علومِ دینیہ کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپؒ نے اپنی تمام تر توجہ حصول علم پر مرکوز کی اور وقت کے اجلہ علماء سے اکتسابِ علم کیا

جن جید اساتذہ کرام سے آپؒ نے زانوئے تلمذ تہہ کیے ان میں حضرت شیخ حماد، ابو الوفا علی بن عقیل، ابو الخطاب محفوظ، بن احمد الکلوذانی، ابو الحسین محمد بن القاضی ابی یعلی، ابو غالب، محمد بن الحسن الباقلانی، ابو سعد محمد بن عبدالکریم، ابو الغنائم بن میمون، ابو القاسم الکرخی، ابو عثمان اصفہانی، ابو البرکات ہبۃ اللہ، ابو العز الہاشمی، ابو المنصور بن ابی غالب، ابو البرکات، العاقولی، ابو زکریا التبریزی اور حضرت قاضی ابو سعید مبارک بن علی المخزومی وغیرھم شامل ہیں جن سے آپؒ نے مختلف علوم میں مہارت حاصل کی

آخر الذکر استادِ محترم قاضی ابوم سعید مبارک کا بغداد میں ایک بہت بڑا مدرسہ تھا جس میں قاضی صاحب علومِ دینیہ کے تشنگان کو سیراب کرتے تھے قاضی کو جب آپ کے روحانی فضل وکمال علمی استعداد وصلاحیت اور فہم وفراست کا اندازہ ہو گیا تو پھر قاضی صاحب نے اپنا مدرسہ آپؒ کے حوالے کر دیا کیونکہ قاضی صاحب نے اپنی فہم سے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ ایسے حالات میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہی وہ شخصیت ہیں جو مدرسہ کا نظام احسن انداز سے چلاسکتی ہیں اور قاضی صاحب کا اندازہ درست ثابت ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں مدرسہ کی شہرت چہار دانگِ عالم میں پھیل گئی اور تشنگانِ علم جوق در جوق کھنچے چلے آئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ کثرت تعداد کے پیشِ نظر مدرسہ کی عمارت تنگ محسوس ہونے لگی اور مدرسہ کی تنگی اور طلبہ کی آمدہ کثیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے اردگرد کے مکانات کو خرید کر مدرسہ میں شامل کیا گیا اور اب یہ عظیم الشان مدرسہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مبارک نام کی نسبت سے "مدرسہ قادریہ" مشہور ہو گیا حضور غوث الاعظمؒ نے 528ھ میں مدرسہ کی جدید تعمیر سے فرصت حاصل کی اور لوگ دور دراز سے آپؒ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہونے کے لیے حاضر ہونے لگے، جہاں آپؒ نے ایک طرف ایک کامیاب مدرس، معلم، واعظ، خطیب، مرشد و راہنمائے کامل کی حیثیت سے اپنے آپ کو منوالیا تھا وہاں آپؒ کی شناخت وقت کے ایک مایہ ناز مصنف کی حیثیت سے بھی اُبھر کر اُمت کے سامنے آنے لگی اور آپؒ نے حدیث کا علم جن محدثین سے حاصل کیا اِن میں ابو غالب محمد بن الحسن بن احمد بن حسن

باقلانی، ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش، ابوالغنائم محمد بن علی بن میموں رسی، ابوبکر احمد بن المظفر بن مسوس کھجور فروش، ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج، ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان کرخی ابوعثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملۃ اصفہانی، ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف اوران کے چچا کے فرزند ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالقادر بن محمد یوسف، ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ اسقطی، ابوالعز محمد بن مختار ہاشمی، ابوالفرمحمد ابوغالب احمد ابوعبداللہ یحییٰ فرزندان امام ابو علی حسن بن نبا ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد بن ابی القاسم صیرفی مشہور ابن الطیوری، ابومنصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب محمد بن عبدالواحد بن حسن قزاز، ابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی وغیرھم رضی اللہ عنہم شامل ہیں

شیخ موفق الدین ابن قدامہ فرماتے ہیں ''ہم بغداد میں 561ھ میں حاضر ہوئے اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابرکت خدمت میں حاضری دی، کہا جاتا ہے کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتویٰ نویسی اور حال کے علم میں ملکہ حاصل تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ کے کمالِ علم کی بنیاد پر کوئی بھی آپ کا طالب علم آپ کی ذات کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہیں دیکھتا تھا آپ کے کمالِ علم کا یہ عالم تھا کہ آپ کم از کم تیرہ علوم میں اپنے طالبعلموں کو پڑھایا کرتے تھے، ہر درس کی تدریس کے لئے الگ الگ اوقات مقرر تھے، آپؒ کے علمی تجربہ اور خود اعتمادی کا یہ عالم تھا کہ مشکل سے مشکل مسئلے کے لئے بھی کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی بہت کم ضرورت پیش آتی تھی۔ علماءِ عراق حضور غوث پاکؒ کے علمی تبحر پر حیران و ششدر تھے

پیچیدہ مسئلہ کا آسان حل

ایک دفعہ بغداد میں ایک سوال نے بہت زیادہ گردش کی کہ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں تنہا ایسی عبادت نہ کروں جو روئے زمین پر اس وقت کوئی دوسرا شخص نہ کر رہا ہو تو میری بیوی کو تین طلاقیں۔۔۔۔۔بغداد کے بڑے بڑے علماء اور مفتیان کرام کے پاس یہ فتویٰ آیا تو وہ حیران رہ گئے کہ دنیا میں ایسی کونسی عبادت ہو سکتی ہے جس میں پوری روئے زمین میں اس کا کوئی شریک نہ ہو اور وہ تنہا عبادت میں مصروف ہو۔۔۔۔۔۔۔۔بالآخر پھرتے پھراتے یہ استفتاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس آیا، لوگ منتظر تھے کہ آپ اس کا کیا جواب مرحمت فرماتے ہیں؟ آپ نے فوراً اس پر لکھا کہ اس شخص کیلئے مطاف خالی کر دیا جائے اور وہ اکیلا سات مرتبہ طواف کرے علماء کرام نے یہ جواب سن کر حضور غوث پاکؒ کی خوب تعریف کی۔اسی طرح آپ ہی کے زمانے میں ایک شخص نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اس شخص کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اسے ڈانٹا اور توبہ کا حکم دیا چنانچہ اس نے توبہ کر لی اس کی بصیرت پر تجلی ربانی ہوئی اور بصیرت کا انعکاس بصر پر ہوا۔اس نے سمجھ لیا کہ شاید یہ روئیت بصری ہے۔حالانکہ بصیرت اور بصر میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ۔

اس وقت کئی بزرگ اور علماء مجلس میں موجود تھے وہ اس جواب سے بہت مسرور ہوئے۔

شجرہ طریقت

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ نے شیخ ابو سعید مبارک المخزومی سے، انہوں نے شیخ ابو الحسن علی بن محمد قریشی سے، انہوں نے شیخ ابو الفرح طرطوسی سے، انہوں نے شیخ ابو الفضل عبدلواحد جنید بغدادی سے، انہوں نے شیخ سری سقطی سے، انہوں نے معروف کرخی سے، انہوں نے امام سید علی سے، انہوں نے سید موسیٰ کاظم سے، انہوں نے امام سید علی رضا سے، انہوں نے سید امام محمد باقر سے انہوں نے امام سید زین العابدین سے، انہوں نے امام سیدنا حسین سے، انہوں نے سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ورضوان اللہ علیہم اجمعین سے خرقہ خلافت حاصل کیا

تعلیم اور تربیت کے دوران آپ ملت اسلامیہ کے سیاسی، اخلاقی اور دینی حالات کا بغور جائزہ لیتے رہے اس دوران آپ نے یہ طے کیا کہ کسی بڑے اہم اور دوررس انقلابی اقدام اُٹھائے بغیر اصلاح ناممکن ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے مشن کی کامیابی کے لئے مرکز یعنی بغداد میں رہنے کا فیصلہ کرلیا ظاہر ہے کہ اس وقت نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ پوری دنیا پر بغداد کے سیاسی، اخلاقی اور تہذیبی اثرات براہ راست پڑ رہے تھے اس اعتبار سے منبع اور مرکز میں خوشگوار تبدیلی کے جو اثرات پوری دنیا بالخصوص دنیائے اسلام میں رونما ہو سکتے تھے وہ محتاج بیاں نہیں اس لحاظ سے آپ کا یہ فیصلہ انتہائی اہم اور تاریخی تھا۔ چنانچہ آپ نے نباض ملت اور حکیم امت کی حیثیت سے باقاعدہ اپنے پروگرام کا آغاز کر دیا۔ آپ نے اپنے شیخ حضرت ابو سعید مبارک المخزومی

کے مدرسہ لطیفیہ واقع باب الازج کو اپنا مرکز بنایا۔ تعلیم وتدریس ،وعظ ونصیحت، خصوصی مجالس ومحافل، فتویٰ نویسی، تصنیف وتالیف اور تزکیہ نفس کے لئے باقاعدہ خانقاہ کا قیام، یہ سارے کام بیک وقت شروع ہو گئے۔ آپ تیرہ مختلف علوم میں درس پڑھایا کرتے تھے۔ دن کے ایک حصے میں تفسیر القرآن، حدیث عقائد ،اختلاف آئمہ اُصول اور نحو وغیرہ کی تعلیم دیتے تھے اور ظہر کے بعد تجوید کی تعلیم ہوتی، اسی دوران فتویٰ نویسی بھی جاری رہتی۔ آپ شافعی اور حنبلی مسلک پر فتویٰ دیتے تھے

آپ کے فرزندِ گرامی شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد گرامی نے چالیس سال منبر پر وعظ ونصیحت اور حقائق ومعارف کا درس دیا ہے۔ یہ زمانہ 521ھ سے 561ھ تک کا ہے اور 33 سال آپ نے درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں صرف کئے ۔ یہ زمانہ 528ھ سے 561ھ تک کا ہے۔ پہلے آپ نے 16 شوال 521ھ میں منبر پر بیٹھ کر وعظ کہا۔ آپ کا بیان ہے کہ ''16 شوال 521ھ میں ظہر سے تھوڑی دیر پہلے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا'' وعظ کیا کرو'' میں نے عرض کی! حضور میں ایک عجمی آدمی ہوں، بغداد کے فصحاء عرب کے سامنے کس طرح زبان کھولوں؟ مدینۃ العلم مختارِ کل صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا منہ کھولو! میں نے اپنا منہ کھولا، تو آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات بار اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا جاؤ لوگوں سے خطاب کرو اور انہیں دین اسلام کی طرف بلاؤ، انتہائی خوشی کے عالم میں، میں نے

بیدار ہوکر کیف و سرور میں ڈوبے ہوئے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اردگرد کافی لوگ جمع ہو گئے اور میں نے بے خوف وخطر لوگوں سے خطاب شروع کر دیا اور سننے والے کہتے ہیں کہ فصاحت و بلاغت میں گوندھے جملے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زبان سے ادا ہوتے گئے اور لوگ آپؒ کے گرویدہ ہوتے گئے۔ آپؒ کی زبان سے جو پہلے جملے ادا ہوئے وہ یہ ہیں ''فکر کا غواص دل کے سمندر میں معرفتوں کے موتیوں کے لیے غوطہ لگاتا ہے پس ان کو سینے کے ساحل کی طرف نکالتا ہے ، ترجمان دل کا دلال ان پر بولی دیتا ہے پس وہ اُن گھروں میں کہ جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے حسن طاعت کے اچھے مول پر بکتے ہیں'' (بهجة الاسرار)

اسی اثناء میں میں نے ایک اور رات خواب دیکھا کہ باب العلم، صاحبِ نہج البلاغہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں، بیٹے تو خطاب کیوں نہیں کرتا؟ میں نے عرض کی! حضور میری زبان نہیں کھلتی۔ فرمایا منہ کھولو، اسی وقت میں نے منہ کھولا آپ نے چھ بار اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا۔ میں نے عرض کی کہ آپ نے سات دفعہ لعاب دہن کیوں نہیں ڈالا؟

ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کا تقاضا یہی تھا یہ واقعہ 521ھ کا ہے اس کے بعد تو قلبِ غوثیت میں وہ انشراح ہوا کہ رشد و ہدایت کی تاریخ میں ایک عظیم الشان باب کا اضافہ ہو گیا، پہلی مرتبہ تو چند ہی کلمات طیبہ ارشاد فرمائے

تھے لیکن وہ مختصر گفتگو جس نے انسانیت کے اذہان و قلوب میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا، سامعین کے دلوں میں ایک عجیب مستی اور روحوں میں عجب سرشاری کی لہر دوڑ رہی تھی اور پھر یہ سلسلہ تو ایسا چلا کہ اس کے بعد تو تقریر پر تاثیر کی لذت کا عالم یہ تھا کہ آپؒ کی مجلس میں ستر ستر ہزار آدمی جوق در جوق شوق سے گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور اونٹوں پر آیا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر کی کیفیت ہی بدل جایا کرتی تھی کیونکہ آپؒ کے خطبات میں مدینۃ العلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باب العلم علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شفقت و رحمت اور سرپرستی کا عنصر شامل حال تھا ان معنوی علمی و عملی اور روحانی فیضان کے ساتھ ساتھ آپؒ نے وعظ و نصیحت اور ہدایتِ خلق کا سلسلہ جو شروع کر رکھا تھا۔

جہاد بالسیف

جہاد بالسیف عملی جہاد ہے جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ آپ نے عملی جہاد کے لیے مدرسہ قادریہ میں ایک شعبہ ''حرکتہ الجہاد'' کے نام سے قائم کیا، جہاں مجاہدین کو جہاد کی تربیت دی جاتی تھی، آپ کے نزدیک جب بندہ مومن جہاد بالنفس، جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کے مراحل طے کر لیتا ہے تو عملی طور پر جب مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جائے اور کفار سلطنت اسلامیہ کو مٹانے پر تل جائیں اور ان کے ظلم و ستم حد سے بڑھ جائیں تو خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ آپ نے ۱۶ ذی القعدہ ۵۴۵ھ میں اپنی خانقاہ میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

''تحقیق اللہ رب العزت نے دو جہادوں کی خبر دی، ایک جہاد ظاہر اور دوسرا باطن، جہاد باطن اور خواہش اور شیطان اور طبیعت کا جہاد ہے اور گناہوں اور لغزشوں سے توبہ کرنا اس

پر ثابت قدم رہنا شہوتوں اور حرام چیزوں کا ترک کر دینا ہے۔ جہاد ظاہر کافروں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے جہاد کرنا ہے۔ ان کی تلواروں، تیروں اور ان کے نیزوں کا مقابلہ کرنا اور قتل کیا جانا ہے''۔ الفتح الربانی ترجمہ فیوض غوث یزدانی (عربی اُردو) ۲۰۷،۲۰۸،۱۸۔

آپ کا یہ خطاب اس عہد کی عکاسی کرتا ہے کہ جب سلجوقی خلفاء فرانسیسیوں سے برسرِ پیکار تھے۔ عماد الدین زنگی جو بہت بڑا مجاہد تھا اور اس نے فرانسیسیوں کو اس علاقے سے نکال دیا تھا، لیکن باطنیوں کے ہاتھوں ۵۴۱ھ میں یہ عظیم مجاہد اسلام شہید ہو گیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا باپ نجم الدین، عماد الدین زنگی کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ نجم الدین ایوب، شیخ عبدالقادر جیلانی کا مرید اور تربیت یافتہ مجاہد تھا۔ عراق کے کردستانی علاقے میں کرد قوم آباد تھی۔ صلاح الدین ایوبی کا باپ اسی کرد قوم میں سے تھا۔ کردستانی قوم بڑی جنگجو اور بہادر تھی۔ عیسائی مذہب پیرو تھے۔ ان کی بہادری کی وجہ سے مسلمان حکمران انہیں زیر نہ کر سکے۔ عباسی حکمران ان کے ہاتھوں تنگ آ چکے تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے چند مریدین کے ہمراہ اس بستی میں تشریف لے گئے۔ آپ کی تبلیغ سے یہ بستی مسلمان ہو گئی۔ صلاح الدین ایوبی کے باپ نجم الدین نے آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اس وقت صلاح الدین ایوبی کی عمر دس سال تھی۔ نجم الدین اپنے بیٹے صلاح الدین ایوبی کے ہمراہ بغداد میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ بچہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح ہوگا۔ صلاح الدین ایوبی، نور الدین زنگی کی فوج میں سپہ سالار تھا۔ نور الدین زنگی بہادر سپاہی، مدبر سیاستدان، متبحر عالم، فقیہ اور محدث تھا۔ احادیث کا مجموعہ ''فخر النوری'' کے نام سے مرتب کیا۔ ۵۴۹ھ میں دمشق کا حاکم بنا۔ ۵۶۹ھ بعمر ۵۶ سال فوت ہوا اور سلطان صلاح الدین ایوبی: ۵۸۹ھ میں دنیا سے رخصت ہوا۔ دنیائے اسلام کے یہ دونوں نامور مجاہد مدرسہ قادریہ کے تربیت یافتہ تھے۔

صلیبی جنگوں کے شروع ہوتے ہی شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنے عسکری شعبے کو

فعال کر دیا۔ صلیبی جنگوں میں مجاہدین کی کھیپ آپ تیار کرتے اور محاذ پر روانہ فرماتے۔ آپ نے اپنے بیٹے سید عبدالعزیزؒ کو شمالی علاقہ، جبال اور کردستان میں بھیجا، انہوں نے اپنی زبردست تبلیغ اور شعلہ بیانی کے ذریعے کردوں میں جذبہ جہاد کی روح پھونک دی۔ آپ کی کاوشوں سے صلاح الدین ایوبی کو تازہ دم مجاہدین بطور کمک ملتے رہے اور ہزاروں کرد آپ کی فوج میں شامل ہو گئے۔ یہاں تک کہ ۲۹ رجب ۵۸۳ھ کو سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بیت المقدس کو آزاد کرالیا۔

امام غزالی کی تعلیم و تربیت نے محمد بن تومرت (بانی سلسلہ موحدین) جیسے مجاہد اور مجاہد گر پیدا کیے جن میں ایک نامور مجاہد یوسف بن تاشفین بھی تھا۔ جس نے عیسائیوں کو پے در پے شکستیں دے کر اسپین پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ مرابطین ہی تھے، جنہوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی کی مدد کے لیے بحری بیڑا مع مجاہدین بھیجا۔ مرابطین کا اقتدار جب زوال پذیر ہوا تو شیخ عبدالقادر جیلانی کے تربیت یافتہ مجاہدین ان کے لیے مذہبی اور سیاسی ڈھال ثابت ہوئے۔ (ماجد عرسان، ہکذا اظہر جیل، صلاح الدین وھکذا عادت القدس، الدار السعودیہ، ۱۹۸۵، ۲۳۹، ۲۴۲)

موحدین، امام غزالی کے تربیت یافتہ تھے اور شاذلیہ و تیجانیہ سلسلے کے مجاہدین قادریہ سلسلے کے فیض یافتہ تھے۔ سید الحاج عمر، قادریہ سلسلے کے ایک عظیم مجاہد تھے۔ جنہوں نے مکہ معظمہ میں، قادریہ سلسلے میں ایک بزرگ کے دست اقدس پر بیعت کی اور واپس افریقہ آکر تبلیغ اور جہاد کا شعبہ قائم کیا اور جہاد کے میدان میں ایسی عظیم الشان خدمات انجام دیں کہ آج تک ان کا نام افریقہ کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جاتا ہے۔ مرغانی سلاسل بھی قادریہ سلسلے کے فیض یافتہ تھے۔

الجزائر میں فرانسیسی فوج نے جب حملہ کیا، کفار کے خلاف جنگ کی قیادت قادریہ سلسلے کے ایک بزرگ سردار محی الدین کو سونپی گئی۔ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالقادر الجزائری کو

اس جہادی محاذ کا سالار بنایا۔ عبدالوہاب نجدی کی تحریک نے جب دھمکی کی صورت اختیار کر لی اور اس کے لشکر نے امام حسینؓ کے روضہ پر چھاپہ مار کر اسے لوٹ لیا تو کوئی انتقام لینے والا نہ تھا ۔اس دوران مملوک گورنر داؤد پاشا جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مدرسہ قادریہ کا ایک طالب علم تھا، اس نے قلم چھوڑ کر تلوار سنبھالی اور مقابلہ کیا اور کردوں کو پے در پے شکستیں دیں۔

(بریلوی محمود (معاصر) تاریخ ملک عراق، مطبوعہ فیروز سنز لاہور ۱۹۵۱ء، ۲۷۴، ۲۷۲)

شیخ جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک مجلس میں اس معاشی تفاوت اور اونچ نیچ اور اس میں پوشیدہ حکمت الہیہ کو شکستہ دلوں کی تسکین اور ان کی محرومیوں میں شامل ہو کر دلجوئی کرنے اور اس حکمت کو شجر ایمان قرار دیا ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا ذکر کرتے ہوئے دنیا دار شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے دنیا اور سامان دنیا سے خالی ہاتھ، دنیا اور اہل دنیا کے راندے ہوئے، اے گمنام، اے بھوکے پیاسے، برہنہ جسم والے، تشنہ جگر، اے زمین کے ہر گوشہ مسجد و ویرانہ میں پراگندہ رہنے والے، ہر در کے ٹھکرائے ہوئے، مراد دنیا و دنیا سے محروم، شکستہ قلب اور خواہشوں اور حاجتوں سے بھرے ہوئے دل والے، یہ ہرگز نہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فقیر بنا دیا، مجھ سے دنیا کو ہٹا دیا ہے۔ مجھے گرا دیا۔ مجھے چھوڑ دیا ہے۔ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔ مجھے پراگندہ کیا ہے۔ دل جمعی کی دولت نہیں بخشی ذلت و رسوائی دی ہے، دنیا میں گزارنے کی چیز نہیں دی۔ مجھے گمنام کیا ہے، مخلوق اور میرے بھائیوں میں شہرت نہیں دی اور دوسروں کو نعمت کامل سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ یہ سلوک اس لیے روا رکھا ہے کہ تمہارا خمیر اچھا ہے۔ اس میں رحمت خداوندی کی نمی یعنی صبر و رضا یقین، امر و نہی کی موافقت اور صفات جلال کا علم متواتر پہنچتا رہے گا۔ توحید و ایمان کے انوار برستے رہیں گے''۔ (الفتح الربانی، ترجمہ فیوض غوث یزدانی عربی اُردو ص ۲۳۵)

علم وحکمت کا سمندر

جس عظیم المرتبت ہستی کے منہ میں مدینۃ العلم حضور نبی کریم ﷺ اور باب العلم علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ مبارکہ کی طرف سے لُعابِ دہن ڈالا جائے اُس کے علمی مقام کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ حضور غوث الاعظمؓ کی پاکیزہ زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اپنے اندر علم وحکمت، فہم وفراست اور دانش وبصیرت کا ایک وسیع سمندر سموئے ہوئے تھا، آپؓ کا سینہ علم وحکمت کا گنجینہ تھا اور جب بھی کسی موضوع پر بولتے تو دانش وحکمت کے موتی رولتے تھے سُننے والے انگشت بدنداں رہ جاتے تھے حضرت ابوالحسن سعدالخیر انصاری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ”میں 529ھ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی مجلس میں حاضر ہوا اور میں اخیر کی صفوں میں تھا آپؓ زُہد کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے اور میں نے ابھی اپنے تخیل کو عمل کی مالا نہیں پہنائی تھی ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اگر حضرت صاحب معرفت پر گفتگو فرمائیں تو مزا آجائے۔۔۔پس شیخؓ نے زُہد کے موضوع پر تقریر چھوڑ کر معرفت پر خطاب شروع فرمادیا اور معرفت پر ایسا فصیح وبلیغ خطاب فرمایا کہ سامعین حیران رہ گئے۔۔۔پھر میرے دل میں خیال نے انگڑائی لی اور سوچا، کاش۔۔۔۔۔۔آپؓ شوق پر گفتگو فرمائیں۔۔۔۔۔پس۔۔۔آپؓ نے معرفت کو چھوڑ کر شوق کی راہ اپنالی اور سبحان اللہ۔۔۔۔۔۔شوق کے موضوع پر وہ خطاب فرمایا کہ میں حیران رہ گیا، علم ومعرفت کا سمندر بہہ رہا تھا اور لوگ جی بھر بھر کر اپنے کٹورے بھر رہے تھے۔۔۔۔پھر میرے دل میں خیال آیا۔۔۔۔کاش،

آپ علم فنا و بقا میں گفتگو فرمائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔پس پھر کیا ہوا کہ آپؒ نے شوق کو چھوڑ کر فنا و بقا پر وہ تقریر کی کہ میں نے اس کی مثل کبھی نہیں سنی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔پھر میرے دل میں آیا کہ اگر آپؒ علم غیب و حضور میں کلام فرمائیں ۔۔۔۔۔۔۔پس، آپؒ نے فنا و بقا کو چھوڑ کر علم غیب و حضور کے موضوع پر ایسی شاندار گفتگو فرمائی کہ آج تک میں نے اس موضوع پر کبھی بھی نہیں سنی تھی ۔۔۔۔۔۔پھر آپؒ نے فرمایا! ابو الحسن! یہ تجھے کافی ہے میں سُن کر اپنے آپؒ میں نہ رہا اور میں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے (بهجة الاسرار)

حکمرانوں کے لیے سخت رویہ اپنایا

پانچ خلفاء کا زمانہ آپؒ نے پایا جن کے نام درج کیے دیتے ہیں

خلیفہ مستظہر باللہ ۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

خلیفہ مترشد باللہ ۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

خلیفہ راشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ

خلیفہ مقتفی باللہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ

خلیفہ مستنجد باللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ

اس دور میں سلجوقی، سلاطین اور عباسی خلفاء کی باہمی کشمکش عروج پر تھی فتنہ و شورش کے اس زمانہ میں غوث الوریٰؒ نے وعظ و نصیحت کے ذریعے محبت کا درس دیا آپ حکام وقت کی مطلق پرواہ نہ کرتے اور نہ کبھی ان کے دروازے پر گئے، آپ حکمرانوں کے

دربار میں بیٹھنے کو فقراء کے لیے اللہ کی طرف سے بہت جلد ملنے والی سزا اور گرفت قرار دیتے آپ سلاطین وقت کی مصاحبت اختیار کرنے والے سرکاری درباری علماء و مشائخ کی بے حد مذمت کرتے ایک مرتبہ تو آپ نے یہاں تک فرمادیا کہ

''اے علم وعمل میں خیانت کرنے والو! تمہیں ان (سلاطین واحکام) سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنو! اے بندگانِ خدا کے حقوق غصب کرنے والو! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو

اے عالمو، زاہدو! بادشاہوں اور سرداروں کے لیے کب تک منافق بن کر ان سے دنیا کا مال ومتاع اور اس کی شہوات ولذات لیتے رہو گے؟ تم اور اس زمانے کے اکثر بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہو، اے اللہ! منافقوں کی شوکت توڑ دے، ان کو ذلیل فرما، توبہ کی توفیق دے، ان ظالموں کا قلع قمع فرما اور ان کی اصلاح فرما یا زمین کو ان سے پاک کردے

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر

حافظ ابو العز عبد المغیث البغدادی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے 573ھ میں بغداد میں بیان فرمایا کہ ہم بغداد میں محلہ حلبہ میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی خانقاہ میں آپؒ ہی کی مجلس مین حاضر تھے اور اس مجلس میں کئی اور مشائخ بھی شریک تھے ہم اپنے قارئین کی سہولت کے لیے اُن مشائخ کے نام بھی درج کیے دیتے ہیں

شیخ علی بن ابی نصر الہیتی، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی، شیخ بقا

بن بطو نہر ملکی، شیخ موسیٰ زولی، شیخ ابوالکرم العر، شیخ ابوالعباس احمد بن علی جوسقی صرصری شیخ ابوحکیم بن ابراہیم نہروانی، شیخ مکارم الاکبر، شیخ جاکیر، شیخ صدقہ بن محمد بغدادی، شیخ ضیاءالدین ابراہیم جونی، شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی، شیخ ابوالعباس احمد معروف با یمانی، شیخ داؤد، شیخ ابوبکر بن عبدالحمید شیبانی معروف بالجباری، شیخ ابومحمد احمد بن عیسیٰ معروف بالکوبجی، شیخ ابوالبرکات ابنِ معدان عراقی، شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز، شیخ محمود بن عثمان فعال، شیخ ابوحفص عمر کیمانی، شیخ مظفر جمال، شیخ جلیل صاحب الخطوۃ والزعفہ، شیخ ابوالحسن جوسقی معروف بابی عواجا، شیخ ابویعلیٰ محمد بن محمد الفراء، شیخ ماجد الکردی، شیخ عثمان بن مرزوق قرشی، شیخ مطرالباذرانی، شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبر، شیخ یحییٰ سبن محمد مرتعش، شیخ ابوعبداللہ محمد دریامی قرشی، شیخ قضیب البان موصلی، شیخ ابوالعباس احمد قرشی، شیخ سلطان بن احمد مزین، شیخ ابوالعاس احمد بن الاستاذ، شیخ مبارک بن علی الجمیلی، شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی، شیخ ابوعبدالتی محمد بن ابی المعالیٰ، شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی، شیخ ابوحفص عمر بن ابی نصر غزالی، شیخ ابومحمد علی بن ادریس یعقوبی، شیخ ابوبکر حمامی معروف بالمزین، شیخ عثمان طریفنی، شیخ ابومحمد عبدالحق حزیمی، شیخ عثمان بن احمد عراقی معروف بالشوکی، شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ عراقی معروف بالخاص وغیرھم شامل ہیں شریک تھے

اس مجلس میں حضرت غوث الاعظمؓ نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ ''قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' سب سے پہلے یہ سن کر

حضرت شیخ علی ابن ابی نصر الہیتمی اُٹھے اور منبر پر چڑھ کر سیدنا حضرت غوث الاعظمؓ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا اور حضرت کے دامن کے نیچے ہو گئے اسی طرح تمام حاضرین نے اپنی اپنی گردنیں آگے بڑھائیں حاضرین مجلس کے علاوہ دیگر اولیاء کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت گردنیں جھکا دیں ---------- چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ میں، شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی نے طفسونج میں، شیخ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بصری نے بصرہ میں، شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران میں، شیخ سوید سنجاری نے سنجار میں، شیخ رملان دمشقی نے دمشق میں، شیخ ابو مدین نے مغرب میں، شیخ عبدالرحیم نے قنا میں، شیخ عدی بن مسافر نے بالس میں اُسی تاریخ کو اُسی وقت اپنی گردنیں جھکا دیں، غرضیکہ تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات پر سیدنا حضرت غوث الاعظمؓ کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکا دیں"

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

جنہوں نے اپنی گردنوں کو جھکایا اِنکی تفصیل یہ ہے

حرمین شریفین (17) عراق (60) عجم (40) شام (30) مصر (20) دیارِ مغرب (27) یمن (23) حبشہ (11) سدِ یاجوج و ماجوج (7) وادی سراندیپ (7) کوہ

قاف(47)اور جزائر بحرالمحیط (24)۔۔۔۔وغیرہ شامل ہیں

(بہجۃ الاسرار ص10، قلائد الجواہر ص 30)

جس وقت حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بغداد شریف میں ارشاد فرمایا ''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃِ کُلِ ولیِ اللہ ''یعنی میرا قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے '' تو اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری اپنی جوانی کے دنوں میں ملک خراساں کے دامن کوہ میں عبادت کرتے تھے وہاں بغداد شریف میں ارشاد ہوتا ہے اور یہاں غریب نواز نے اپنا سر جھکا لیا اور اتنا جھکایا کہ سر زمین تک پہنچا اور فرمایا ''بَل قَدَمَكَ علیٰ رَاسِی وَ عَینِی '' بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں قدم میرے سر پر ہیں اور میری آنکھوں پر ہیں'' (سیرت غوث الثقلین ص89)

نہ کیوں کر سلطنت دونوں جہاں کی ان کو حاصل ہو
سروں پر اپنے لیتے ہیں جو تلوا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا

جب خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے قول ''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ '' کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ''بَل علیٰ عَینِی ''یعنی گردن تو درکنار آپ رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک تو میری آنکھوں پر ہے''

(' تفریح الخاطر ص20)

سروں پر لیتے ہیں جسے تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

شیخ ماجد الکردی فرماتے ہیں کہ ''جب سیدنا حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''قدمی علیٰ ھذہ رقبۃ کل ولی اللہ'' ارشاد فرمایا تھا تو اس وقت کوئی اللہ کا ولی زمین پر ایسا نہ تھا کہ جس نے تواضع کرتے ہوئے اور آپؓ کے اعلیٰ مرتبے کا اعتراف کرتے ہوئے گردن نہ جھکائی ہو تمام دنیائے عالم کے صالح جنات کے وفد آپؓ کے دروازے پر حاضر تھے اور سب کے سب آپؓ کے دستِ مبارک پر تائب ہو کر واپس پلٹے''

شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیغمبر انسانیت رسول رحمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کی کہ ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ'' کا اعلان فرمایا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''صَدَقَ الشیخ عبد القادر فکیفَ لَا ھُوَ القطبُ وَ اَنَا اَرْعَاہُ'' یعنی شیخ عبدالقادرؓ نے سچ کہا ہے اور یہ کیوں نہ کہتے جب کہ وہ قطب زمانہ اور میری زیر نگرانی ہیں'' (المرجع السابق ص 27)

حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی نے 3 رمضان المبارک 576ء میں جامع مسجد میں ارشاد فرمایا کہ ''جب حضرت غوث الاعظمؓ نے ''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ'' کا اعلان فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کے دلوں کو آپ کے ارشاد کی تعمیل پر گردنیں جھکانے کی برکت سے منور فرمایا اور ان کے علوم اور حال و احوال میں اسی برکت سے زیادتی اور ترقی عطا فرمائی''

لفظِ غوث الاعظمؒ کی حقیقت

ولایت کے مدارج میں بلند ترین پوسٹ (POST) غوث کی ہے اور جب غوث الاعظم پکارا جائے تو پھر کچھ شک نہیں رہتا کہ اس سے مراد اولیاء کرام کے سردار (حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) ہی ہیں

ایک شبہ کا ازالہ

لفظ "ولی" کی اصطلاح بہت وسیع تر ہے تمام انبیاء کرام وصحابہ کرام وتابعین بھی ولی ہیں بلکہ قرآن مجید میں تو خود اللہ تعالیٰ نے خود کو ولی کہا ہے اس لیے یہ ہستیاں ولی کی اصطلاح میں قول غوث اعظم کی رو سے نہیں آتیں کیونکہ ان کے تعارفی نام علیحدہ ہیں اس لیے یہ ہستیاں اس قول سے مستثنیٰ ہیں ان کے علاوہ عرف عام میں باقی سب اولیاء کرام ہیں جو کسی بھی زمانے میں ہوں، پوری دنیا اسلام میں سینکڑوں مستند کتابوں میں حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کو غوث اعظم کے لقب سے یاد کیا گیا ہے عوام وخواص کیا اہل اسلام کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ غوث اعظم سے مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہی ہیں بزرگوں کی تصانیف، ملفوظات ومکتوبات اور اہل علم کے مواعظ وخطابات، اخبارات ومجلات،، رسائل وجرائد، کیلنڈر، جنتری، ذرائع ابلاغ غرضیکہ ہر شعبے میں غوث اعظم سے مراد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہی ہیں

اکابر بزرگوں، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت ملا علی قاریؒ، مولانا جمالی سہروردیؒ، شیخ

عبدالحق محدث دہلویؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ، مشائخ چشت میں شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ، حضرت مولانا فخر الدین دہلوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت خواجہ غلام فرید، خواجہ قمر الدین سیالوی اور دوسرے بے شمار مشائخ عظام وعلماء کرام نے آپ کو غوث الاعظمؒ کے لقب سے یاد کیا ہے، آپ کا اسم گرامی کم وبیش استعمال ہوتا ہے عموماً حضرت غوث اعظم کے لقب سے ذکر ہوتا ہے مشائخ چشت کی کتابوں ''مناقب المحبوبین'' ''نافع السالکین'' ''کشکول کلیمی'' ''مرقع کلیمی'' فخر الطالبین'' مقابیس المجالس'' اقتباس الانوار'' ''سیر الاقطاب'' مرآۃ الاسرار، جواہر فریدی، انوارِ شمسیہ، مرآۃ العاشقین، تحفۃ الابرار، سیر الاولیاء، انتخاب مناقب سلیمان، انوار قمریہ، حقیقت گلزار صابری وغیرہ میں آپ کا لقب غوث الاعظم ہی کثرت سے درج کیا گیا ہے دوسری کتابوں مثلاً ''فوائد الفواد'' دلیل العارفین'' راحت القلوب'' اسرار الاولیاء'' فوائد السالکین'' ''خیر المجالس'' وغیرہ کسی بھی کتاب میں کسی دوسرے بزرگ کو غوث اعظم کے لقب سے یاد نہیں کیا گیا بزرگانِ دین میں سے بہت سے ایسے مشائخ ہیں جن کے خاص القاب مشہور ہیں معین الدین چشتی اجمیری کو ''سلطان الہند'' خواجہ خواجگان'' فرید الدین گنج شکر کو ''سلطان الزاہدین''، نظام الدین اولیاء کو ''محبوب الٰہی'' شیخ ابن عربی کو شیخ اکبر اور خاتم الولایہ المحمدیہ، حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی ''تصوف کی مستند کتابوں ''رسالہ قشیریہ'' کشف المحجوب'' الفتوحات مکیہ'' الیواقیت والجواہر'' میں

ولایت کے جو مقام درج ہیں ان میں لفظِ غوث اور قطب مستعمل ہے

چنانچہ امام شعرانی قطب اور غوث ہی کو اکبر الاولیاء کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں تصوف کی اصطلاح میں ولایت کے مقامات میں کہیں بھی کسی کتاب میں یہ لفظ عمومی حیثیت سے مستعمل نہیں ہوا

مثال یوں سمجھ لیجئے کہ آئمہ مجتہدین حضرات کو امام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے مثلاً امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، مگر حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو ان کی فقہی واجتہادی عظمت اور خدمات کے پیشِ نظر امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے آپ کے اسم گرامی کی بجائے عموماً آپ کا یہی مختص لقب استعمال کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے مقامِ ولایت کی عظمت کی وجہ سے آپ کو غوث اعظمؒ کے مختص لقب سے یاد کیا جاتا ہے

حضرت پیر نصیرالدین نصیر گولڑوی نے بہت خوبصورت کہا ہے

جنس میں، علم و جلالت میں، مسیحائی میں
کوئی ثانی نہیں اے دلبرِ زہرہؓ تیرا
پا سکا تیرے سوا کون مقامِ مخدع
تجھ سے مخصوص ہے یہ رتبہ اعلیٰ تیرا
جو کہا تو نے وہ ماموُر من اللہ ہو کر
اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا

چھپ گئے سامنے اس کے عرفا مثلِ نجوم
مطلعِ فقر پہ خورشید جو چمکا تیرا
عہد تک تیرے نہیں تیرا تصوف محدود
سچ تو یہ ہے کہ ہر اک عہد ہے شاہا تیرا

لفظِ شیخ کی تعریف

شیخ عربی لفظ ہے جس کے معانی درج ذیل ہیں

کسی دینی یا روحانی سلسلے کا بانی شیخ کہلاتا ہے اس کے گدی نشین کو بھی شیخ کہا جاتا ہے

شیخ الارادۃ۔۔۔۔۔۔جو طریقہ صوفیاء کا سب سے بلند مرتبہ شخص ہوتا ہے

شیخ الاقتداء۔۔۔۔۔۔وہ شخص ہے جس کے طریق کار پر مرید چلتے ہیں

شیخ الانتساب۔۔۔۔۔۔۔کی سفارش سے مرید کو جماعت میں داخل کیا جاتا ہے

شیخ الثقلین۔۔۔۔۔۔روحانی استاذ جو جماعت کے افراد کے لیے اوراد و وظائف کی تعداد مقرر کرتا ہے

شیخ التربیۃ۔۔۔۔۔۔۔جس کے ذمہ سالکوں کی ابتدائی تربیت ہوتی ہے

شیخ التبرک۔۔۔۔۔۔۔وہ شخص جس کے فیض سے مرید مالا مال ہوتے ہیں

شیخ الاسلام۔۔۔۔۔۔۔فقہاء کے لیے مخصوص لقب ہے

اہل تصوف کے نزدیک شیخ سے مراد ہے جو روحانی قوت سے مرید کے دل سے دنیا کی محبت ختم کرے

گیارھویں شریف کی حقیقت

خلقِ خدا کو کھانا کھلانے کا ایک انداز گیارھویں شریف کی صورت میں تھا آپ ہر سال ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو حضور نبی کریم ﷺ کی نیاز دلوایا کرتے تھے یہ نیاز اتنی مقبول ہوئی کہ پھر ہر ماہ آپ گیارھویں تاریخ کو اہتمام کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی نیاز دلواتے، آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز اب خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نیاز قرار پائی گویا اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے میلاد منانے کے عمل کو قبول کر کے یہ صلہ دیا کہ اب ہر ماہ آپ کے نام کی گیارھویں ہو رہی ہے اور حسنِ اتفاق کہ آپ کا وصال بھی 11 ربیع الآخر کو ہوا بعض نے 17 ربیع الآخر بیان کی ہے مگر بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''اس کی اصل نہیں ہے''

آپ کے وصال کے بعد بھی خانقاہ غوثیہ میں گیارھویں شریف کا سلسلہ جاری رہا مشہور محدث علامہ ابن تیمیہ 788ھ میں لنگر میں حصہ لیتے اور اپنی تمام تر شدت کے باوجود سیدنا غوث الاعظمؒ سے حسن عقیدت کی بناء پر آپ کے عرس مبارک اور بڑی گیارھویں شریف کے موقع پر لنگر بھجوایا کرتے تھے

علامہ ابراہیم الدوربی لکھتے ہیں

کان العلامه ابن تیمیه یرسل من دمشق (شام) نذور او اعانات للحضرة الکیلانیه لا جل الدرس ولتدریس والطعام الطعام و ذلک فی اواخر ربیع الاول و کانت تلک القافله تحتوی علی' ثلاثین بعیر ۱

یعنی علامہ ابن تیمیہ دمشق (شام) سے درگاہ جیلانیہ میں نذرانے اور ہدیے درس و تدریس اور (لنگر غوثیہ) میں کھانا کھلانے کے لیے ربیع الاول کی آخری تاریخوں میں بھیجا کرتے تھے اور یہ قافلہ تیس اونٹوں پر مشتمل ہوتا تھا

گیارھویں شریف کا ثبوت

گیارھویں شریف در حقیقت حضرت سرکار محبوب سبحانی، قطب ربانی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پُرفتوح کو ایصال ثواب کرنا ہے۔ ایصال ثواب کا ثبوت قرآن پاک احادیث شریفہ اور سلف صالحین کی کتب سے اظہر من الشمس ہے جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم:

(ترجمہ) ''اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔ (پارہ ۲۸ سورۃ حشر)

(ترجمہ) ''اور وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت مانگتے ہیں اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم میں ہر چیز کمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے''۔ (پارہ ۲۴ سورۃ مومن)

حدیث پاک:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"ہاں" وہ بے شک اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کسی کے پاس طبق ہدیہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

سلف صالحین:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ عبادت مالیہ سے مُردوں کو نفع اور ثواب حاصل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

(جامع البرکات مسائل اربعین ص ۳۴)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام احمد و جمہور سلف صالحین کا مذہب ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ (شرح فقہ اکبر) قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جمہور فقہاء کرام علیہم الرحمتہ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (تذکرۃ الموتےٰ والقبور)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ پڑھنا اور اس کا ثواب ارواح کو پہنچانا فی نفسہ جائز اور درست ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۷۱)

قارئین کرام: ایصال ثواب کا ثبوت قرآن حکیم، حدیث مصطفوی اور اقوال اسلام سے تین دلائل سے پیش کیا گیا ہے۔ اب اس مستحب فعل کے مخالفین حضرات کے جید علماء کی کتب سے بھی ثبوت ملاحظہ فرمایئے۔

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ جب میت کو کچھ نفع پہنچانا مقصود ہو تو اسے کھانا کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا ثواب بہت بہتر ہے۔ (صراط مستقیم ص ۶۴)

مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب مردہ کو یا زندہ کو دے دے۔ جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ (التذکیر حصہ سوم ص ۹۵)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا قول ہے کہ احادیث سے نفع پہنچنا محقق ہے اور جمہور صحابہ و آئمہ کا یہ مذہب ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۶)

ایصال ثواب کفارہ گناہ اور بلندی درجات کا سبب ہے۔ حدیث شریف ہے کہ نبی غیب دان ﷺ نے فرمایا کہ جب جنت میں اپنے بندے کا اللہ کریم درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو یہ درجہ کیونکر ملا ہے تو خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت کی بدولت۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۶، ادب المفرد ص ۹)

بے شک زندوں کی دعا مردوں کے لیے اور ان کا صدقہ دینا ان کے لیے درجات کی بلندی میں نافع ہے۔ (العقیدۃ المحمدیہ ج ۲ ص ۵۲)

حضور غوثِ اعظم اور دیگر بزرگان دین علیہم الرحمتہ کا امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے اسی لیے مذہب حق اہل سنت و جماعت گیارھویں شریف اور ان کے عرسوں کی محافل منعقد کر کے ان کو ایصال ثواب کر کے ان کے درجات کی بلندی کے لیے اپنے نبی پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے پروردگار عالم جلالہ کی بارگاہ میں دعا عرض کرتے ہیں۔

ولی اللہ کے نام کی طرف نسبت کرنا

اس کا جواز بھی احادیث شریفہ میں موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

ایک قافلہ کو مسجد عشار میں دو یا چار رکعت نماز پڑھنے کو کہا اور فرمایا کہ یوں کہنا کہ اس نماز کا ثواب ابو ہریرہؓ کو ملے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۶۸)

نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں ام سعد کی ماں کے انتقال کا ذکر کیا گیا اور اس کے لیے بہتر صدقہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے پانی کا فرمایا تو سعد نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ کنواں ام سعد کے لیے ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۹ ابوداؤد ونسائی)

رسول معظم ﷺ دو قربانیاں کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے۔ (صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۱۵۶)

قارئین: ان احادیث سے کسی کی طرف نسبت کرنے کا ثبوت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ اب اقوال اسلاف ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کسی بزرگ کی روح پاک کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے مالیدہ، دودھ اور چاول پکا کر فاتحہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں جائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۳۹)

حضرت امامین یعنی حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کا کھانا جس پر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور درود شریف پڑھنے سے وہ کھانا متبرک ہو جاتا ہے اور اس نیاز کا کھانا بہت ہی بہتر ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۷۱)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ہر سال نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام کی فاتحہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو دلایا کرتے تھے۔ (انفاس العارفین ص ۱۴۱ درثمین ص ۷ دعوات عبدیت ص ۹)

نام کی طرف منسوب کرنے کو شرک کہنے والے حضرات کے مشہور بزرگ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی بھی اس کے قائل ہیں لکھتے ہیں کہ ''دوزانو بطور نماز بیٹھ کر چشتیہ طریقہ کے بزرگوں یعنی حضرت معین الدین سنجری اور خواجہ قطب الدین بختیار کا کی وغیرہ حضرات کے نام کی فاتحہ پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے۔ (صراط مستقیم ص ۱۱۱)

حضرت غوث اعظم کا بکرا یا کھانا یا کسی دوسرے بزرگ کی طرف ان چیزوں کی نسبت کرنے کا جواب اہل عقل حضرات کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اولیاء اللہ کی طرف سے منسوب کرنے کا اصل مطلب ان کی ارواح طیبات کو ایصال ثواب کرنا ہے۔

تاریخ اور دن مقرر کرنا

مذہب حق اہل سنت و جماعت کے لیے تعین یوم یا تاریخ کوئی ضروری نہیں یعنی یہ نہیں کہ اگر گیارہویں شریف گیارہ تاریخ کو ہی دی جائے تو ہوگی ورنہ نہیں یہ کسی بھی اہل سنت و جماعت کی کتاب میں نہیں جب بھی ایصال ثواب کیا جائے جائز ہے۔ لیکن احباب کی آسانی کے لیے دن یا تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے جیسا کہ مخالفین حضرات کے بہت بڑے بزرگ اور پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جائے۔ یہ مصلحت ہے۔ تعین یوم میں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

سرور کائنات محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا نے بھی خود وعظ فرمانے، نفلی روزے رکھنے اور سفر کرنے کے دن معین فرمائے ہوئے تھے ملاحظہ ہو:

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶)

اللہ کریم نے بھی لوگوں کے اعمال اپنی بارگاہ میں پیش فرمانے کے لیے جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات کے دن اور وقت معین فرمائے ہیں۔ (ادب المفرد ص ۴۵)

اب رہا گیارھویں شریف کی تقریب سعید کا اکابر اولیاء اہتمام کرتے رہے ہیں یا کہ نہیں اس کا ثبوت پیشِ نظر ہے۔

گیارھویں شریف

حضرت سرکار سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف کی مبارک تقریب صرف پاکستان میں ہی مروج نہیں بلکہ اس کا اہتمام عرصہ دراز سے بزرگان دین علیہم الرحمتہ کرتے آئے ہیں جس کی شہادت ہندوستان میں سب سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کرنے والے محدث شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمتہ دیتے ہیں۔ "بے شک ہمارے ملک ہندوستان میں آج کل (عرس پاک غوث اعظم یعنی گیارھوں شریف کی) گیارھویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے اسی طرح ہمارے شیخ ابوالمحانی سید شیخ موسےٰ الحسینی نے نقل کر کے لکھا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمتہ کے اُستاد اور پیر امام عبدالوہاب متقی مکی علیہ الرحمتہ بھی اسی تاریخ کو گیارھویں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے اور ان کے مشائخ بھی ــــــــــ (ماثبت من السنتہ ص ۱۲۴)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ جو کہ کُل ہندو پاک کے علما کے حدیث کے اُستاذ ہیں گیارہویں شریف سرکاری طور پر منائے جانے کا ثبوت پیش فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے نمازِ عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوثِ اعظم کی مدح میں قصائد اور منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ (ملفوظات عزیزی ص۶۲ فارسی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کی کتاب کلمات الطیبات میں مکتوبات مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمتہ کے ایک مکتوب میں ہے کہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دو زانو اور حضرت جنید تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ استغناء ماسوا اللہ اور کیفیات فنا آپ میں جلوہ نما ہیں۔ پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لیے جا رہے ہیں۔ پس حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ تشریف لائے۔ آپؓ کے

ساتھ ایک گلیم پوش، سر اور پاؤں سے برہنہ، ژولیدہ بال ہیں۔ حضرت علیؓ نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا کہ امروز عرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس تشریف بروند۔ آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس (گیارہویں شریف) ہے۔ عرسِ پاک کی تقریب پر تشریف لے گئے ہیں۔

(کلمات طیبات فارسی ص ۷۸ مطبوعہ دہلی)

اسی طرح اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمتہ کے استاد ملا جیون علیہ الرحمتہ کے صاحبزادے وجیز الصراط میں علامہ غلام سرور لاہوری علیہ الرحمتہ نے خزینۃ الاصفیاء ج ا ص ۹۹ میں دارا شکوہ نے سفینۃ الاولیاء ص ۷۲ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار ص ۲۴ میں حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمتہ نے تحفہ قادریہ ص ۹۰ میں آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کے انعقاد کے جواز کے متعلق لکھا ہے۔

گیارہویں شریف کے مخالف حضرات کے جید علماء کے شیخ اور مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا فیصلہ درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرما کر حق و باطل کا موازنہ فرمائیے۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں شریف حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کی اور دسواں، بیسواں چہلم،

ششماہی، سالانہ (عرس) وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وحلوائے شب برات ودیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

تو معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ اسلاف کا طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے

(موطا امام محمد ص ۱۰۴ کتاب الروح لابن قیم ص ۱۰، تفسیر مواہب الرحمان، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، باب الاعتصام، ہمعات فارسی ص ۲۹، للشاہ ولی اللہ بستان العارفین عربی ص ۹، للعلامۃ السمر قندی، ردالمختار ج ۳ ص ۵۱۸، ج ۵ ص ۴۳)

لہٰذا سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف اور عرس پاک کرنے والوں پر فتویٰ بازی اور حرام حرام کی رٹ لگانا کس قدر جہالت اور گمراہی ہے۔ اللہ پاک اپنے حبیب کا صدقہ ہدایت دے۔ (ماخوذ از سیرت غوث الثقلین، مولانا ابوالحامد محمد ضیاء الدین قادری)

رہبر ورہنما کے لیے چند راہنما اصول

حضور غوث الاعظمؓ نے اسلامی سکالرز و راہنمایانِ قوم کے لیے چند اصول بیان فرمائے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ آپؓ نے سمندر کو کوزہ میں بند فرما دیا ہے فرماتے ہیں" جب تک کسی شخص میں یہ بارہ اوصاف جمع نہ ہو جائیں اسے مناسب نہیں کہ وہ

سجادہ طریقت پر قدم رکھے،

دو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں اور وہ ستار اور غفار ہونا ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔!

دو صفات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں اور وہ شفیق اور رفیق ہونا ہیں۔۔۔۔۔۔۔!

دو صفات یارِ غار صداقت کے علمبردار حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہیں اور وہ صادق اور متصدق ہونا ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔!

دو صفتیں ایڈمنسٹریشن کی کائنات کے شہنشاہ، مُرادِ رسول حضرت عمر فاروقؓ کی ہیں وہ امر (اچھے کاموں کا حکم دینا) اور نہی (برے کاموں سے روکنا) ہیں۔۔۔۔

دو صفات حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ کی ہیں وہ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور رات کو نمازیں پڑھنا ہیں۔۔۔۔۔۔!

اور دو صفتیں "صاحب نہج البلاغہ" بابُ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہیں وہ عالم اور شجاع ہونا ہیں"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "راہبر کے لیے علوم دینیہ کا حصول لازم ہے، رموزِ تصوف و معرفت سے واقف ہو بلکہ ان کا مشاہدہ و تجربہ بھی رکھتا ہو، علم کے ساتھ عمل کی دنیا سے بھی خوب واقف ہو، ان چند لازمی شرائط کے ساتھ ساتھ آپؒ نے مقتداء اولیاء حضرت جنید بغدادیؒ کا یہ سنہری فرمان بھی نقل فرمایا ہے "ہماری زندگی قرآن و حدیث کے دائرہ قانون میں محصور ہے جو شخص کلام الٰہی و احادیث نبوی کا عالم ہو، دینی فہم و فراست

کا حامل ہو، شاہکار خلوص عمل و رموز تصوف و معرفت سے باخبر ہو، ان تمام مراحل سے گزر چکا ہو صرف اسی شخص کو دینی راہبر و راہنما کی سند زیب دے سکتی ہے" قلندر لاہوری ڈاکٹر علامہ اقبال نے قیادت و راہنما کے حوالے سے کیا خوب فرمایا ہے

نگہ بلند، سُخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے
(بال جبریل)

تصنیف وتالیف

انبیاءکرام کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیے گئے انبیاء ورسل نے ہمیشہ اپنی اپنی اُمتوں کو وعظ ونصیحت فرمایا ہے جس کا مرکز ومحور توحید کا پرچار ہی ہوتا تھا اور انہی انبیاء کرام کے وعظ ونصیحت سے ہر دور میں انسانیت توحید کی برکات سے فیض یاب ہوتی رہی اور لاالہ الا اللہ کی گونج ہر سو گونجتی رہی کیونکہ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے قوموں کے حالات بدلے ہیں اگر قدرت کو اپنی فیاضی سے وقتاً فوقتاً ایسے لوگ بھیجنا منظور نہ ہوتا تو انسانیت نے خود اپنے ہاتھ سے خودکشی کرلی ہوتی

اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ اُمت کی اصلاح وفلاح کی دعوت میں انبیاء کرام ورسل کے مقدس ترین گروہ میں جو مقبولیت اور شرف وعزت رسول رحمت، پیغمبر انسانیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوئی آپ کے صدقے اور برکت سے پانچ سو سال بعد اولیائے کرام میں یہی شرف آپ کی نسل میں سے ایک شخصیت کو حاصل ہوا ہے۔

جسے دنیا تصوف میں ''غوث الاعظمؓ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپ نے جس وقت وعظ کی یہ مقدس محافل شروع کیں تو ابتدا ہی میں علم وحکمت کے پیاسے آپ کے گرد ایسے اکھٹے ہوتے گئے جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں علم وحکمت کی پیاسی انسانیت نے خوب جی بھر بھر کے حکمت و دانش کے کٹورے پیے اور اپنی پیاس

بجھائی، تھوڑے ہی دنوں میں مدرسہ کی جگہ نا کافی معلوم ہونے لگی تو جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دولت سے نوازا تھا اُن صاحب ثروت لوگوں نے اردگرد کے مکانات خرید کر مدرسہ اور خانقاہ کی تعمیر کیلئے وقف کردیے۔ دوردراز سے اہل عقیدت اور محبت کے پیکر میں ڈھلے لوگ گھوڑوں خچروں اور گدھوں پر سوار ہو کر ان مجالس میں شامل ہوتے اور حلقہ بنا کر بیٹھتے۔ (قلائدالجواہر: صفحہ 5,4)

قلندر لاہوری ڈاکٹر علامہ اقبال نے بہت خوبصورت بات کہی ہے

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات، کہ پیر مُغاں ہے مردِ خلیق
(بالِ جبریل)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظمؓ کی مجلس وعظ میں چارسو اشخاص قلم دوات لے کر بیٹھتے تھے اور جو کچھ بھی آپؓ کی زبان مبارک سے نکلتا آپ کے تلامذہ اور مریدین حرف بہ حرف نوٹ کرلیا کرتے تھے امام ابن کثیر نے ''فتوح الغیب'' اور ''غنیۃ الطالبین'' کا ذکر کیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' میں ان دو کتابوں کے ساتھ ''مجالس ستین'' کا بھی حوالہ دیا ہے صاحب ''کشف الظنون'' نے لکھا ہے کہ ''جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبدالقادر'' میں ان مجالس کے مبارک ارشادات رقم ہیں جو یوم جمعہ 9 رجب 546ھ سے شروع ہو کر 14 رمضان المبارک 546ھ پر ختم ہوتے ہیں

غالباً ''جلاء الخاطر'' اسی ''مجالس ستین'' کا نام ہے جس کا ذکر شاہ ولی اللہ نے کیا ہے کیونکہ اگر حساب لگایا جائے تو 9 رجب المرجب سے لے کر 14 رمضان المبارک تک 64 یا 65 دن بنتے ہیں ہوسکتا ہے کہ چار پانچ مجالس کسی مجبوری کی وجہ سے انعقاد پذیر نہ ہوسکی ہوں

''جلاء الخاطر'' آپؓ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے آپؒ کے بیٹے حضرت شیخ عبدالرزاق نے جمع کیا ہے سید علاؤ الدین طاہر جیلی بغدادی جو خاندانِ قادریہ کے ایک فرد ہیں انہوں نے ایک رسالہ ''تذکرہ قادریہ'' کے نام سے ترتیب دیا ہے جس میں حضور غوث الاعظمؓ کی مزید سات تصنیفات کا ذکر کیا ہے جس کا ہم بھی ذکر کیے دیتے ہیں

(1) الفتح الربانی والفیض الرحمانی (62) مجالس پر مشتمل لا جواب خطبات ہیں --- 1281ھ طباعت مصر (2) حزبِ بشائر الخیرات ---- طباعت اسکندریہ (3) المواہب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے (4) سر الاسرار، جو کہ خالصتاً تصوف سے متعلق ہے اور اس کا قلمی نسخہ مدرسہ قادریہ میں موجود ہے (5) رد الرافضہ ------- مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے (6) تفسیر قرآن دو جلد کتب خانہ رشید کرام طرابلس میں موجود ہے (7) علم ریاضی سے متعلق 622ھ لکھی ہوئی مگر نامکمل موجود ہے (8) معراج لطیف المعانی (9) یواقیت الحکم (10) تفسیر القرآن الکریم (تفسیر جیلانی 6 جلدیں استنبول میں

چھپی ہیں (11) دیوان غوث الاعظمؓ (یہ فارسی شاعری ہے) (12) اسبوع شریف (یہ سات دنوں کے اوراد کا مجموعہ ہے) (13) المکتوبات (یہ خطوط کا مجموعہ ہے) (14) حزب الابتھال (یہ دعاؤں کا مجموعہ ہے)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ نصیحت کا طریقہ اپنا کر لوگوں کے کردار و عمل اور افکار میں جو انقلاب لایا وہ اپنی مثال آپ ہے، تصوف کے تمام سلاسل میں اس کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ سامعین و حاضرین کی تعداد بعض اوقات ہزاروں کی حد سے نکل کر لاکھوں تک بھی پہنچ جایا کرتی تھی اور اتنے بڑے اجتماع میں سکون وانہماک کا جو نقشہ ہمارے سیرت نگاروں نے کھینچا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اکثر سامعین کی حالت قابل دید ہوتی روتے روتے اُن کی ہچکیاں بندھ جایا کرتی تھیں اور وہ اپنے آپے سے باہر ہو کر اپنے کپڑے تک پھاڑ دیا کرتے تھے، حضور غوث الاعظمؓ کی مجلسِ وعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا اور بغیر لاؤڈ سپیکر کے آپ کی آواز تمام حاضرین تک برابر پہنچتی جس طرح پہلی صف والے لوگ آپ کی آواز سنتے آخر میں بیٹھنے والے بھی اسی طرح آپ کی آواز سے مستفیض ہوتے جب آپ باہر تشریف لاتے تو مجمع کھڑا ہو جاتا تھا اور آپ کی زیارت کے لیے لوگوں کے جذبات دیدنی ہوتے اور ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا مگر ایک دن ایسے ہوا کہ آپ مجمع کو چیرتے ہوئے مجمع کے درمیان آگئے اور آپ کے استقبال کے لیے ایک شخص بھی کھڑا نہیں ہوا کسی خادم نے دریافت کیا کہ حضور کیا بات ہے؟ تو آپ نے فرمایا لوگوں کے دلوں کی

حکمرانی ہمارے پاس ہے ہم چاہیں تو اُٹھنے دیں اور چاہیں تو نہ اُٹھنے دیں، اُس سے اتنی سی بات آہستہ سے کہی اور اچانک سارا مجمع اُٹھ کھڑا ہوا، فرمایا نہ اُٹھنے کا رنگ بھی دیکھ لیا اب اُٹھنے کا رنگ بھی دیکھ لو جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو مقامِ ولایت عطا فرماتا ہے تو اُسے خلقِ خُدا کے دلوں پر حکمرانی عطا فرماتا ہے اور یہ حکمرانی ہماری دنیا کی حکمرانی سے مختلف ہوتی ہے دنیا کے حکمرانوں کی حکمرانی صرف ظاہر پر اور محدود وقت کے لیے ہوتی ہے مگر ولی اللہ کی حکمرانی مخلوقِ خُدا میں سے ہر ایک پر اور ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے دنیا کا حکمران جب تک کرسی پر رہتا ہے لوگ سلام کرتے ہیں اور جب اُن سے کرسی چھن جاتی ہے تو کوئی اُنہیں خاطر میں نہیں لاتا، مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں، ہزار ہا حکمران دنیا پر حکمرانی کرتے رہے مگر آج اُن کا نام لیوا کوئی نہیں ہے بلکہ جب اُن کی حیات میں اقتدار و حکمرانی اُن سے چھن گئی تو لوگوں نے اُن کا چہرہ بھی پہچاننے سے انکار کر دیا مگر دوسری طرف اللہ کے ولی کی حکمرانی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کو اس دنیا سے پردہ فرمائے بھی تقریباً ہزار سال گزر گئے ہیں مگر آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور شب و روز آپ کے مزار پر قرآن پاک کی تلاوت، تسبیح و تہلیل اور ذکر و فکر کی محافل کا انعقاد جاری رہتا ہے اور لاکھوں لوگ روزانہ فیض یاب ہو رہے ہیں کیونکہ اجمیر نگر کے شہنشاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار سے رخصت ہوتے وقت فرمایا تھا کہ

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا

ناقصاں را پیرِ کامل ، کاملاں را راہنما

حضور غوث الاعظمؓ، حضور بابا فریدالدین گنج شکر، حافظ الملت حافظ محمد صدیق اور دیگر بے شمار اولیاء کرام جن کو پردہ فرمائے صدیاں گزر گئیں مگر اُن کی حکمرانی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانوں کے دلوں پر عطا کی وہ آج بھی قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گی حضور غوث الاعظمؓ نے اپنی کتاب "سر الاسرار" میں ولایت کا ماحصل اور نتیجہ یوں بیان فرمایا ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

تَخَلَّقُوا بِاَخلاقِ اللہ ترجمہ! اپنے اندر خدائی اخلاق پیدا کرو" اور بشری صفات کا لباس اُتار کر صفاتِ الٰہی کا لباس پہن لے، جب انسان بشری لباس اُتار پھینکے اور اخلاقِ الٰہیہ کا لباس پہن لے، بشریت کا رنگ ختم کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اوصاف اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے رنگ میں رنگ لے اور "تَخَلَّقُوا بِاَخلاقِ اللہ" کا رنگ پوری طرح چڑھ جائے تو اسی کو ولایت کہتے ہیں اس مقام کو ایک حدیث قدسی کے ذریعے بیان کیا گیا ہے

لاَ یزال عبدی یتقرب الیٰ با لنوافل حتیٰ احببته فکنت سمعه الذی یسمع به و بصر ، الذی یبصر بهٖ و یده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها ولاِن ساء لنی لا عطینه ولئن استعاذ لی لاُ عیذنهٗ۔۔۔ ترجمہ

!میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پس میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں (کی قوت) بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اس کے سوال کو ہر صورت پورا کروں گا اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو میں یقیناً اسے پناہ دوں گا''

اوصافِ بشریت کا لباس اُتار کر انسان جب اخلاقِ خداوندی کا جامہ زیب تن کر لیتا ہے تو سُنتا انسان ہے مگر سننے کی قوت اللہ رب العزت کی ہوتی ہے دیکھتا بندہ ہے مگر دیکھنے کی قوت اللہ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے پکڑتا بندہ ولی ہے مگر گرفت اللہ رب العزت کی ہوتی ہے بولتا انسان ہے مگر قوت گویائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے چلتا بندہ کامل ہے مگر پاؤں کی قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے گویا اس حدیثِ قدسی کی روشنی میں ولایت کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان قرب کی منزل طے کرتا ہوا اللہ کی بارگاہ میں اس طرح قرب حاصل کر لے کہ بندہ خدا کا ہو جائے اور خدا بندے کا ہو جائے بندہ اللہ تعالیٰ کا ولی بن جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا ولی بن جائے، اللہ تعالیٰ کے کامل ولی حضور غوث الاعظمؓ جب بھی لوگوں سے وعظ فرماتے تو لوگ نہایت عقیدت اور احترام سے وعظ سُنتے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

''جس وقت حضرت شیخ کرسی پر رونق افروز ہوتے اور مختلف علوم میں بیان شروع کرتے

تو لوگ ہیبت وعظمت کی وجہ سے خاموش اور دم بہ سکوت ہوتے۔اچانک درمیان میں فرماتے'' قال گذر گیا،اب ہم حال کی طرف آتے ہیں''۔بس یہ کہنے کی دیر ہوتی کہ لوگوں میں تڑپ وجداور ہاہوشروع ہوجاتی،کوئی رورو کر فریاد کررہاہےتو کوئی کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لیتاہےکوئی بیہوش ہوکر جان جان آفریں کے سپرد کررہاہے۔اکثر اوقات آپ کی مجلس وعظ سے جنازے اٹھتے تھے''

اور جس مسجد میں پیغمبر انسانیت،رسول رحمت حضور نبی کریم ﷺ اور صاحب نہج البلاغہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپؒ کو وعظ ونصیحت اور انسانیت کو تبلیغ کا حکم دیا تھا،آغاز ہی میں آپؒ نے اسی مسجد سے تبلیغ کا سفر شروع کیااور پھر دیکھتے ہی دیکھتے تبلیغ کا یہ علمی و روحانی سلسلہ پوری شدت کے ساتھ گلاب کے پھول کی خوشبو کی مانند پھیلتا گیا،ہر ماہ آپؒ کے واعظ وتقریر کی چار مستقلاً نشستیں ہوا کرتی تھیں ان مجالس میں دنیا اسلام کے عظیم مفکر،سکالرز اور مشائخ کی ایک بڑی تعداد شریک ہوا کرتی تھی اور آپؒ کی اس علمی و روحانی و وجدانی نشست میں کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں کثیر تعداد میں اللہ تعالٰی کے بندے اپنا ہوش وخرد کھو نہ بیٹھتے ہوں،کوئی مضطرب اور بے قرار ہوکر دامانِ چاک تار تار کر بیٹھتا تو کسی کو آپؒ کے کلمات اس کے حجاب قلب کو ہٹا کر فی الحقیقت عاشق ربانی کو عشق کی وادی میں پہنچادیتے

آپؒ کی مجالس سے کئی ایک جنازے اُٹھتے ہوئے دیکھے گئے،آپؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرزاقؒ بیان فرماتے ہیں کہ'' آپؒ کی ہر مجلس میں دو چار آدمی

لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو جاتے تھے“

اور وہ لوگ کتنے خوش قسمت تھے جو ”محبوب“ کا ذکر سُن کر تڑپ تڑپ جایا کرتے ہوں گے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنا شروع کر دیتے ہوں گے ایسے لوگوں پر انسانیت کو رشک آتا ہے، ایک دفعہ مجلس ہو رہی تھی کہ دورانِ مجلس عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والا ایک بڑا پادری وہاں آیا اور ہزاروں کے مجمع میں سرِ عام آپؓ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور اسلام کی روحانیت کو اپنے من میں جاگزیں کیا، اس واقعہ کو خود اس نو مسلم نے بیان فرمایا وہ کہتا ہے کہ ”میں یمن کا رہنے والا ہوں ایک دن اچانک میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ میں اسلام کی نورانیت، پاکیزگی، طہارت، نفاست، لطافت، نظافت اور حقانیت کو اختیار کروں اور دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ جو یمن کی سرزمین پر افضل ترین مسلمان ہو گا اس کے دست حق پرست پر اسلام قبول کروں گا بس اسی سوچ و بچار میں تھا کہ ایک رات خواب میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت سے فیض یاب ہوا آپ نے فرمایا کہ سنان تم بغداد کی سرزمین پر جا کر شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے ہاتھ پر اسلام کی دولت کو قبول فرما لو اس لیے کہ دورِ حاضر میں نہ صرف بغداد بلکہ پوری دنیا کے جملہ افراد سے افضل ترین انسان ہیں“ اسی طرح کا دوسرا واقعہ بھی بہت مشہور ہے جو اپنے اندر حقانیت کے سچے موتی لیے ہوئے ہے

”حضور غوث الاعظمؓ کی بارگاہِ قدسیت میں 13 افراد پر مشتمل ایک جماعت حاضر ہوئی اور آپؓ کے نورانی چہرے کو دیکھتے ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی اور اسلام قبول کرنے

کے بعد ان خوش نصیب اور خوش بخت لوگوں نے خود بیان فرمایا کہ "ہم لوگ عرب سے تعلق رکھنے والے عیسائی کمیونٹی کے افراد ہیں ہم سب نے ارادہ کیا کہ دولتِ اسلام کو اپنے دامن میں سمیٹا جائے بس یہی سوچ کر رات کو سوئے تو ہماری قسمت جاگ اُٹھی خواب کے اندر کسی بزرگِ کامل نے ایک نورانی صورت والے خوبصورت انسان کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا کہ تم سب کے سب اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلو کیونکہ تمہیں جس قدر فیض شیخ جیلانیؒ کے دربارِ گہربار سے حاصل ہوگا کسی اور جگہ سے ممکن نہیں ہے"

ہم چاہیں گے کہ مختصر الفاظ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مشہورِ زمانہ کتاب "فتوح الغیب" کا تعارف بھی قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا جائے تاکہ تشنگانِ روحانیت کے لیے سیرابی کا سامان بن سکے، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی تصنیف کے افتتاحیہ میں ارشاد فرماتے ہیں "یہ چند کلمات ہیں جو "فتوح الغیب" سے مجھ پر ظاہر ہوئے، دل میں اُتر گئے اور بھر گئے، پھر راستی حال نے ان کو باہر لاکر ظاہر کیا اور اللہ کی رحمت و مہربانی سے ان کلمات کو مریدوں اور راہ حق کے طالبوں کی راہنمائی کے لیے قالب گفتار صحیح میں ظاہر کرنے پر میری مدد فرمائی" روحانیت پر مشتمل یہ کتاب 78 مقالات پر مشتمل ہے ہر مقالہ اپنی سطح پر بیش بہا معلومات کا خزینہ ہے ساتویں مقالے کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس کا عنوان ہے "اذہاب غم القلب" یعنی دل کی پریشانی کیوں کر دور ہو؟ ارشاد فرماتے ہیں

"ہر چیز اللہ کو سونپ دے اور اپنے دل کے دروازہ پر اللہ کا دربان بن جا، وہ دل میں آنے کا

جسے حکم دے اسے آنے دے اور جسے منع کرے اسے روک دے پس ہوائے نفس کو دل سے نکل جانے کے بعد پھر دل میں نہ آنے دے"

اس کتاب کے مقالات کے مضامین کا اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے

مقالہ (2) بہتر کاموں کی نصیحت ۔۔۔۔مقالہ (13) احکام خداوندی مان لینے کا بیان۔۔۔۔۔مقالہ (15) خوف ورجاء۔۔۔۔۔۔مقالہ (16) توکل اور اس کے مقامات ۔۔۔۔۔۔مقالہ (18) نزول بلا پر شکایت نہ کرنے کی تاکید۔۔۔۔۔۔۔۔مقالہ (24) بابِ الٰہی کو مضبوط پکڑنے کی تاکید۔۔۔۔مقالہ (27) خیر وشر دو میوے ہیں ۔۔۔۔مقالہ (31) خدا کے لیے بغض اور محبت کرنا۔۔۔۔۔۔مقالہ (53) خوشنودی الٰہی طلب کرنے کی تاکید ۔۔۔۔مقالہ (70) عمل پر مغرور نہ ہونے کی تاکید۔۔۔۔مقالہ (75) آٹھ خصلتوں پر تصوف کی بناء

حکمت میں گوندھے حضور غوث پاکؒ کے اقوالِ زریں

صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی اپنی کتاب "الہدیٰ" میں لکھتے ہیں کہ "صحابہ کرامؓ کی سیرت سازی میں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہاں افروز کا اثر تھا وہاں آپ کے بیان فیض ترجمان کی تاثیر کا بھی اتنا ہی حصہ تھا چھوٹی چھوٹی مگر حکمت و عظمت سے لبریز باتیں، تاثیر، کشش اور کیف میں رچے جملے اور معارف وحقائق کے خزانے اپنے دامن میں لیے ہوئے مختصر اقوال بلاشبہ صحابہ کرامؓ کی سیرتوں پر بے پناہ اثرات چھوڑتے تھے ان سے جہاں ایمان تازہ ہوتا وہاں عرفان کو بھی غذا ملتی یہی رنگ

ہمیں صوفیاء کرام کی محافل میں بھی غالب دکھائی دیتا ہے جب ہم ان کی مجالس و محافل کا احوال اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی محفل و مجلس ایسا چمنستان نظر آتی ہے جس میں ہر گل اپنا رنگ اور اپنی مہک رکھتا ہے، قطرے میں دریا اور ذرے میں صحرا کو انہوں نے سمو کر دکھایا

تو آیئے! آج ہم بھی حضور غوث الاعظمؓ کے اُن پاکیزہ اقوال سے مستفید ہوتے ہیں جن سے کائنات فیض یاب ہو رہی ہے اور پیاسی انسانیت ان "قطروں" میں بند علم و حکمت کے سمندر سے اپنی پیاس بجھا رہی ہے

☆ ظالم حکمران کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اُٹھ کھڑا ہو تو ان کی امداد لازم ہو جائے گی تا کہ یہ کامیاب ہو کر ظالم اور فاسق کو مسند اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک پر از سرِ نو احکام شرعیہ کا نفاذ کر سکیں

☆ تنہا، محفوظ ہے ہر گناہ کی تکمیل دو سے ہوتی ہے

☆ تمام خوبیوں کا مجموعہ سیکھنا اور عمل کرنا پھر اوروں کو سکھانا ہے

☆ جب تک تیرا اترانا اور غصہ کرنا باقی ہے اپنے آپ کو اہل علم میں شمار نہ کر

☆ اے عالم! اپنے علم کو دنیاداروں کے پاس اُٹھنے بیٹھنے سے میلا نہ کر

☆ علم سے مراد عمل ہے اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو دنیا سے بھاگتے کیونکہ علم میں کوئی شے ایسے نہیں جو محبت دنیا پر دلالت کرے

☆ حیات کا دروازہ جب تک کھلا ہے غنیمت جانو وہ جلد ہی تم پر بند کر دیا جائے گا اور نیکی

کے کاموں کو جب تک تمہیں قدرت ہے، غنیمت جانو

☆ اوروں پر ہر دم نیک گماں رکھو اور اپنے نفس پر بدظن رہ

☆ مجھے نیک خو شخص کے ساتھ محبت پسند ہے اگرچہ وہ بدکار ہو، نہ کہ بدخو کے ساتھ جو ہر چند فصیح و بلیغ ہو

☆ گمنامی میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے

☆ ظالم مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت

☆ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں

☆ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے

☆ تیرا کلام بتادے گا کہ تیرے دل میں کیا ہے

☆ عاقل پہلے قلب سے پوچھتا ہے پھر منہ سے بولتا ہے

☆ دنیادار، دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے

☆ بدگمانی تمام فائدوں کو بند کر دیتی ہے

☆ رحمت کو لے کر کیا کرے گا رحیم کو لے

☆ ہر متقی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے

☆ تو تکبر سے نہیں بلکہ تواضع سے بڑا ہوگا

☆ نامحرم عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور پھر یوں کہنا کہ مجھے ان کی طرف مطلق توجہ نہیں، جھوٹ ہے

☆صالح کی زیارت ہی اس کی حالت کا پتہ دیتی ہے

☆امیروں کے ساتھ عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ

☆لوگوں کے سامنے معزز بنا رہ ورنہ افلاس ظاہر کرنے سے لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا

☆اہل غفلت کے پاس بیٹھنا ہی تیری غفلت کی علامت ہے

☆نہ کسی کی محبت میں جلدی کرو اور نہ ہی عداوت ونفرت میں عجلت سے کام لو

☆دنیا کے سمندر سے بے خوف نہ رہ اس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں

☆کسی کو اپنے گھر سے بے سروسامان نہ نکلنا چاہیے اور نہ گھر والوں کو بے سروسامان چھوڑنا مناسب ہے

☆مومن اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم ودینار پر

اللہ تعالیٰ کے کامل ولی بلکہ سید الاولیاء کی مقدس زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ حکمت ودانش کے سانچے میں گوندھا ہوا ملتا ہے آپؓ مزید فرماتے ہیں

○عِظْ نَفْسَكَ اَوَّلًا ثُمَّ عِظْ نَفْسَ غَیْرِكَ "یعنی پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرو، پھر دوسروں کو"

☆اَنْتَ اَعْمٰی کَیْفَ تَعُوْ وَ غَیْرَكَ اِنَّمَا یَعُوْرُ النَّاسَ الْبَصِیْرُ "یعنی تم اندھے ہو کر دوسروں کی راہنمائی کس طرح کر سکتے ہو کیونکہ لوگوں کی راہنمائی تو صاحب بصیرت ہی کر سکتا ہے"

☆ذِهَابُ دِینِکُم بِاَرْبَعَةِ اشیاءَ ، اَلاول ُاِنکم لَا تعلمُونَ بِماَ تعلَمُون۔۔۔ الثانِی اِنکُم تعلَمُونَ بِمَا لَا تعلَمُونَ ۔۔۔اَلثَالِثُ اِنکُم لَا تَتَعَلَمُونَ سماَ لَا تعلَمُون۔۔۔الرابع اِنکم تمنعُو نَ النَاسَ مِن تَعَلم ماَ لَا تعلمُونَ

ترجمہ ! چار باتیں تمہارے دین کو برباد کردیں گی

پہلی ! جس چیز کا تمہیں علم ہے اُس پر عمل نہیں کرتے ہو

دوسری ! یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں ، اُس پر عمل کرتے ہو

تیسری ! یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں ، اُس کا علم حاصل نہیں کرتے ہو

چوتھی ! یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں ، دوسروں کو اُس کا علم حاصل کرنے سے روکتے ہو

○خَالِطُو العُلَمَاء بِحُسنِ الاَدَب وَتَرکِ الاِعتِرَاضِ عَلَیھِم وَ طَلَبِ الفَائدۃِ مِنھِم لِینَالکُم مِن عُلُومِھِم وَتَعُو وُ عَلَیکُم بَرَکَاتُھُم

ترجمہ ! علماء کی خدمت میں حُسنِ ادب ، ترکِ اعتراض حصولِ فائدہ کے لیے حاضری دو تا کہ اُن کے علوم و برکات سے تمہیں فائدہ پہنچے

○مَن عَرَفَ اللہَ عَزوَجَل غَا بَتِ الدنیا وَلَا خِرَۃُ وَ ماَ سِوی الحَقِ عَزوَجَل عَن نَفسِہِ

ترجمہ ! جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا تو دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ اُس کے دل سے غائب ہوگئے

○فَرِغ قَلبَکَ ھُوَ بَیتُ الحَقِ لَا تَدَع فِیہِ غَیرَہ

ترجمہ ! یعنی تیرا دل جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے غیر کو اُس سے نکال دے

☆اِذاَ اَرَدتُ الفَلاحَ فَخَالِفُ نَفسَکَ فِی مُوَافِقَةِ رَبِّك

ترجمہ! اگر تو حقیقی کامیابی چاہتا ہے تو اپنے رب کی اطاعت میں نفس کی مخالفت کر

☆مَا اَجھَلَ مَن نَسی المُسبب وَ ا شتَغَل بِا لسَبب ، نَسِی' البَاقِی وَ فَرِحَ بِالفَانِی ترجمہ! یعنی جو

مسبب کو بھلا کر سبب سے مشغول ہو گیا وہ کس قدر جاہل ہے کہ باقی کو بھول کر فانی سے خوش ہو گیا

☆صُحبَتُکَ لِلاَ شرَارِ تُو قِعُکَ فِی سُوءِ الظَنِ بِا لاَ خیَارِ

ترجمہ! یعنی بروں کی صحبت تمہیں نیکوں کے ساتھ بدگمانی میں مبتلا کر دے گی

○لاَ تغترَ بِعَمَلِ فَاِ نَ الاَ عمَالَ بخوا اتِیمِھَا

ترجمہ! یعنی عمل پر غرور نہ کر کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے

☆اِحذَ رُ مِن بَحرِ الدُنیَا فَقَد غَرَقَ فِیہِ خَلقُ کَثِیرُ

ترجمہ! یعنی دنیا کے سمندر سے بے خوف نہ رہ، اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے

(آپؒ کے اقوال مبارک مذکورہ و مسطورہ بالا ''فتوح الغیب'' اور ''الفتح الربانی'' سے ماخوذ ہیں)

شعر و شاعری کا ذوق

تحقیق سے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ حضور غوث الاعظمؒ نے بہت خوبصورت اور با مقصد شاعری بھی ہے آپؒ کے عربی قصیدہ ''لامیہ'' کو قصیدہ غوثیہ کے نام سے دنیائے اسلام میں شہرہ آفاق اور قبولیت عامہ کا رتبہ ملا ہے تحقیق سے یہ بات بھی ہمارے سامنے آئی ہے کہ امام یافعی نے اپنی کتاب میں حضور غوث الاعظمؒ کا ایک اور عربی قصیدہ ''قصیدہ

بائیہ" کے نام سے ذکر کیا ہے حالانکہ قصیدہ بائیہ۔۔۔۔۔قصیدہ لامیہ کی طرح قبولیت عامہ کے درجے پر فائز نہیں ہوسکا لیکن یہ بات مستند ہے کہ یہ قصیدہ بھی غوث الاعظمؓ ہی کا کلام بلاغت نظام ہے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں "الباز الاشہب" کا ذکر ہے جو حضور غوث الاعظمؓ کے اسم عالیہ کے ساتھ متصف ہے اور آپ نے خود بھی پسند کیا

قصیدہ غوثیہ میں حضور غوث الاعظمؓ نے اپنے اعلیٰ وارفع مقامات روحانی کا تذکرہ کیا ہے اور یہ ذکر تحدیثِ نعمت کے طور پر کیا گیا ہے "فتوح الغیب" کا اگر حاشیہ پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے حضور غوث الاعظمؓ جس وقت قصیدہ غوثیہ کے کچھ اشعار جب پڑھتے تھے تو اشعار پڑھنے کے آخر میں ضرور فرماتے تھے

"وَلَا فَخَرَ وَهٰذَامِن فَضلِ رَبِي "حضرت مولانا سید بہاؤالدین جیلانی ثم المدنی نے "غنیۃ الطالبین" کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ جو سالکانِ طریقت اور طالبانِ طریقت اس قصیدہ کو خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے ہیں اس قصیدہ کے پڑھنے کی وجہ سے سالک کے روحانی مراتب میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے اور یہ بات بھی مشاہدہ میں آئی ہے کہ اگر خوف وہراس کی کیفیت میں یہ قصیدہ پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو دلی سکون واطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے اور اعصاب پر سوار خوف وہراس کا اثر فوری زائل ہو جاتا ہے قارئین کے فائدے اور تشنگانِ تصوف کی سیرابی کے لیے قصیدہ غوثیہ بائیہ اور قصیدہ غوثیہ لامیہ درج کیے دیتے ہیں

قصیدہ غوثیہ بائیہ

مَافِی الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُّسْتَعذَبُ

اِلَّا وَلِی فِیهِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ

عشق ومحبت کی کوئی بھی ایسی شراب نہیں جس کا سب سے خوشگوار اور عمدہ جام میرا نہ ہو

اَو فِی الوِصَالِ مَکَانَةٌ مَخصُوصَةٌ

اِلَّا وَمَنزِلَتِی اَعَزُّ وَاَقرَبُ

اور وصال محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں میری منزلت سب پر فائق اور سب سے قریب تر نہ ہو

وَهَبَت لِیَ الْاَیَّامُ رَونَقَ صَفوِهَا

فَحَلَت مَنَاهِلُهَا وَطَابَ المَشرَبُ

زمانہ نے اپنی ہر پاکیزگی اور خوبی مجھے بطور نذر پیش کردی ہے اور اس کا ہر گھاٹ میرے لیے مبارک اور پانی میرے لیے خوشگوار ہے

وَغَدَوتُ مَخطُوبًا لِکُلِّ کَرِیمَةٍ

لَا یَهتَدِی فِیهَا اللَّبِیبُ وَیَخطُبُ

ہر وہ عالی قدر کمال مجھ سے وابستہ کردیا گیا ہے جس کو صاحب استعداد لوگ بھی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ وہ اس کے حاصل کرنے میں بھٹک کر رہ جاتے ہیں

أَنَا مِنْ رِجَالٍ لَايَخَافُ جَلِيسُهُم

رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَايَرىٰ مَايَرْهَبُ

میں ان افراد میں سے ہوں جن کے پاس بیٹھنے والا زمانہ کے حوادث سے گھبراتا ہے اور نہ کسی ڈراؤنی شے سے خوفزدہ ہوتا ہے

قَوْمٌ لَهُم فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ

عُلْوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَرْكَبُ

وہ ایسے افراد ہیں کہ ہر عزت وشرف میں ان کا بلند مرتبہ ہے اور ہر جماعت میں انہیں امتیاز خاص حاصل ہے

أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ أَمْلِي رَوْحِهَا

طَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ أَشْهَبُ

میں عندلیب مسرت ہوں کہ باغِ طرب میں مستانہ وار چہچہاتا رہتا ہوں اور عالم ملکوت میں باز اشہب ہوں (جو طاقت پرواز اور تیز رفتاری میں مشہور ہے)

أَضْحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيئَتِي

طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَايَعْزُبُ

عشق ومحبت کی تمام قوتیں اپنی خوشی سے میری مطیع ہوگئی ہیں اور جس وقت بھی میں اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس کو اپنے سے دور نہیں پاتا

اَصبَحتُ لَااَملاً وَلَااُمنِیَۃً

اَرجُوا وَلَامَوعُودَۃً اَترَقَّبُ

اب میں کسی بات کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ کسی مقرر وعدہ کا منتظر رہتا ہوں

مَا زِلتُ اَرتَعُمَیَادِینِ الرِضیٰ

حتیٰ وَہِبتُ مَکَانَۃً لَاتُوہَبُ

میں رضامندی اور قربِ الٰہی کے سبزہ زاروں سے اول دن سے ہی مستفید ہوں اور اب مجھ کو وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا جاتا

اَضحی الزَمَانُ کَحُلَۃِ مَرقُومَۃِ

تَزھُو وَنَحنُ لَہٗ الطِرَازُالمُذھَبُ

زمانہ اپنے عمدہ مزین اور منقش لباس پر ناز کر رہا ہے اور ہم ہی اس کے نقش و نگار کے جوہر حسن ہیں

اَفَلَت شُمُوسُ الاوَلِینَوَشَمسُنَا

اَبداَعَلی فَلَکِ العُلےٰ لَاتَغرُبُ

اگلے لوگوں کا آفتاب ڈوب چکا ہے ہمارا آفتاب آسمان رفعت پر درخشاں ہے جو کبھی غروب نہ ہوگا

قصیدہ غوثیہ لامیہ

سَقَانِي الحُبُّ كَاَسَاتِ الوِصَالِ

فَقُلتُ لِخَمرَتِي نَحوِی تَعَالِ

عشق نے مجھے پیالے وصال کے پلائے پس میں نے کہا میری شراب میرے پاس آ

سَعَت وَمَشَت لِنَحوِی فِی کُئُوسٍ

فَهِمتُ بِسُکرَتِی بَینَ المَوَالِ

پس وہ میری طرف چلی اور کاسوں میں آ گئی پس میں حیران ہو گیا اپنے نشہ سے میں سمجھا دوستوں میں ہوں

فَقُلتُ لِسَائِرِ الاَقطَابِ لُمُّوا

بِحَالِی وَادخُلُوا اَنتُم رِجَالِ

پس میں نے تمام دوستوں کو مژدہ دیا کہ تم بھی میرے ہی رنگ میں آ ؤ کیونکہ تم لوگ بھی مرادراہ حق ہو

وَهُمُّوا وَاشرِبُوا اَنتُم جُنُودِی

فَسَاقِی القَومِ بِالوَافِی مَلَالِ

اور ہمتیں باندھ کر پیو کیونکہ تم میرے لشکر ہو کیونکہ ساقی قوم نے میرے جام شراب سے لبا لب بھر دیے ہیں

شَرِبتُم فُضلَتِی مِن بَعدِ سُکری

وَلَانِلتُم عُلُوِی وَاتِصَالِ

تم نے میری بچی شراب پی لی ہے جب مجھے نشہ ہو چکا اور نہ پہنچے تم میری بلندی مرتبہ اور اتصال کو

مَقَامُکُمُ العُلےٰ جَمعًا وَلٰکِن

مَقَامِی فَوقَکُم مَازَالَ عَالِ

گو تم سب لوگوں کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام تم سب سے بلند ہے اور یہ بلندی جا نہیں سکتی

اَنَا فِی حَضرَۃِ التَّقرِیبِ وَحدِی

یُصَرِفنِی وَحَسبِی ذُوالجَلَالِ

میں درگاہِ خداوندی میں تقریب اور نزدیکی رکھتا ہوں کہ پھیر دیا ہے میرے حال کو اس نے اور میرے لیے ذوالجلال کافی ہے

اَنَا البَازِی اُشھَبُ کُلِّ شَیخ

وَمَن زَافِی الرِجَالِ اُعطےِ مِثَالِ

میں باز اشہب ہوں ہر شیخ کے لیے اور کون ہے میرے مانند مردوں میں جس کا مرتبہ ایسا ہو

کَسَانِی خِلقَۃً بَطرَازِ عَزمِ

وَتَوَّجَنِی بِتِیجَانِ الکَمَالِ

پہنایا مجھ کو خلعت اور جامہ علم وارادے کا اور سر پر تاج رکھا تو جہائے کمال کا

وَ اَطلَعنِی عَلیٰ سِرٍ قَدِیم

وَقَلَّدَنِی وَاَعطَانِی سُوَالِ

اور واقف کیا مجھ کو قدیم بھید پر اور گردن بند ڈالا میری گردن میں اور دیا مجھے جو مانگا

وَوَلّانِی عَلَی الاقطَابِ جَمعًا

فَحُکمِی نَافِذٌ فِی کُلِّ حَالِ

اور حاکم کیا مجھ کو تمام اقطاب (یعنی جملہ اولیاء پر) پس حکم جاری ہے میرا ہر حال میں

وَلَو اَلقَیتُ سِرِی فِی بِحَارِ

لَصَارَالکُلُ غَورًا فِی الزَوَالِ

اور اگر ڈال دوں میں اپنا راز دریاؤں میں تو کل دریا میں بیٹھ جائیں اس طرح کہ پھر نہ عود کریں

وَلَو اَلقَیتُ سِرِی فِی جِبَالِ

لَدُکَّت وَاختَفَت بَینَ الرِمَالِ

اور اگر ڈال دوں میں اپنا راز پہاڑوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور چھپیں پہاڑیاں پہاڑوں میں

وَلَو اَلقَیتُ سِرِی فَوقَ نَارِ

لَخَمِدَت وَانطَفَت مِن سِرِ حَالِ

اور اگر ڈال دوں میں اپنا راز آگ پر بجھ جائے اور خاک ہو جائیں اس کے شرارے

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّی فَوْقَ مَیْتٍ

لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اور اگر ڈال دوں میں اپنا راز مردے پر اُٹھ کھڑا ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے

وَتُخْبِرُنِی بِمَا یَاْتِی وَیَجْرِی

وَتُعْلِمُنِی فَاَقْصِرُ عَنْ جِدَالٍ

اور خبر دی مجھ کو ہر اس چیز کی کہ آئی اور جاری ہونے والی تھی اور آگاہ کیا مجھ کو پس کم کر

مُرِیدِی ھِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّی

وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ بِالْاِسْمِ عَالٍ

اے مریدو! میرے لیے دل سے قصد کرو اور خوش ہو بیباک و غنی ہو اور جو میں کہوں وہ

میرا نام بزرگ ہے

مُرِیدِی لَا تَخَفْ اللہُ رَبِّی

عَطَانِی رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ

اے مرید میرے نہ ڈر اللہ مالک ہے میرا مجھے خدا نے رفعت دی ہے میں مراتب عالیہ

پر فائز ہوں

حُسنِ اخلاق کا پیکر

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں حد درجہ رفعت اور جلالت شان عطا فرما رکھی تھی مگر اس کے باوجود آپؒ حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ عاجزی اور انکساری آپؒ کا طرہ امتیاز تھا، حالانکہ دستورِ دنیا تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں اگر کسی کو تھوڑی بہت معاشرہ عزت دیتا ہے تو وہ آسمان پر اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اپنے آپ کو عرشی مخلوق تصور کرتے ہوئے فرشی مخلوق کو ''کیڑے مکوڑوں'' سے تشبیہ دینے سے بھی گریز نہیں کرتے، مگر ایک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں جو ''غوث الاعظمؒ'' اور ''محی الدین'' کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود انتہائی عاجزی اور انکساری کا پیکر نظر آتے ہیں اگر ہم آپؒ کے اخلاقِ کریمانہ کا مطالعہ کرلیں تو سب چیزیں ہم پر آشکار ہو جاتی ہیں، آپ کے معاصرین آپ کی خوبصورت شخصیت کے ہر پہلو کے بارے میں رطب اللسان نظر آتے ہیں، شیخ ابوالمظفر معمر جرادہ فرماتے ہیں

''آپ سے زیادہ بلند اخلاق، فراخ حوصلہ، کریم النفس، نرم دل اور عہد دوستی نبھانے والا شخص میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس قدر جلالت شان، عظمت اور وسعت علم کے باوجود راستہ میں کھیلتے بچوں کے ساتھ ٹھہر جاتے۔ بڑوں کی عزت کرتے، کمزوروں کے پاس اُٹھتے بیٹھتے اور غریبوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آتے۔ آپ کبھی بھی کسی وزیر یا بادشاہ کے دروازے پر نہیں گئے۔

(قلائد الجواہر: صفحہ 19)

عموماً یہ دیکھا گیا کہ آپؒ کی محفل میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے والا ہر شخص یہی تصور کرتا تھا کہ شیخ کی زیادہ نظرِ عنایت مجھ پر ہے اور اگر روزانہ کی بناد پر منعقدہ محفل میں موجود دوستوں میں سے جو لوگ موجود نہ ہوتے، ان کی خیریت دریافت فرماتے، کوئی بیمار ہو جاتا تو خود اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لے جاتے تھے، رفقاء اور متعلقین کی غلطیوں سے درگزر فرماتے اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم کھا بیٹھتا تو اسے سچا سمجھ لیتے اور اس سلسلے میں اپنے ذاتی علم کا اظہار نہ فرماتے

امام الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف البرزالی الاشبیلی آپکی پروقار شخصیت کا مرقع ان الفاظ میں کھینچتے ہیں: ''آپ علماء فقراء اور عوام کا مرجع تھے اور اکابرین اسلام کے ایک رکن، عوام وخواص سب نے آپ سے فیض حاصل کیا، مستجاب الدعوات تھے۔ اگر کوئی خوف یا رفت کی بات کی جاتی تو فوراً آنکھوں میں آنسو آ جاتے، ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ رقیق القلب، خنداں رو، کریم النفس، فراخ دست، وسیع العلم، پاکیزہ اخلاق اور عالی نسب تھے۔ عبادات اور مجاہدے میں آپ کا مقام بہت بلند تھا'' (قلائد الجواہر، ص 7,8) مختلف مشائخ کبار نے آپؒ کی شخصیت کے حوالے سے اپنے اپنے انداز اور سوچ کے مطابق تحریر کیا ہے فرماتے ہیں ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ ہنس مکھ، شرم وحیا کے پیکر میں گوندھے، خوش طبع، دوستدار، خوش اخلاق، نرم خو، سبک رفتار، شفیق ومہربان، ہمیشہ احباب کی خوشی پر خوش ہوتے اور انہیں رنجیدہ دیکھ کر افسردہ ہو جایا کرتے تھے آپؒ کی زبان شستہ تھی اور الفاظ بھی ٹھہر ٹھہر کے استعمال کیا کرتے تھے،

آپؒ اپنے لیے کبھی بھی کسی پر غضبناک نہیں ہوئے البتہ اگر کسی نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبی کردی تو پھر اس کے لیے معافی کی گنجائش نہیں ہوتی تھی

آپؒ کی دہلیز سخاوت سے کبھی کسی کو خالی ہاتھ جاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ لوگوں کو اپنی اپنی جھولیوں اور کاسہ دامن کو بھر کر جاتے ہوئے دیکھا گیا حتیٰ کہ اگر کسی سائل نے آپؒ سے اپنے جسم پر پہنے ہوئے لباس کی خواہش کا اظہار بھی کیا تو آپؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے وہ بھی عطا فرما دیا، اللہ تعالیٰ کے قرب نے آپؒ کو ادب سے مرصع ومزین کر دیا تھا بلکہ اُنس ومحبت تو آپ کے ہم نشین تھے آپؒ کے دریائے کرم اور ''آبِ زُلال'' سے ہر کس وناکس سیراب ہو رہا تھا کشف آپؒ کی غذا اور مشاہدہ جمال الٰہی آپؒ کے لیے شفا تھی، آپؒ کا ظاہر شریعت محمدی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اور باطن نورِ حقیقت الٰہی سے مجلیٰ ومُصفیٰ تھا

الغرض آپ کی زندگی مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا کامل نمونہ تھی اور آپؒ نے زندگی کا ہر لمحہ سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں بسر کیا اور اگر آپؒ کی سیرت طیبہ بالخصوص اخلاقِ کریمہ کا احاطہ کرنا چاہیں تو اس کے لیے کثیر تعداد میں صفحات درکار ہیں، بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ زندگی کے ہر طبقہ خیال اور مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ آپؒ کے دربارِ گہربار میں اپنے لئے کشش، جاذبیت، دلکشی اور رعنائی کا نیا جہان پاتے اور اطمینان قلب حاصل کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، پیغمبر انسانیت، رسول رحمت حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق

''اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ'' کا پرتو تھے آپؒ اپنے آستانہ پر آنے والے مہمانوں کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے تھے اور آپؒ کی یہ بھی عادت کریمہ تھی کہ آپؒ نے کبھی بھی ظالم، غرور و نخوت کے سانچے میں ڈھلے اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان کے ہاں قیام نہیں فرمایا مگر مروجہ خانقاہی نظام (الا ماشاءاللہ) کا جب ہم مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ بات ہمارے مشاہدہ میں آتی ہے کہ فقر و تصوف کا نام نہاد چولہ و جبہ پہنے بہت سے ''صوفیاء'' کو ظالم، متکبر، اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور زرِ کثیر رکھنے والوں کے ہاں قیام کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے جس کی جیب بھاری نظر آتی ہے اسے تو آستانوں کے ''سجادگان'' اپنے پہلوئے خاص میں بٹھاتے ہیں اور جو ظاہری طور پر پھٹے پرانے چیتھڑوں میں ملبوس ہوتا ہے اسے سب سے پچھلی صف میں بیٹھنے کا ''حکم'' صادر کیا جاتا ہے نام نہاد جعلی وڈیرہ پیروں کو بعض اوقات مالدار مریدوں کے گیت گاتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے مگر خانقاہِ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف کا خانقاہی نظام سب سے الگ تھلگ ہے اور پیاسی دھرتی کے بے ریا فقیر سجادہ نشین جنابِ پیر میاں عبدالخالق القادری کی شخصیت میں بھی سرکار غوث الاعظمؒ کے حسنِ اخلاق کی جھلک نظر آتی ہے آپ بھی بلا امتیاز اپنی درگاہ شریف پر حاضری کی سعادت حاصل کرنے والوں کے ساتھ نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور آپ کا دھیما لہجہ جو مٹھاس سے بھرپور اور مقناطیسی کشش کا حامل ہوتا ہے ملنے والوں کو اپنی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے اور آج الحمدللہ لاکھوں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں

حضور سید خالد غوث محمد شاہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے مرید اور سجادہ نشین برکت العصر، بے ریا مردِ درویش جناب پیر مخدوم محمد بابر نوشاہی قادری آف گوجرانوالہ اور سادگی و عاجزی کا سرچشمہ درویش صفت شخصیت، حکیم الملت جنابِ حکیم محمد ریاض احمدِ شہید، صاحب تصنیف کتب کثیرہ اور خلیفہ دارالاحسان کو بھی راقم نے دیکھا ہے کہ وہ بھی سراپا عجز وانکساری کا مجسمہ نظر آتے ہیں اور امیر غریب کا فرق کیے بغیر حُسنِ سلوک کے ساتھ پیش آتے ہیں

اللہ تعالیٰ جملہ سلاسل کے صوفیاء کو اپنے ارادت مندوں کے ساتھ احسن اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی توفیق دے (آمین)

اخلاقی زوال قومی بگاڑ کا سبب بنا

اگر تاریخ کے صفحات کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں جس قوم اور ملک نے اپنے اخلاق و کردار میں بگاڑ پیدا کیا تو پھر دیکھا گیا کہ ذلت و رسوائی اس قوم کا مقدر بن گئی اور اس قوم کو اللہ رب العزت نے زمین کے اوپر ہی نیست و نابود فرما دیا اور آج اس کا نام و نشان بھی آپ کو نہیں ملے گا، مسلمان قوم ہی پر نظر ڈال لیں کہ ابھی عروج سے زوال تک کے سفر کو ایک صدی بھی مکمل نہیں ہوئی ہم سب سے زیادہ پسماندہ قوم بن گئے ہیں وجہ؟ صاف ظاہر ہے اخلاقیات کا نہ ہونا ہے

قرآن کریم نے جگہ جگہ اخلاقیات کا سبق دیا ہے اور بانی اسلام پیغمبر انسانیت رسول رحمت حضور نبی کریم صلی الہ علیہ وآلہ وسلم تو خود اخلاقِ کریمہ کا عملی نمونہ تھے اور

آپ ﷺ نے تو واضع ارشاد فرمایا کہ "میزانِ عدل پر سب سے زیادہ وزنی چیز انسان کے اچھے اخلاق ہوں گے" ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو خصلتیں زیادہ پسندیدہ ہیں سخاوت اور حسنِ خلق" کسی سے خوشروئی و خندہ پیشانی کے ساتھ بات کرنا بھی نیکی ہے

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ "مجھے دو چیزیں بنیادی اور پسندیدہ نظر آتی ہیں جن میں ایک بھوکوں کو کھانا کھلانا اور دوسرا حسنِ اخلاق کا مظاہرہ ہے اگر مجھ کو ساری دنیا کی دولت مل جائے تو میں اسے فاقہ کشی میں مبتلا لوگوں کو کھانا کھلانے میں صرف کردوں اور ہر انسان سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتا رہوں، کارلائل نے اخلاق کے حوالے سے بہت اچھا نظریہ پیش کیا ہے کہا "حکومت وہی لوگ کرتے ہیں جو حُسنِ اخلاق کا سرچشمہ ہوتے ہیں" اور "تمدن عرب" "وتمدن ہندیہ" کے مصنف موسیو لیبان نے کہا ہے کہ "یہ تو ممکن ہے کہ تمام قوم فلاسفر اور حکماء کی پوری جماعت سے بے نیاز ہو جائے لیکن کوئی قوم اخلاق کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی"

راقم کی خواہش ہے کہ کرامات بیان کرنے کی بجائے حضور شیخ غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ کی انسان دوستی اور انسانیت کی خدمت کے حوالے سے خوبصورت واقعات پیش کروں کیونکہ پیغمبر انسانیت رسول رحمت حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "خَیرُ النَّاسِ مَن یَنفَعُ النَّاس" "تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو انسانیت کے لیے فائدہ مند ہے" اور آپ ﷺ نے بہترین اسلام کیا ہے؟ کے جواب میں ارشاد فر

مایا تھا کہ ''سلام کو عام کرنا اور بھوکوں کو کھانا کھلانا'' حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی ہمیشہ بھوکوں کو کھانا کھلانے اور انسانیت کی خدمت ہی کو اپنی معراج سمجھا ہے اور دُکھی، لاچار اور بے بس دبے کس انسانیت کی خدمت کر کے آپ کو دلی سکون واطمینان نصیب ہوتا تھا

خود تو کھاتے نہیں اوروں کو کھلا دیتے ہیں
کیسے صابر ہیں محمد ﷺ کے گھرانے والے

دُکھی انسانیت کے ساتھ دوستی اور ہمدردی کے ہزاروں واقعات میں سے چند ایک واقعات درج کیے دیتے ہیں کہ حضور غوث الاعظمؒ نے کس طرح انسانیت کے ساتھ ہمدردی کی ''روزانہ لاکھوں روپے تحائف ونذرانہ کی صورت میں آتے مگر آپؒ شام کا سورج ڈھلتے ہی تمام کے تمام روپے ضرورت مندوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے آپؒ کی دہلیز سخاوت پر کبھی بھی کسی کو کسی طور خالی ہاتھ جاتے نہیں دیکھا گیا اور ایک ہجوم تھا جو آستانہ عالیہ قادریہ غوثیت مآب سے روز وشب استفادہ کر رہا تھا، آپؒ کی دہلیز سخاوت سے جب بھی کسی نے سوال کیا آپؒ نے ہمیشہ سوالی کی جھولی کو اس کی من مانگی مرادوں سے بھر دیا کیونکہ آپؒ صاحبِ دستِ سخا مشہور تھے اللہ کا ولی ہوتا ہی صاحب دستِ سخا ہے جس نے جو بھی مانگا عطا فرمادیا اور لکھنے والے لکھتے ہیں کہ اکثر تو یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ سائل کی جھولی پھیلانے سے پہلے ہی اس کی جھولی کو بھر دیا کیونکہ کسی سوالی کو خالی موڑنا آپ سخت ناپسند فرمایا کرتے تھے آپؒ ہی کا ارشاد ہے ''مستحق و

غیر مستحق راہدہ کہ مولیٰ تعالیٰ ہر دو رابد بد" حضرت ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور روایت ہے کہ ایک دن ایک بہت بڑا تاجر آپؒ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میرے پاس زکوٰۃ کی ایک بھاری رقم موجود ہے اور میری خواہش ہے کہ یہ ساری رقم مستحقین میں تقسیم کروں مگر میرے سروے کے مطابق مجھے کوئی بھی مستحق نظر نہیں آرہا ہے اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ اس پر حضور غوث الاعظمؒ نے خوبصورت ارشاد فرمایا کہ "مستحق و غیر مستحق کی تمیز کیے بغیر دونوں کو دے دو تا کہ پروردگارِ عالم تم سے راضی ہو کر تمہیں وہ عنایت فرمائے جس کے تم مستحق ہو اور وہ بھی عطا فرمائے جس کے تم مستحق یعنی حقدار نہیں ہو"

لیکن ہمارے ہاں ایک تو کسی کو دینا تو در کنار کسی سے ویسے بھی حال احوال نہیں پوچھتے کہ کسی غریب کے روز و شب کیسے گزر رہے ہیں؟ ہر آدمی نفسا نفسی کی بیماری میں مبتلا ہے، کسی کو کسی سے کوئی غرض نہیں ہے کوئی مرتا ہے، کوئی سڑتا ہے، کوئی جلتا ہے، سڑے، مرے، جلے ---------خود غرضی کے سمندر میں غرق انسانیت کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے، ہر آدمی اپنے دھندوں میں مصروف عمل ہے ایک انسان، دوسرے انسان کا ویری بن چکا ہے، یہاں پر تو بھائی بھائی کا دشمن ہے اگر کہیں تھوڑا بہت انسانیت میں پیار اور رشتے ناطے کا احترام نظر آرہا ہے تو راقم کی سوچ اور تحقیق کے مطابق یہ بھی جینوئن اولیاء اللہ کی محبت بھری تبلیغ اور حُسنِ اخلاق کا کرشمہ ہے، اگر جینوئن صوفیاء اور علماء کرام اس دھرتی پر نہ ہوتے تو آج دنیا کشت و خون کا منظر

پیش کرتی، موجودہ دور کے جینوئن صوفیاء نے اپنے اکابرین کی روش پر عمل کرتے ہوئے انسانیت سے محبت کا رشتہ برقرار رکھا ہوا ہے اور آج محبت و یگانگت کی خیرات تقسیم کرتی یہ خانقاہیں اپنی اپنی جگہ بہتر کام کر رہی ہیں آج کہیں سے قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائے دلنواز سنائی دے رہی ہے تو وہ بھی جینوئن اولیاء اللہ اور علماء حق کے فیضان کا صدقہ ہے

حضور غوث الاعظمؒ کی سخاوت کے بارے میں حضرت ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور چند دوسرے مشائخ عظام غوث الاعظمؒ کی بارگاہ میں حاضر تھے تو اچانک آپؒ کی زبان سے بے ساختہ نکلا اور حاضرین محفل کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا کہ اس وقت میں مظہر جود و سخا ہوں جس کے دل میں جو بھی خواہش ہو مانگ لے آج جو بھی اس در سے مانگو گے عطا فرمایا جائے گا بس اِن الفاظ کا سننا تھا کہ شیخ ابوسعید نے ترکِ دنیا، شیخ قائد نے قوتِ مجاہدہ، شیخ عمر بزاز نے خوف خدا، شیخ حسن قادری احوال باطنی میں ترقی، شیخ جمیل نے حفظِ اوقات، شیخ ابوالبرکات نے عشق غوثیت مآب اور شیخ خلیل نے مرتبہ فضیلت کے حصول کی استدعا کی اس مجلس میں دو شخص ایسے بھی تھے جنہوں نے دنیاوی مناصب میں ترقی و سرفرازی کی خواہش کا اظہار بھی کیا سب کی حاجتیں اور سوالات سننے کے بعد حضور غوث الاعظمؒ نے ارشاد فرمایا "كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا" حضرت ابوالخیر ہی کا بیان ہے کہ "واللہ دیدم کہ ہر کہ ہر چہ طلب کرد بداں میدا زمگر شیخ خلیل کہ ہنوز وقتش نرسیدہ بود"

غوثِ اعظمؒ کے اخلاق ومحامد

شیخ حراوہ نامی ایک بزرگ نے بہت سے بزرگوں کو اپنی زندگی میں دیکھا تھا آپؒ کے متعلق وہ فرماتے ہیں

''میں نے اپنی زندگی میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے بڑھ کر کوئی خوش اخلاق ، فراخ حوصلہ، کریم النفس ، رقیق القلب ، محبت اور تعلقات کا پاس کرنے والا نہیں دیکھا آپؒ اپنی عظمت اور عُلوِ مرتبت اور وسعت علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے بڑے کی توقیر کرتے سلام میں سبقت فرماتے ، کمزوروں کے پاس اُٹھتے بیٹھتے ، غریبوں کے ساتھ تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آتے ، حالانکہ آپؒ کبھی کسی سر برآوردہ یا رئیس کے لیے تعظیماً کھڑے نہیں ہوئے اور نہ کسی وزیر یا حاکم کے دروازے پر گئے (قلائد الجواہر)

شیخ محی الدین ابوعبداللہ محمد بن حامد البغدادی آپؒ کے متعلق فرماتے ہیں ''غیر مہذب بات سے انتہائی دور، حق اور معقول بات سے بہت قریب ، اگر احکام خداوندی اور حدود الٰہی میں سے کسی پر دست درازی ہوتی تو آپ کو جلال آجاتا، خود اپنے معاملہ میں کبھی غصہ نہ آتا تھا، کسی سائل کو کبھی بھی خالی ہاتھ واپس نہ لوٹاتے ، خواہ بدن کا کپڑا ہی کیوں نہ اُتار کر دینا پڑے (قلائد الجواہر)

الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف البرزالی اشبیلی آپؒ کا ذکران الفاظ میں کرتے ہیں'' آپ مستجاب الدعوات تھے اگر کوئی عبرت اور رقت کی بات کی جاتی تو جلدی

آنکھوں میں آنسو آجاتے، ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول رہتے، شگفتہ رو، کریم النفس، فراخ دست، بلند اخلاق اور عالی نسب تھے، عبادات ومجاہدات میں آپؒ کا پایہ بلند تھا، حضرت شیخ موفق الدین بن قدامہ مصنف کتاب ''المغنی'' فرماتے ہیں

''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ذات گرامی خصائل حمیدہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھی آپؒ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے نہیں دیکھا''

شیخ عبدالرحمٰن بن شعیب فرماتے ہیں ''حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ بے حد منکسر المزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے مساکین اور غربا پر بے حد شفقت فرماتے اور فرماتے کہ ''امیروں کی تو سب عزت کرتے ہیں ان غریبوں سے کون محبت کرتا ہے''

استغناء

آپؒ کے استغناء کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر کسی بادشاہ، امیر یا وزیر کے گھر نہیں گئے اور نہ کبھی ان کے عطیات قبول کیے، اگر کبھی آپ کی مجلس میں خلیفہ کی آمد ہوتی تو قصداً اُٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے دولت خانہ کے اندر تشریف لے جاتے اور جب خلیفہ اور اس کے ساتھی بیٹھ جاتے تو باہر تشریف لاتے یہ اس لیے تھا کہ خلیفہ کے لیے آپؒ کو تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے، جہاں تک ممکن تھا آپؒ دنیا داروں سے اجتناب کرتے جب ایسے لوگ آپ کی مجلس میں آتے تو آپ ان کو نہایت سخت الفاظ میں وعظ و نصیحت کرتے اور فرماتے کہ ان کے دل کا میل بہت سخت ہے اور تند وتیز الفاظ کی سختی ہی اسے کھرچ سکتی ہے''

جب آپؒ کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر فرماتے کہ "یہ میت ہے" پھر جب کوئی بچہ فوت ہو جاتا تو آپ پر کچھ اثر نہ ہوتا کیونکہ اس کے پیدا ہوتے ہی اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتے تھے، کمالِ استغناء یہ تھا کہ بعض اوقات مجلسِ وعظ کے دوران آپ کے لڑکوں کی رحلت کی خبر آتی آپؒ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون" پڑھ کر خاموش ہو جاتے اور پھر اپنا وعظ جاری رکھتے جب میت کو غسل دے کر مجلس میں لایا جاتا تو آپ منبر سے اُتر کر نمازِ جنازہ پڑھاتے

عجز وانکسار

عجز وانکسار کی دو قسم ہوتی ہیں ایک عجز وانکسار تو رب العزت کے حضور ہوتا ہے اور دوسرا معمولات زندگی میں۔۔۔۔۔رب العزت کے حضور تو سیدنا غوث الاعظمؓ کے عجز و انکسار کا کوئی نظیر ہی نہیں تھا ہر لحہ اپنے خالق کے حضور گڑگڑاتے ہیں اور اس کی رحمت و بخشش کے طالب رہتے ہیں آپؒ کے عجز و انکسار کے بارے میں شیخ سعدی نے "گلستان" میں ایک حکایت لکھی ہے فرماتے ہیں "عبدالقادر گیلانیؓ را دیدند در حرمِ کعبہ روئے بر حصا نہادہ بود ے گفت، اے خداوند بہ بخشا مائے واگر مستو جب عقوبتم، مُرا بروزِ قیامت نابینا برانگیز، تا در روئے نیکاں شرمسار نہ باشم"

ترجمہ! شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ حرمِ کعبہ کے اندر کنکریوں پر سر رکھے ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ اے خداوند کریم مجھے بخش دے اور اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو روزِ محشر مجھے اندھا اُٹھانا تاکہ میں نیکوں کے سامنے شرمسار نہ ہو سکوں"

”ہاں ایسے برگزیدہ کردار بندوں کے طفیل، دوسروں کو اپنی بخشش کی امیدیں بندھی ہوتی ہیں اور عام معمولاتِ زندگی میں آپؒ کے عجز وانکسار کا یہ عالم تھا کہ کوئی بچہ بھی آپؒ سے مخاطب ہو کر بات کرتا تو آپؒ ہمہ تن گوش ہو جاتے، مفلوک الحال لوگوں کو گلے لگاتے، فقراء، نادار اور غریبوں کے کپڑے صاف کرتے، خود بازار جا کر سودا سلف خریدتے، گھر میں بیماری ہوتی تو خود ہی اپنے ہاتھ سے آٹا پیس لیتے پھر خود ہی گوندھتے، روٹیاں پکاتے اور بچوں کو کھلاتے، اکثر آپ پانی کا گھڑا، دوش مبارک پر رکھ کر کنویں سے پانی لے آتے، اگر آپ سفر میں ہوتے تو وہاں بھی خود ہی کھانا پکاتے اور اپنے رفقاء میں تقسیم فرماتے، خدام عرض کرتے کہ حضور! یہ کام ہمیں کرنے دیجیے، آپ نہ مانتے اور فرماتے ”اس میں حرج ہی کیا ہے کہ میں یہ کام کرلوں“

ایک دفعہ خچر پر سوار آپؒ کہیں جا رہے تھے، راستے میں کچھ فقراء کھانا کھا رہے تھے انہوں نے آپ کو کھانے میں شرکت کی دعوت دی آپؒ خچر سے اُتر پڑے اور ان کے ساتھ کھانا کھایا اور فرمایا ’اللہ کو تکبر ناپسند ہے“، ایک دفعہ ایک گلی میں چند بچے کھیل رہے تھے اور آپؒ کا گزر ادھر سے ہوا ایک بچے نے آپؒ کو روک لیا اور کہا میرے لیے ایک پیسہ کی مٹھائی بازار سے خرید لایئے، آپؒ کی جبین مبارک پر شکن تک نہ آئی اور فوراً بازار جا کر ایک پیسہ کی مٹھائی لا کر اس بچے کو دی، اس طرح کئی اور بچوں نے آپ سے مٹھائی لانے کو کہا اور آپ نے ہر ایک کی خواہش پوری کی۔۔۔۔!

اعلائے کلمۃ الحق

آئینہ جوان مردی حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

(اقبال)

آپ کی حق گوئی اور بے باکی نے اُس دور کے سلاطین واُمراء کے محلات میں زلزلہ برپا کر دیا تھا کھری اور سچی بات کہنے میں آپ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کا لحاظ نہیں کرتے تھے اور اس بارے میں کسی مصلحت یا خوف کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیتے تھے کوئی طبقہ ایسا نہیں تھا جو آپ کے دائرہ اصلاح سے باہر ہو، تاریخ بتاتی ہے کہ آپ معروف کا حکم دیتے اور منکر سے روکتے تھے، خلفاء کو، وزیروں کو، قاضیوں کو اور مجسٹریٹوں کو، خواص کو، عوام کو اور سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ کام بڑی صفائی کے ساتھ بھرے مجمع میں اور برسرِ منبر ہوتا تھا جو خلیفہ کسی ظالم کو حاکم بناتا آپ اس پر نکیر و گرفت فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت آپ کو حق کے اظہار سے نہ روکتی ایک دفعہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے قاضی ابو الوفاء یحیٰ بن سعید کو جو ''ابن المرجم الظالم'' کے لقب سے مشہور تھا بغداد کا قاضی مقرر کیا، لوگوں میں سخت بے چینی پیدا ہوئی، سیدنا غوث الاعظمؓ کو جب اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو آپ نے برسرِ منبر خلیفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا'' تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو سخت ظالم ہے کل جب تم اپنے خالق کے سامنے پیش ہو

گے تو کیا جواب دو گے؟ وہ مالکِ دو جہاں تو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے'' کہتے ہیں کہ خلیفہ آپؒ کے یہ ارشاد سن کر تھر تھرا اُٹھا اور استار و یا کہ داڑھی تر ہو گئی اور اسی وقت قاضی یحیٰ ابن سعید کو منصب قضاء سے برطرف کر دیا۔۔۔۔!

مشہور ہے کہ آپؒ خلیفہ کے نام اپنے مکتوب میں نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے اس کے غلط احکام پر اُسے ٹوکتے اور نیکی کی تلقین کرتے یہاں تک لکھ دیتے کہ ''عبدالقادر تمہیں فلاں بات کا حکم دیتا ہے خلیفہ کی مجال نہیں تھی کہ آپؒ کے احکام سے سرتابی کرے وہ آپؒ کے مکتوبات کا نہایت احترام کرتا اور آپ کے ارشادات پڑھ کر کہتا ''بے شک شیخ سچ فرماتے ہیں انہوں نے مجھ کو راہ راست دکھائی ہے'' غرض آپ کی حق گوئی اور بے باکی ایک ضرب المثل بن گئی تھی

بسیار گوئی سے پرہیز

آپ بسیار گوئی سے سخت پرہیز کرتے تھے خاموش رہنا پسند کرتے تھے اور ضرورت کے سوا کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے البتہ خلاف شریعت کوئی کام ہوتے دیکھ کر خاموش رہنا آپ گناہ سمجھتے تھے اسی طرح وعظ و نصیحت کے وقت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے آپ خاموشی کو ترک فرمادیتے تھے آپ کے دہن مبارک سے کبھی کسی نے کوئی ناشائستہ اور غیر ضروری بات نہیں سنی

مریضوں کی عیادت

بیماروں کی عیادت کرنے اوران کی دیکھ بھال کرنے میں اسلام نے عظیم رتبہ عطافرمایا ہے اور بہت زیادہ ثواب سے نوازا ہے حضور سیدنا غوث الاعظمؓ اس سے پوری طرح آگاہ تھے اس لیے آپؓ ثواب کے حصول کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے مریضوں کی عیادت کے لیے آپؓ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے مریضوں کو تسلی دیتے تھے اوراُن کے لیے دُعائے صحت فرماتے تھے

آپؓ کے ملنے والوں میں سے کوئی اگر کسی وجہ سے غیر حاضر ہوتا تو آپؓ بے چین ہو جایا کرتے تھے اور فرماتے کہ جاؤ فلاں کا پتہ کر کے آؤ کہ اُسے کیا ہوا ہے؟ اگر کوئی بیمار ہوتا تو آپ عیادت کے لیے اُس کے پاس تشریف لے جاتے اوراگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو آپؓ اُس کی مصیبت رفع کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے

حضور غوث الاعظمؓ کی وسعتِ نظر

حضرت غوث الاعظمؓ کے علم وعرفان کی شہرت جب دور دراز کے ملکوں اور شہروں تک پھیل گئی تو بغداد شریف کے اجل فقہا میں سے ایک سو فقہا آپؓ کے علم کا امتحان لینے کی غرض سے حاضر ہوئے اوران فقہا میں سے ہر ایک فقیہہ بہت سے پیچیدہ مسائل لے کر حاضر ہوا جب وہ سب فقیہہ بیٹھ گئے تو آپؓ نے اپنی گردن مبارک جھکا لی اور آپؓ کے پسینہ مبارک سے نور کی ایک کرن ظاہر ہوئی جو اُن سب فقہا کے سینوں پر پڑی جس سے اُن کے دل میں جو جو سوالات تھے وہ سب سلب ہو گئے وہ سخت پریشان

اور مضطرب ہوئے سب نے مل کر زور سے چیخ ماری اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنی پگڑیاں پھینک دیں

ثُمَّ صَعِدَ الْكُرْسِيَّ وَاَجَابَ الْجَمِيعَ

عَمَّا كَانَ عِنْدَ هُمْ فَا عتَرَفُوْ ا بِفَضْلِهِ

یعنی اس کے بعد آپ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور ان کے سوالات (جو اپنے دلوں میں لے کر حاضر ہوئے تھے) کے جوابات ارشاد فرمائے جس پر سب فقہاء نے آپؒ کے علم و فضل کا اعتراف کر لیا (جامع کرامات الاولیاء للعلامہ النبہانی، جلد 1 ص 201۔۔۔قلائد الجواہر، صفحہ 33 طبقات الکبریٰ، جلد 1 ص 128۔۔۔نذھۃ الخاطر الفاتر، ص 68، 69۔۔۔تفریح الخاطر، ص 51)

محدث ابنِ جوزی کا اعترافِ کمال

مشہور محدث و مورخ علامہ ابن جوزی سیدنا حضور غوث الاعظمؒ کے ہمعصر تھے اور ابتداء میں سیدنا غوث الاعظمؒ کے مخالف تھے اور آپؒ کے ارشادات اور مواعظ پر وقتاً فوقتاً اعتراض کرتے رہتے تھے اور حافظ ابو العباس احمد بجی کے اصرار پر وہ بھی مجلس غوثیہ میں حاضر ہوئے تھے اور مجلس مذکورہ بالا میں موجود تھے اور حافظ ابو العباس موصوف جب ان سے غوث اعظمؒ کے بیان فرمودہ تفسیری نکات کے متعلق پوچھتے تھے کہ کیا آپ کو ان کا علم ہے تو گیارہ تفسیری نکات تک تو علامہ ابن جوزی اثبات میں جواب دیتے رہے لیکن جب سیدنا غوث الاعظمؒ نے بارھواں نکتہ بیان کیا تو علامہ ابن

جوزی کو اپنا علم جواب دیتا ہوا نظر آیا اور انہوں نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے معلوم نہیں اور پھر بارھویں سے چالیس نکات تک علامہ ابنِ جوزی یونہی اپنے علم کی بے بسی کا اعتراف کرتے رہے اور حیرت واستعجاب کے عالم میں سر دھنتے رہے آخر بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے ''اب میں قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتا ہوں'' لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔۔۔ پھر جوشِ ہیجان میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور آپ کے قریب پہنچ کر آپؓ کے تبحر علمی اور عظمت کا اعتراف کرلیا، حافظ ابوالعباس مذکور و موصوف کہتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر حاضرین مجلس کے جوش واضطراب کا ٹھکانہ نہ رہا

﴿علامہ ابنِ جوزی 510ھ/1116ء میں بغداد میں پیدا ہوئے اور 597ھ/1200ء میں فوت ہوئے زبردست خطیب اور واعظ تھے قریباً تین سو کتابیں تصنیف کیں جیسا کہ علامہ ابنِ کثیر نے ''البدایہ والنہایہ'' جلد 13 ص 28 میں لکھا ہے''وفات سے پہلے انہوں نے وصیت کی تھی کہ میں نے اپنی زندگی میں جن قلموں سے احادیث لکھی تھیں ان کا تراشہ میرے حجرے میں محفوظ ہے مرنے کے بعد مجھے غسل دیں تو غسل کا پانی اس تراشہ سے گرم کریں چنانچہ اُن کی وصیت پر عمل کیا گیا تراشہ اتنا کثیر تھا کہ پانی گرم ہو کر بھی بچ رہا، جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا اور حنبلی مذہب کے حافظ الحدیث تھے﴾

حضور غوث الاعظمؓ کے فکری خطبات سے چند جھلکیاں

کسی کامل انسان کے نطق سے نکلے ہوئے الفاظ کسی گمراہ انسان کے لیے راہ ہدایت کا کام سرانجام دیتے ہیں پیغمبر انسانیت، رسول رحمت حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے وہ خوبصورت الفاظ جن کو احادیث کا درجہ حاصل ہے ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے بعد آج بھی جمیع انسانیت کے لیے راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور جس جس نے بھی اِن احادیث مبارکہ سے راہنمائی لینے کی کوشش کی ہے کامیابی وکامرانی کا تاج اُسی کے سر سجا ہے

آج بھی اگر ذلت وخواری میں مبتلا اُمت مسلمہ احادیث مبارکہ کو وردِ زبان اور حرزِ جاں بنالے تو تحت الثریٰ سے نکل کر اوجِ ثریا تک پہنچ سکتی ہے اگر آپ صاحب نہج البلاغہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات پر مشتمل "نہج البلاغہ" کا مطالعہ کریں تو آپ کو "نہج البلاغہ" کا ہر باب اور باب کی ہر سطر اور سطر کا ہر لفظ اور لفظوں کا ہر حرف انسانیت کے لیے کامل راہنمائی دیتا ہوا نظر آتا ہے اور آج بھی اُمت "نہج البلاغہ" سے راہنمائی لیتی ہوئی نظر آتی ہے اسی طرح حضور غوث الاعظمؓ کے خطبات بھی انسانیت کو راہنمائی فراہم کرنے میں اپنا ایک اہم رول ادا کر رہے ہیں آج ہم قارئین کی دلچسپی اور نصیحت کے لیے چند ایک خطبات کے چیدہ چیدہ اقتباس درج کیے دیتے ہیں، ریا کاری کے بارے میں آپؓ نے فرمایا "ریاکار کا ظاہر تو صاف مگر دل گندہ ہوتا ہے وہ شرعی مباح چیزوں سے بھی زہد کرتا ہے کسب حلال سے اجتناب کرتا ہے ہاں مذہب کو

اپنی روٹی کا ذریعہ بناتا ہے اس کی حقیقت عوام کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے مگر خاص لوگ اس کو برابر دیکھتے رہتے ہیں اس کی ساری اطاعت وزُہد بناوٹی ہوتا ہے اس کا باطن خراب ہوتا ہے، افسوس ناک ہوگا اگر تم نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت دل سے ہوتی ہے نہ کہ جسم سے یہ ساری چیزیں عبادت کی دل سے باطن سے اور معانی سے تعلق رکھتی ہیں تو اس نعمت ظاہری کی کسوتوں سے عریاں ہو جاتا کہ نعمت باطنی کی بے بہا خلعت سے سرفراز ہو جائے اس لباسِ مکر کو اُتار دے تا کہ وہ تجھے حقیقت کا لباس زیب تن کرا دے اس لباسِ کاہلی کو اتار دے اس لباس خوشامد و نفاق کو اُتار کر پھینک دے ان شہوتوں، رعونتوں اور عجب و نفاق کی بھڑک دار پوشاک کو اتار کر خاکستر بنا دے تا کہ تیرے لیے حقیقی محبت کا لباسِ فاخرہ حقیقی عظمت کا حُلہء بہشتی اس قادر مطلق کی طرف سے انعام میں مل جائے

(بہ مقام مدرسہ معموریہ، 19 شوال المکرم ۵۴۵ھ روز شنبہ بوقت شام)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''مَن حسن الاسلام ترکہ مالا یقبیہ ''اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑنا سکھاتا ہے جو بے مقصد و بے معنیٰ ہیں جس شخص نے اپنے اچھے اسلام کا ثبوت دیا وہ مقصدی کام کرتا ہے اور غیر مقصدی کاموں سے دور ہوتا ہے کیونکہ جن کاموں کا کوئی اصولی مقصد نہ ہو وہ بے کاروں اور بوالہوسوں کے کاروبار ہیں، وہ شخص رضائے مولا سے محروم ہے جو ایسے کام نہیں کرتا جن کا حکم دیا گیا

ہے اور وہ کام کرتا ہے جن کا حکم نہیں ۔۔۔۔۔ یہ یقیناً محرومی ہے بلکہ یہ تو موت ہے اور ایک قسم کی رب کے در سے دوری ہے

دنیا کے کاموں میں مصروفیت کے لیے نیت صالح شرط ہے ورنہ تباہی ہے پہلے تو تم دل کی صفائی کا کام کرو کیونکہ یہ تو فرض ہے پھر کہیں معرفت کی طرف جانا، اگر تم جڑ ہی کھود دو تو بھلا ڈالیوں سے کیا ملے گا؟ دل اگر نجس، اعضاء طاہر ہوں تو فائدہ؟ اعضاء بھی اس وقت پاک ہوں گے جبکہ تم کتاب و سنت پر عامل ہو گے دل محفوظ ہو تو اعضاء بھی محفوظ رہیں گے، برتن میں جو ہوتا ہے وہی نکلتا ہے دل میں تمہارے جو ہو گا وہی تمہارے اعضاء سے صادر ہو گا"

مومن کی علامت

حضور سیدنا غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں "محبت الٰہی کا تقاضا ہے کہ تو اپنی نگاہوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف لگا دے اور کسی کی طرف نگاہ نہ ہو یوں کہ اندھوں کی مانند ہو جائے جب تک تو غیر کی طرف دیکھتا رہے گا اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں دیکھ پائے گا پس تو اپنے نفس کو مٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جا، اس طرح تیرے دل کی آنکھ فضلِ عظیم کی جانب کھل جائے گی اور تو اس کی روشنی اپنے سر کی آنکھوں سے محسوس کرے گا اور پھر تیرے اندر کا نور باہر کو بھی منور کر دے گا، عطائے الٰہی سے تو راحت و سکون محسوس کرے گا اور اگر تو نے نفس پر ظلم کیا اور پھر مخلوق کی طرف نگاہ کی تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری نگاہ بند ہو جائے گی اور تجھ سے فضلِ خداوندی رُک جائے گا" تو دنیا

کی ہر چیز سے آنکھیں بند کر لے اور کسی چیز کی طرف نہ دیکھے جب تک تو چیز کی طرف متوجہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ کا فضل اور قرب کی راہ تجھ پر نہیں کھلے گی، تو حید، قضائے نفس محویت ذات کے ذریعے دوسرے راستے بند کر دے تو تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا عظیم دروازہ کھل جائے گا تو اسے ظاہری آنکھوں سے دل، ایمان اور یقین کے نور سے مشاہدہ کرے گا، مزید فرماتے ہیں ''تیرا نفس اور اعضاء غیر اللہ کی عطا اور وعدہ سے آرام وسکون نہیں پاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سے آرام وسکون پاتے ہیں''

(فتوح الغیب مع قلائد الجواہر، ص103)

ولی اللہ کی عظمت وفضیلت

آپؒ فرماتے ہیں'' جب بندہ مخلوق، خواہشات، نفس، ارادہ اور دنیا وآخرت کی آرزوؤں سے فنا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی مقصود نہیں ہوتا اور یہ تمام چیزیں اس کے دل سے نکل جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے محبوب ومقبول بنالیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور مخلوق کے دل میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے پھر بندہ ایسے مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے قرب کو محبوب رکھتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اس پر سایہ فگن ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ رحمت الٰہی کے دروازے کبھی بھی اس پر بند نہیں ہوں گے اس وقت وہ اللہ کا ہو کر رہ جاتا ہے پس کے ارادہ سے ارادہ کرتا ہے اور اس

کے تدبر سے تدبیر کرتا ہے اس کی چاہت سے چاہتا ہے اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے اور صرف اللہ کے حکم کی پابندی کرتا ہے (فتوح الغیب مع قلائد الجواہر، المقالہ السادسۃ والخمسون، ص100)

حضور غوث الاعظمؒ کی نظر میں مقامِ محبت

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور غوث الاعظمؒ سے کسی نے پوچھا کہ ''محبت کیا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا محبت، محبوب کی طرف سے دل میں ایک تشویش ہوتی ہے پھر دنیا اس کے سامنے ایسی ہوتی ہے جیسے انگوٹھی کا حلقہ یا چھوٹا سا ہجوم، محبت ایک نشہ ہے جو ہوش ختم کر دیتا ہے، عاشق ایسے محو ہیں کہ اپنے محبوب کے مشاہدہ کے سوا کسی چیز کا انہیں ہوش نہیں، وہ ایسے بیمار ہیں کہ اپنے مطلوب (یعنی محبوب) کو دیکھے بغیر تندرست نہیں ہوتے وہ اپنے خالق کی محبت کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے اور اُس کے ذکر کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتے'' (بہجۃ الاسرار)

صدق کی تعریف

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے صدق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ

(1) اقوال میں صدق تو یہ ہے کہ دل کی موافقت قول کے ساتھ اپنے وقت میں ہو

(2) اعمال میں صدق یہ ہے کہ اعمال اس تصور کے ساتھ بجالائے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے اور خود کو بھول جائے

(3) احوال میں صدق یہ ہے کہ طبیعتِ انسانی ہمیشہ حالتِ حق پر قائم رہے اگر چہ دشمن کا خوف ہو یا دوست کا ناحق مطالبہ ہو (المرجع السابق، ص 235)

وفا کی تعریف

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے پوچھا گیا کہ وفا کیا ہے؟ تو آپؒ نے ارشاد فرمایا ''وفا یہ ہے کہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے نہ تو دل میں ان کے وسوسوں پر دھیان دے اور نہ ہی ان پر نظر ڈالے اور اللہ کی حدود کی اپنے قول اور فعل سے حفاظت کرے، اُس کی رضا والے کاموں کی طرف ظاہر و باطن سے پورے طور پر جلدی کی جائے (بہجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبۃ مما یدل علی قدم راسخ، ص 235)

خوف کی تعریف

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے خوف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ ''اس کی بہت سی قسمیں ہیں (1) خوف ------ یہ گناہگاروں کو ہوتا ہے (2) رہبہ ------ یہ عابدین کو ہوتا ہے (3) خشیت ----- یہ علماء کو ہوتی ہے'' نیز ارشاد فرمایا ''گناہگار کا خوف عذاب سے، عابد کا خوف عبادت کے ثواب کے ضائع ہونے سے اور عالم کا خوف طاعات میں شرک خفی سے ہوتا ہے''

پھر آپؒ نے فرمایا ''عاشقین کا خوف ملاقات کے فوت ہونے سے ہے اور عارفین کا خوف ہیبت و تعظیم سے ہے اور یہ خوف سب سے بڑھ کر ہے کیوں کہ یہ کبھی دور نہیں

ہوتا اوران تمام اقسام کے حاملین جب رحمت ولطف کے مقابل ہو جائیں تو تسکین پاتے ہیں (المرجع السابق)

وجد کی تعریف

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ سے جب وجد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا ''روح اللہ تعالیٰ کے ذکر کی حلاوت میں مستغرق ہو جائے اور حق تعالیٰ کے لیے سچے طور پر غیر کی محبت دل سے نکال دے (بہجۃ الاسرار)

شکر کی تعریف

جب شکر کے بارے میں شیخ عبدالقادر جیلانیؓ سے دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ ''شکر کی حقیقت یہ ہے کہ عاجزی کرتے ہوئے نعمت دینے والے کی نعمت کا اقرار ہو اور اسی طرح عاجزی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسان کو ماننے اور یہ سمجھ لے کہ وہ شکر ادا کرنے سے عاجز ہے (بہجۃ الاسرار)

حضور غوث الاعظمؓ کے تبلیغی اثرات

ایک طالب علم کی حیثیت سے اگر تاریخ کے ساتھ ساتھ تصوف کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ جملہ سلاسل کے مشائخ صوفیاء قال اللہ وقال الرسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کا ہی سبق دے رہے تھے۔ مگر قبیلہ اولیاء کے سرِ خیل حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا

جب مطالعہ کرتے ہیں تو آپؓ ہمیں ایک نئے اور بالکل منفرد انداز سے شریعت محمدیہ ﷺ کی بالادستی اور تمام معاملات میں رضائے الٰہی کے حصول میں مصروف عمل نظر آتے ہیں۔

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے ''احوال وآثار'' پر لکھی گئی کتاب میں دانشور جناب سید محمد فاروق القادری کا پیراگراف درج کیے دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ '' آپ نے فلسفیانہ مباحث، منطقی طرز استدلال اور عقلی موشگافیوں کے برعکس قرآن کا سادہ، فطری اور دلنشین طریقہ اختیار کیا۔ یونانی علوم کی بھرمار کلامی بحثوں میں الجھے ہوئے معاشرے کیلئے یہ آواز پیغام ورحمت ثابت ہوئی۔ یوں لگتا تھا جیسے لوگ اس دلکش اور زندگی بخش دعوت کیلئے بیقرار تھے۔

جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی کا بیان ہے ''ارشاد وتلقین کا جو ہنگامہ حضرت جیلانیؓ نے برپا کیا وہ اسلامی تصوف کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ شیخ جیلانی کی تعلیم سے افغانستان اور اسکے قرب وجوار میں ایک زبردست دینی انقلاب آیا اور ہزاروں آدمیوں نے ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کی'' (تاریخ مشائخ چشت: صفحہ 108)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ '' آپ کے تجدیدی کارنامے اور اسلام کو اس کی اصل شکل میں پیش کرنے کی دعوت کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قبولیت بخشی کہ دنیائے اسلام میں آپ شیخ الشیوخ اور پیر پیراں کے معزز القاب سے یاد کئے گئے۔ اپنے فرزند گرامی کو وصیت کرتے ہوئے آپ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے۔ آپ کے مسلک کو سمجھنے کیلئے ہمارے

پاس اس سے بڑی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: "او صیك بتقوی الله وطاعته ولزوم ظاهر الشرع وسلامة الصدر وسخاء النفس وبشاشة الوجه و بذل الندی و کف الاذی ،وحمل الاذی والفقر وحفظ حرمات المشائخ و حسن العشرة مع الا خوان والنصیحة للاصاغر وترك الخصومة مع الافارق وملازمة الا یثار و مجانبة الا دخان۔" (فتوح الغیب ،مقالہ: صفحہ 75) میں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرو، ظاہر شریعت کی پابندی کرو، سینہ کو پاک، نفس کو کشادہ اور چہرہ تروتازہ رکھو۔ جو چیز عطا کرنے کے قابل ہو اسے عطا کرتے رہو، ایذا دہی سے بازرہو، تکالیف پر صبر کرو، بزرگوں کی عزت واحترام کا خیال رکھو، برابر والوں کے ساتھ حسن سلوک اور کم عمر والوں کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے سے پیش آؤ، احباب سے جھگڑا نہ کرو، قربانی وایثار کا جذبہ اپناؤ، مال ودولت کی ذخیرہ اندوزی سے بچو۔۔۔!

فقر کی حقیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " حقیقت الفقران لاتفطقر الی من هو مثلك "

فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی ہی جیسی ہستی (یعنی مخلوق میں سے کسی) کا محتاج نہ رہ!" فتوح الغیب" اور "الفتح الربانی" کا ایک ایک لفظ کتاب وسنت پر عمل کی دعوت ہے۔ ان کتابوں میں تعلق باللہ، رضائے الٰہی اور دنیا کی بے ثباتی کے مضامین کو اس خوبصورتی سے لایا گیا ہے جس سے انسان کے دل میں خود بخود عمل کا جذبہ ابھرتا ہے۔

حضور غوث الاعظمؓ کی خرقِ عادات کرامات

اگر تعصب اور تنگ نظری کی عینک اُتار کر لاریب کتاب قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو ان گنت واقعات ملیں گے جنہیں کرامت خرق عادت و معجزہ کہہ سکتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں معجزات ، اصحابِ کہف کا خوبصورت واقعہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کی اپنے درباریوں سے گفتگو اور تختِ بلقیس کا پلک جھپکنے سے پہلے حاضر ہونا غرضیکہ انبیاء کرام کے بے شمار معجزات درج ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں اور جو لوگ معجزات و کرامات کا انکار کرتے ہیں اُنہیں اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اُتار کر لاریب کتاب قرآن پاک کی حقیقت کو سمجھنا ہوگا، عقائد کی مشہور و معروف کتاب ''شرح عقائد نسفی'' کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت ہم پر منکشف ہوتی ہے کہ کرامت کیا چیز ہے؟ اس کتاب میں درج ہے کہ ''کراماتِ اولیاء حق ہیں اور ولی وہ ہے جو ذات وصفات الٰہی کا عارف، امکانی حد تک اطاعت الٰہی کا پابند، گناہوں سے مجتنب، شہوات ولذات سے روگرداں ہو اور وہ کرامت اس کی طرف سے کسی خرق عادت واقعے کے ظہور کو کہتے ہیں کرامت کے حق ہونے کی دلیل صحابہ کرام اور اُن کے بعد کے بزرگوں سے وہ متواتر واقعات ہیں جن کا انکار ممکن نہیں ہے خصوصاً ایسے امور جو مشترک پائے جاتے ہیں اگرچہ اُن کی تفصیل خبر واحد کے ذریعے پہنچتی ہے اور قرآن مجید بھی کرامات کے ظہور پر ناطق وشاہد ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے حضرت مریم کا واقعہ اور سلیمان علیہ السلام کے صحابہ کا واقعہ، کرامات کے وقوع کے ثبوت کے

بعد ان کے جواز کی بحث بے فائدہ ہے کراماتِ ولی سے خرقِ عادت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے معمولی وقت میں لمبی مسافت طے کر لینا اور اس کی مثال آصف بن برخیا کا دور دراز مسافت سے پلک جھپکنے سے پہلے تختِ بلقیس لانا ہے۔۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔۔۔ جیسے ضرورت کے وقت طعام، پانی اور لباس منگوا لینا۔۔۔۔۔۔۔ جیسے مریم بی بی کہ جب حضرت زکریا محراب میں ان کے پاس گئے تو انہوں نے اس کے پاس کھانے کی چیزیں دیکھیں تو پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟ انہوں نے کہا اللہ کی طرف سے۔۔۔۔۔ اور جیسے پانی پر چلنا، چنانچہ بے شمار اولیاء سے منقول ہے اور ہوا میں اُڑنا۔۔۔۔۔۔۔ جیسے جعفر بن ابو طالب اور لقمان سرخسی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ جیسے بے زبان چیزوں اور بے زبان جانوروں کا بولنا۔۔۔۔۔ بے جان چیزوں کے بولنے سے متعلق سلمان فارسی اور ابو الدرداء سے روایت ہے کہ ان کے سامنے پیالے سے تسبیح پڑھنے کی آواز آئی اور انہوں نے سنی اور بے زبان جانوروں کے بارے میں وہ روایت ہے کہ ایک شخص بیل پر بار لادے ہوئے آنحضرت ﷺ کے سامنے سے گزرا، بیل نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف رُخ کر کے کہا "میں اس لیے پیدا نہیں ہوا، میں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا ہوا ہوں، لوگوں نے کہا سبحان اللہ بیل بول رہا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرا اس پر ایمان ہے اور جیسے مصیبتیں ہٹا دینا یا دشمن سے بچا لینا وغیرہ، اس کی مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کے منبر نہاوند میں اپنے لشکر کو دیکھنا اور امیر لشکر کو

اے ساریہ پہاڑ، پہاڑ پکار کر پہاڑ کے پیچھے سے چھپ کر دشمن کے حملے سے خبردار کرنا ہے اور اسی طرح ساریہ کا اتنی دور سے یہ آواز سن لینا یا حضرت خالدؓ کا بغیر کسی نقصان کے زہر پی لینا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا، ایسے اتنے واقعات ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا'' بعض صوفیاء میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ شریعت اور طریقت دو الگ الگ حقیقتیں ہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اس فاش غلطی کا ازالہ کیا ہے اور واضح فرمایا کہ شریعت اور طریقت ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں چنانچہ شیخ محمد یوسف کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں ''اپنے ظاہر کو ظاہر شریعت سے اور باطن کو باطن شریعت یعنی حقیقت سے آراستہ پیراستہ رکھیں کیونکہ حقیقت اور طریقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت اور طریقت سے مراد ہیں نہ یہ کہ شریعت اور ہے اور طریقت و حقیقت کچھ اور، کہ یہ الحاد اور زندقہ ہے (مکتوب امام ربانی، مترجم قاضی عالم الدین نقشبندی، مطبوعہ لاہور 2000ء جلد اول مکتوب نمبر 57)

طریقت بے شریعت نیست واصل حقیقت بے طریقت نیست حاصل

''طریقت میں اگر شریعت نہیں تو واصل (اللہ سے ملانے والی) نہیں اور آدمی جب تک طریقت کے آداب کو اختیار نہیں کرے گا، حقیقت اس کے ہاتھ نہیں آئے گی''

ایک اور مکتوب میں سید احمد قادری کو تلقین فرماتے ہیں ''شریعت اور طریقت ایک دوسرے کا عین ہیں اور حقیقت میں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہیں'' (ایضاً) شریعت اور طریقت کو الگ الگ تصور کرنے کے خیال کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی بد

عقیدگی کہتے ہیں اور اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں چنانچہ شیخ فرید بخاری کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں "ایسے برے اعتقاد سے اللہ کی پناہ، طریقت اور شریعت ایک دوسرے کے عین ہیں اور بال بھران کے درمیان فرق نہیں ہے فرق صرف اجمال اور تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے جو کچھ شریعت کے مخالف ہے مردود ہے" کُلُّ حَقِیقَۃٍ رَدَّتہُ الشَّرِیعَۃُ فَھُوَ زَندِقَۃٌ' اور جس حقیقت کو شریعت نے رد کر دیا وہ زندقہ ہے" یہ فکر بھی پروان چڑھتے ہوئے محسوس ہونے لگی ہے کہ ظاہر اور ہے اور باطن اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس اصول کی بنیاد پر نام نہاد صوفیاء اپنے آپ کو شریعت کی پابندی سے آزاد کرنا چاہتے تھے یہ فاسد خیال آج بھی کئی خانقاہوں سے پروان چڑھ رہا ہے مولانا حمید الدین بنگالی کے نام ایک مکتوب میں اس خیال کا رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "شریعت ظاہری اعمال کا نام اور یہ معاملہ اس جہان میں باطن سے تعلق رکھتا ہے ظاہر ہمیشہ شریعت کے ساتھ مکلف ہے اور باطن اس معاملہ میں گرفتار ہے چونکہ یہ جہان دار عمل ہے باطن کو ظاہری اعمال سے بڑی مدد ملتی ہے اور باطن کی قیادت شریعت کے بجالانے پر، جو ظاہر سے تعلق رکھتی ہے منحصر اور موقوف ہیں پس اس جہان میں ہر وقت ظاہر و باطن کے لیے شریعت کا ہونا ضروری ہے ظاہر کا کام شریعت پر عمل کرنا ہے اور اس کے نتائج و ثمرات باطن کے نصیب ہیں پس شریعت تمام کمالات کی ماں اور تمام مقامات کا اصل ہے"

کرامات و خوارق کا ظاہر ہونا کسی کی ولایت کی شرط و دلیل نہیں، دنیا میں بے شمار عامل

پائے جاتے ہیں جو نہ خدا کو مانتے ہیں اور نہ ہی نبوت ورسالت پر ایمان رکھتے ہیں مگر محیر العقول کرشمے دکھائی دیتے ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ زمانہ قربِ قیامت دجال کا ظہور ہوگا جو بڑے بڑے کرشمے دکھائے گا اور قرآن حکیم میں بھی ساحرین فرعون کے کرشموں کا ذکر ملتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ کرشمے دکھانا دلیل صداقت نہیں اور یہ کہ اس کے لیے ولایت تو کجا ایمان ہونے کی دلیل بھی نہیں ہوگی معلوم ہوا کہ ولایت کے لیے کرامت ضروری نہیں مگر بعض لوگ کرامات کو ولایت کا معیار تصور کرنے لگے کیونکہ ایک ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ اس کی زندگی کا ہر قول وفعل پیغمبر انسانیت رسول رحمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق ہو، دنیائے اسلام میں جس قدر کرامات کا صدور آپ کی ذات کے حوالے سے معروف ہے شاید ہی کوئی ایسا ولی اللہ ہو جس کی اس قدر کرامات وفضائل کتابوں کے اندر موجود ہوں اگرچہ ولی اللہ کی ذات سے کرامات کا صدور کوئی انوکھی بات نہیں ہے کیونکہ جن کو خود اللہ تعالیٰ اپنی لاریب کتاب قرآن پاک میں اپنا دوست ڈیکلئیر فرمادے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوسکتا ہے "اَلَآ اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ "(القرآن) بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ حزن میں مبتلا ہیں۔۔۔۔۔اگر طفیلی نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک اُمتی ہزاروں میل دور پڑے تختِ بلقیس کو "قَالَ الَّذِی عِندَہٗ عِلمٌ مِّنَ الکِتٰبِ اَنَا اٰتِیکَ بِہٖ قَبلَ اَن یَّرتَدَّ اِلَیکَ طَرفُکَ" کی روشنی میں لاسکتا ہے تو

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے حضور غوث الاعظمؓ کو تو اولیاء اللہ کا سردار بھی کہا جاتا ہے آپؓ قبیلہ اولیاء اللہ کے سرِ خیل ہیں آپؓ کی ذاتِ مبارکہ سے ایسے واقعات کا صدور کیوں نہیں ہوسکتا؟ ہم اختصار کے پیش نظر چیدہ چیدہ کرامات سپردِ قرطاس کیے دیتے ہیں

''ایک مرتبہ آپؓ اپنے تدریسی اوقات کے دوران طلبہ کے اذہان میں علم وحکمت اُجاگر کررہے تھے اور بڑے انہماک سے طلبہ آپؓ کی علم وحکمت اور فہم وفراست کے سانچے میں ڈھلی باتیں سُن رہے تھے کہ اچانک آپؓ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی مبارک چادر میں چھپالیا، چند لمحوں کے بعد جب آپؓ نے اپنے ہاتھوں کو باہر نکالا تو آپؓ کی آستین سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور اس وقت طلبہ کی وہ کیفیت تھی کہ وہ اپنے اُستاذ کے سامنے بولنا گستاخی تصور کرتے تھے اور ایسے حالات کے بارے میں استفسار نہ کرسکے جو اُن کے سامنے رونما ہوئے لیکن طلبہ نے ذہانت کا ثبوت دیا اور اُس دن کی تاریخ اور وقت نوٹ کرلیا، ٹھیک دو ماہ کے بعد کچھ سوداگر حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی بارگاہِ غوثیت مآب میں تحفے تحائف لے کر حاضر ہوئے، تاجروں سے جب اس کیفیت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے اپنا سارا واقعہ من وعن بیان کردیا کہ یہاں سے دو ماہ کے فاصلے پر ہمارا جہاز چلا آرہا تھا کہ بیک وقت سمندر میں طلاطم پیدا ہوا اور ہمارا جہاز ہچکولے کھانے لگا بس ہمارا جہاز ڈوبنے ہی والا تھا کہ ہم نے اس عالم بے بسی وبے کسی میں حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی شخصیت کا

تصور ذہن میں رکھتے ہوئے "یَا شَیخ عبدُالقادِر جیلانی شَیئاً لِلّٰہ "کا نعرہ مستانہ بلند کیا اور بس نعرہ مستانہ بلند کرنے کی دیر تھی کہ اچانک سمندر کی بھپری ہوئی لہروں اور طلاطم خیز موجوں سے ایک نورانی ہاتھ بلند ہوا جس نے طلاطم خیز موجوں اور بھپری ہوئی لہروں میں ہچکولے کھاتی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا دیا، طلبہ نے جب تاریخ، دن اور وقت کا موازنہ کیا تو وہی وقت، دن اور تاریخ جوانہوں نے نوٹ کی تھی درست ثابت ہوئی

شیخ حماد کا مفلوج ہاتھ ٹھیک ہو گیا

کیمیائی، بزاز اور ابوالحسن علی رحمہم اللہ اجمعین کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ بروز چہارشنبہ 27 ذی الحجہ 529ھ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شونیزیہ کے قبرستان میں فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے جب آپؒ شیخ حمادؒ کے مزار پر پہنچے اس وقت بہت سے لوگ آپ کے ہمرکاب تھے جن میں مشائخ کی ایک بڑی تعداد شامل تھی آپ کافی دیر تک شیخ حمادؒ کے مزار پر کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا اور گرمی بڑھ گئی تب آپ وہاں سے آگے بڑھے آپؒ کے رُخ انور پر فرحت و مسرت کے آثار نمایاں تھے، حاضرین میں سے کچھ مشائخ نے عرض کیا کہ حضور! آپ اور لوگوں کی قبروں پر تو چند لمحوں کے لیے ٹھہرے مگر شیخ حمادؒ کے مزارِ پُر انوار پہ کافی دیر کھڑے رہے اور اس دوران آفتاب میں بھی تیزی پیدا ہو گئی اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟

آپؒ نے فرمایا کہ بائیس سال کا زمانہ گزر چکا میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ جمعہ کے

دن بتاریخ 15 شعبان یہی شیخ حماد اور دیگر مشائخ عظام جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے جارہے تھے جب ہم سب لوگ پل پر پہنچے تو حضرت حمادؒ نے مجھے پانی میں دھکیل دیا انتہائی سردی کا زمانہ تھا، میں نے کہا کہ "بسم الله نویت غسل الجمعه" میرے ہاتھ میں چند ایک کتابیں بھی تھیں میں نے اپنا ہاتھ پانی سے اوپر کرلیا تاکہ کتابیں بھیگنے سے محفوظ رہیں پھر میں نے پانی سے باہر نکل کر اپنے جُبہ کو نچوڑ کر دوبارہ پہن لیا لیکن موسم سرد ہونے کی وجہ سے کافی تکلیف ہوئی وہ لوگ تیزی سے آگے بڑھ گئے تھے۔

چنانچہ تیزی سے چل کر میں پھر شیخ حماد کے ساتھ جاملا ان کے ساتھ بعض لوگوں نے پھر مجھے پانی میں گرانے کی کوشش کی تو آپ نے ان کو جھڑکا اور فرمایا میں نے "عبد القادر" کو بغرض امتحان پانی میں گرایا تھا مجھے معلوم ہے کہ وہ پہاڑ کی طرح سخت ہیں اپنے استقلال سے ہل نہیں سکتے ہیں

آج جب میں کافی عرصہ کے بعد ان کے مزار پر آیا تو دیکھا شیخ حمادؒ حلہ نورانی زیب تن کیے ہوئے ہیں تاج یاقوتی ان کے سر پر رکھا ہے سونے کی نعلیں پہنے ہوئے ہیں، غرضیکہ ہر طرح عیش و راحت اور سکون میں ہیں لیکن ایک بازو بیکار کر دیا گیا ہے میں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا، شیخ عبدالقادر بائیس برس پیشتر فلاں تاریخ کو جمعہ کے دن پل پر جاتے ہوئے اسی ہاتھ سے دھکا دیا تھا اس سبب اس ہاتھ کو مفلوج کر دیا گیا ہے کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو" میں نے کہا ہاں معاف کر دیا ہے

''اس کے بعد انہوں نے کہا تم محبوبِ سبحانی ہو، پروردگارِ عالم سے مجھے ہاتھ بھی دلا دو تو میں نے اسی وقت اپنے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دراز کیا اور دعا مانگنا شروع کر دی، میری دُعا پر پانچ سو اولیاء اللہ نے آمین کہی اور ان کو ہاتھ مل گیا بلکہ اسی ہاتھ سے انہوں نے مجھ سے مصافحہ بھی کیا اسی وجہ سے اتنی دیر ٹھہرنا پڑا جب کامیابی ہوگئی تو وہاں سے واپس آئے اور اس بات پر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے''

جب بغداد میں یہ قصہ مشہور ہوا تو شیخ حماد کے اصحاب میں سے بغداد کے مشائخ و صوفیاء حضرات جمع ہوئے تا کہ حضرت شیخ حضور عبد القادر جیلانیؒ سے اس قصے کی صداقت کا ثبوت طلب کریں اور فقراء کا ایک گروہ ان کے پیچھے ہولیا اور مدرسے میں آئے مگر آپؒ کی ہیبت سے کوئی بول نہ سکا یہاں تک کہ آپ نے خود فرمایا کہ تم مشائخ میں سے دو کا انتخاب کر لو، تمہیں ان کی زبان سے میرے قول کی صداقت ظاہر ہو جائے گی چنانچہ انہوں نے بالاتفاق شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی کو جو بغداد میں نو وارد تھے اور شیخ ابو محمد عبد الرحمٰن کردی کو جو بغداد میں مقیم تھے انتخاب کیا اور یہ ہر دو بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے حاضرین نے آپ سے عرض کی کہ ہم آپ کو اس غرض کے لیے آئندہ جمعہ تک مہلت دیتے ہیں آپ نے ان سے فرمایا تم یہیں بیٹھے رہو یہاں تک کہ تمہارے نزدیک یہ امر ثابت ہو جائے پھر آپ نے مراقبہ میں سر جھکا لیا اور حاضرین نے بھی سر جھکا لیا کچھ دیر نہ گزری تھی کہ شیخ یوسف ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے آئے اور مدرسہ میں داخل ہو کر کہنے لگے کہ اس

وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھا دیا کہ شیخ حماد مجھ سے فرما رہے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مدرسہ میں جلدی جاؤ اور وہاں جو مشائخ جمع ہیں ان سے کہہ دو کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے میری نسبت جو اطلاع دی ہے وہ بالکل سچ ہے اس موقع پر شیخ یوسف اپنا کلام ختم نہ کر پائے تھے کہ شیخ عبدالرحمٰن بھی آ گئے اور انہوں نے بھی وہی بیان کیا جو شیخ یوسف نے کیا تھا پس تمام مشائخ نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے معافی مانگی

اولیاء اللہ کے احوال ظاہری و باطنی پر کنٹرول

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں ایک مرتبہ حضرت شیخ سہروردیؒ جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں نے اپنے چچا جان سے پوچھا، اے چچا! آپ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا اس قدر احترام کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا میں ان کا کیوں نہ ادب و احترام کروں جبکہ رب ذوالجلال نے ان کو کامل تصرف عطا فرمایا ہے عالم ملکوت پر بھی ان کو فخر حاصل ہے میرے سمیت تمام اولیاء اللہ کے احوال ظاہری و باطنی پر ان کو کنٹرول عطا کیا گیا ہے جس کو چاہیں روک لیں جس کو چاہیں چھوڑ دیں"

غوث الاعظمؓ کا کتا شیر پر بھاری رہا

"تلخیص القلائد" میں شیخ ابو مسعود احمد بن ابی بکر حریمی سے روایت ہے کہ شیخ احمد جام زندہ شیر پر سوار ہو کر سفر کیا کرتے تھے اور جس شہر میں پہنچتے وہاں سے ایک گائے اپنے شیر کی خوراک کے لیے طلب فرمایا کرتے تھے اور لوگ بھی عقیدتاً گائے

پیش کر دیا کرتے تھے ایک شہر کے کسی صاحبِ ولایت نے عرض کیا کہ آپ اگر بغداد شریف تشریف لے جائیں تو آپ کے شیر کی بہت زیادہ خدمت ہوگی، بس پھر کیا آپ صبح ہوتے ہی بغداد شریف کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے، جب آپ بغداد شریف پہنچے تو آپ نے حضور غوث الاعظمؓ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپؓ کے شہر میں ایک بزرگ شیر پر سوار ہو کر آئے ہیں، ان کے شیر کی خوراک روزانہ ایک گائے ہے لہٰذا آپؓ ایک گائے بھیج دیجئے! حضور غوث الاعظمؓ نے اپنے خاص خادم کے ذریعے پیغام بھیجا کہ اچھی بات ہے ابھی بھیج دیتے ہیں، خادم نے کہہ دیا یہ اطلاع سُن کر وہ بزرگ بہت خوش ہوئے کہ چلو میرے شیر کی خوراک کا تو انتظام ہو گیا، خیر حضور غوث الاعظمؓ کے حکم سے وہ گائے بھیج دی گئی، جس وقت آستانہ قادریہ سے گائے روانہ ہوئی تو ایک دبلا پتلا کتا بھی دم ہلاتا ہوا گائے کے ساتھ ساتھ چل دیا جو ہر وقت آستانہ عالیہ قادریہ پر پڑا رہتا تھا جب گائے شیخ احمد جام کے پاس پہنچی تو آپ نے شیر کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی خوراک حاصل کر لے، بس پھر کیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جونہی شیر اپنی خوراک کے حصول کے لیے آگے بڑھا تو کتے نے آناً فاناً لپک کر شیر کا گلا گھونٹ کر اپنے پنجوں سے اس کا پیٹ پھاڑ دیا اور اس گائے کو ہانک کر حضور غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں لے گیا، شیخ احمد جام نے شیر کی حالت اور کتے کی جرات کو دیکھ کر شرمندگی محسوس کی اور حضور غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی طلب کی اور اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے

جنات کے بادشاہ کی حاضری

ابو سعد عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میری ایک کنواری لڑکی فاطمہ ہمارے گھر کی چھت پر چڑھی اور اسے کوئی چیز اٹھا کر لے گئی اس وقت اس کی لڑکی کی عمر سولہ سال تھی میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا آپؒ نے فرمایا آج رات کرخ کے ویرانے میں جا اور تلخاس (پانچویں ٹیلے) کے پاس جا بیٹھ اور اپنے گرد زمین پر دائرہ کھینچ لے اور دائرہ کھینچتے وقت یوں کہنا "بسم اللہ علیٰ نِیَّۃِ عَبدِ القَادِر"

جب آغازِ شب ہوگا تو جنوں کے گروہ مختلف شکلوں میں تیرے پاس سے گزریں گے تو انہیں دیکھ کر خوف نہ کھانا جب صبح ہوگی تو ان کا بادشاہ ایک جماعت کے ساتھ تجھ پر سے گزرے گا اور تیری حاجت پوچھے گا اس وقت بتا دینا کہ عبدالقادرؒ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے اور میری حاجت یہ ہے، پس میں چلا گیا اور آپؒ کے حکم کی تعمیل کی آپؒ کے ارشاد کے مطابق ڈراؤنی صورتیں مجھ پر سے گزرنے لگیں مگر کوئی دائرے کے قریب نہ آسکا جن گروہ در گروہ گزرتے گئے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے کئی جماعتیں تھیں وہ دائرے کے مقابل ٹھہر گیا اور مجھ سے کہا "اے انسان تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے یہ سن کر وہ گھوڑے سے اترا اور زمین کو بوسہ دیا اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے اس نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ میں

نے اپنی لڑکی کا سارا واقعہ بیان کر دیا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''جس نے یہ کام کیا ہے اسے میرے پاس لاؤ'' ۔۔۔۔۔۔۔۔!

کچھ دیر کے بعد ایک سرکش جن لایا گیا جس کے سر [illegible] تھی اور بادشاہ سے کہا گیا کہ یہ ملک چین کے سرکش جنوں میں سے ہے بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو قطب وقت کے قدم کے نیچے سے اس لڑکی کو کیوں اٹھا کر لے گیا؟ اس نے کہا یہ مجھے اچھی لگی اس لیے میں اس پر عاشق ہو گیا، بادشاہ نے اس کی گردن زدنی کا حکم دیا اور لڑکی مجھے دے دی میں نے بادشاہ سے کہا ''شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کا حکم بجالانے میں آج کی رات کی مثل میں نے نہیں دیکھی'' اس نے کہا ہاں ۔۔۔۔ وہ گھر بیٹھے ہم میں سے سرکشوں کو دیکھ لیتے ہیں خواہ کتنی دور ہوں اور ان کی ہیبت سے وہ اپنے وطن کو بھاگ جاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کوئی قطب قائم کرتا ہے تو جن وانس پر اس کو کنٹرول عطا فرماتا ہے (حیات الحیوان جلد اول)

لا علاج مریض شفاء پانے لگے

حضرت ابو عبداللہ بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں اور غالباً یہ واقعہ 670ھ کا ہے ''کہ میرے والد گرامی 13 سال تک حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی بارگاہ میں خدمت کی غرض سے رہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے آپؓ کی بہت ساری کرامتیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی تھیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ جس مریض کے علاج سے بڑے بڑے حکماء اور [illegible] عاجزی کا اظہار کر دیتے تھے وہ لا علاج

مریض آپؓ کی خدمت میں لایا جاتا آپؓ اس مریض کے لیے دعا فرما دیتے اور اس کے جسم پر اپنا دست مبارک پھیر دیتے تھے اور وہ فوراً آپؓ کے دست مبارک لگانے کی برکت سے آپؓ کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح سلامت ہو جاتا تھا

ایک مرتبہ خلیفہ مستنجد باللہ کا ایک قریبی رشتہ دار آپؓ کی بارگاہ میں لایا گیا جس پر مرضِ استسقاء شدید اثر انداز ہو چکا تھا آپؓ نے اس کے پھولے ہوئے پیٹ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا آپؓ کی برکت اور کرامت سے ہاتھ پھرتے ہی اس کا پیٹ برابر ہو گیا اور فوری صحت ہو گئی

محی الدین لقب کی وجہ

شیخ عمران کیمانی اور شیخ بزاز نے بغداد میں 591ھ میں ذکر کیا کہ ہماری موجودگی میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپؓ کو محی الدین کیوں کہتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں جمعہ کے دن 511ھ میں برہنہ پا سفر سے بغداد میں آیا ایک لاغر متغیر رنگ بیمار کے قریب سے میرا گزر ہوا اس نے کہا ''السلام علیک یا عبد القادر'' میں نے اس کے سلام کا جواب دیا، اس نے کہا میرے پاس آؤ میں اس کے نزدیک گیا تو اس نے کہا مجھے بٹھاؤ میں نے اُسے بٹھایا پس اُس کا جسم موٹا تازہ ہو گیا اور اِس کی صورت اچھی ہو گئی اور رنگ صاف ہو گیا یہ دیکھ کر میں اُس سے ڈر گیا اس نے کہا، کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟

میں نے کہا، نہیں! اس نے کہا "میں دین ہوں میں مرا ہوا تھا جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مجھے زندہ کر دیا آپ محی الدین ہیں اس سے رُخصت ہو کر میں جامع مسجد میں آیا، ایک شخص مجھ سے ملا اس نے اپنا پاپوش میرے لیے اُتار دیا اور کہا یا سیدی محی الدین ۔۔۔۔۔۔ جب میں نمازِ جمعہ سے فارغ ہوا تو لوگ میری طرف بھاگے وہ میرے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے یا محی الدین ۔۔۔۔ حالانکہ اس سے پہلے مجھے کبھی محی الدین نہ پکارا گیا تھا"۔ (بہجۃ الاسرار)

حیوانات میں تصرف

جن وانس کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیوانات میں بھی تصرف عطا کیا تھا چنانچہ ایک روز شیخ ابو حفص عمر بن صالح حداوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اونٹنی لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ میں حج پر جانا چاہتا ہوں اور یہ اونٹنی چل نہیں سکتی اس کے سوا اور میرے پاس کوئی سوار نہیں ۔۔۔۔ یہ سن کر آپ نے اپنا پاؤں مبارک اس اونٹنی پر مارا اور اپنا ہاتھ مبارک اس کی پیشانی پر رکھا شیخ ابو حفص کا بیان ہے کہ پہلے وہ اونٹنی سب اونٹنیوں سے پیچھے رہا کرتی تھی اور اب سب سے آگے چلتی ہے ۔۔۔۔۔۔ سیدنا حضور شیخ عبد القادر جیلانیؓ ایک دن شیخ ابو الحسن علی بن احمد بن وہب الازجی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہاں ایک کبوتری اور ایک قمری دیکھی ابو الحسن نے عرض کی کہ یہ کبوتری چھ مہینے سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری نو مہینے سے نہیں بولتی، آپ نے کبوتری سے فرمایا کہ اپنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ اور قمری سے فرمایا کہ تو اپنے

خالق کی تسبیح کر۔۔۔۔۔۔۔اسی وقت قمری کُو کُو کرنے لگی یہاں تک کہ بغداد کے لوگ اس کی آواز سننے کے لیے جمع ہوا کرتے اور کبوتری نے بھی انڈے دیئے اور بچے نکالے اور مرتے دم تک ایسا ہی کرتی رہی (بہجۃ الاسرار)

اولادِ نرینہ کا تحفہ مل گیا

حضرت شاہ ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا غوث پاکؒ کی بارگاہِ عالیہ میں عرض کی "آپؒ کے اس دربار شریف میں حاجتیں پوری ہوتی ہیں، حاجت مند لوگ اپنے خالی دامن کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور مرادیں بھر کے لے جاتے ہیں، پس آج میں بھی ایک حاجت لے کر آپؒ کی بارگاہ میں آیا ہوں عرصہ دراز سے میری جھولی خالی ہے، میری جھولی بھر دیں"

تو اس موقع پر حضور غوث الاعظمؒ نے ارشاد فرمایا "میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کردی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری جھولی مرادوں سے بھر دے" وہ حاجت مند شخص روزانہ آپؒ کی مجلس میں حاضری کی سعادت حاصل کرتا رہا، اللہ رب العزت کی کرم نوازی سے حاجت مند کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، وہ شخص لڑکی کو لے کر آپؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا "حضور ہم نے تو لڑکے کے بارے میں عرض کیا تھا اور یہ لڑکی ہے" تو حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ارشاد فرمایا "اس کو لپیٹ کر اپنے گھر لے جاؤ اور پھر پردہ غیب سے قدرت کا کرشمہ دیکھو" تو وہ شخص آپؒ کے حکم کے مطابق اس بچی کو لپیٹ کر اپنے گھر لے گیا اور گھر جا کر دیکھا تو قدرت الٰہی سے لڑکی

لڑکا بن چکا تھا'' (تفریح الخاطر)

مُردوں کو زندگی اور مریضوں کو شفاء ملنے لگی

شیخ ابوسعید قیلوی نے فرمایا ''حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے اذن سے مادرزاد اندھوں اور برص کے بیماروں کو اچھا کرتے ہیں اور مُردوں کو زندہ کرتے ہیں''

(المرجع السابق، ص 153)

شیخ خضر الحسینی الموصلی فرماتے ہیں کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی بارگاہِ غوثیت مآب میں تقریباً 13 سال تک رہا، اس دوران میں نے آپؒ کے بہت خوارق و کرامات کو دیکھا ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس مریض کو طبیب لا علاج قرار دیتے تھے وہ آپؒ کی بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہو کر شفاء یاب ہو جاتا تھا آپؒ اس مریض کے جسم پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا کرتے تھے ہاتھ پھیرتے ہی وہ لا علاج مریض صحت مند ہو جایا کرتا تھا''

الغیاث یا غوث اعظمؓ کا عملی مظاہرہ

ایک عورت حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی مرید ہوئی اس پر ایک فاسق و فاجر شخص عاشق تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ وہ عورت اپنی کسی حاجت کے لیے باہر پہاڑ کے غار کی طرف گئی تو اس فاسق و فاجر شخص کو اس کا علم ہو گیا تو وہ بھی اس کے پیچھے ہو لیا حتیٰ کہ اس کو پکڑ لیا وہ اس کے دامن عصمت کو تار تار کرنا چاہتا تھا تو اس عورت نے بارگاہِ غوثیت مآب میں اس طرح استغاثہ کیا

الغیاث یاغوث اعظمؒ

الغیاث یاغوث الوریٰ

الغیاث یاشیخ محی الدین

الغیاث یاسیدی عبدالقادر

اس وقت حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے آپؒ نے اس کی فریاد سن کر اپنی کھڑاؤں (یعنی لکڑی کے بنے ہوئے جوتے) کو غار کی طرف پھینکا وہ کھڑاویں اس فاسق کے سر پر لگنی شروع ہو گئیں حتیٰ کہ وہ بھیانک موت مر گیا وہ عورت آپؒ کی کھڑاؤں لے کر حاضر خدمت ہوئی اور آپؒ کی مجلس میں سارا واقعہ بیان کر دیا''

مرگی کی بیماری کا بغداد سے رختِ سفر باندھنا

ایک شخص حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ''میں اصفہان کا رہنے والا ہوں میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مرگی کا دورہ پڑتا رہتا ہے اور اس پر کسی تعویذ کا بھی اثر نہیں ہوتا'' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ''یہ ایک جن ہے جو وادی سراندیپ کا رہنے والا ہے اس کا نام خانس ہے اور جب تیری بیوی پر مرگی آئے تو اس کے کان میں یہ کہنا کہ ''اے خانس! تمہارے لیے شیخ عبدالقادر جو کہ بغداد میں رہتے ہیں ان کا فرمان ہے کہ'' آج کے بعد پھر نہ آنا ورنہ ہلاک ہو جائے گا'' تو وہ شخص چلا گیا اور دس سال تک غائب رہا پھر وہ آیا اور ہم نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ''میں نے شیخ کے حکم کے مطابق کیا پھر اب تک

اس پر مرگی کا اثر نہیں ہوا''

فَحُكمِي نَافِذُ فِي كُلِّ حالِ سے ہوا ظاہر
تصرف انس و جن سب پر ہے آقا غوث اعظمؓ کا
ہوئی اِک دیو سے لڑکی رہا اس نام لیوا کی
پڑھا جنگل میں جب اس نے وظیفہ غوث اعظمؓ کا

چور قطب بن گیا

حضور سیدنا غوث الاعظمؓ مدینہ منورہ سے حاضری دے کر ننگے پاؤں بغداد شریف کی طرف جارہے تھے مزے کی بات یہ ہے حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بارگاہِ رسالت میں حاضری کا انداز بھی سب سے نرالہ اور منفرد ہوتا تھا کیونکہ یہ بارگاہ ہے ہی ایسی کہ اس مقدس بارگاہ میں بڑے بڑے قطب، ابدال اور غوث کو دامن پسارے دیکھا گیا ہے عقیدت ومحبت کا مرکز مدینہ شریف ہی ہے

یہ وہ خطہ پاک ہے جہاں اِک نگاہ گنبدِ خضراء پر پڑتی ہے تو انسان کسی دوسری کائنات میں اپنے آپ کو محسوس کرتا ہے جسم پر کپکپی، آنکھوں میں آنسو، دل کی دھڑکنیں غیر متوازن، ندامت کے پسینے میں شرابور اور قلب وذہن میں یہ تصور آتا ہے کہ اب گنبدِ خضراء قریب آرہا ہے کس منہ سے اس کائنات کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ قدسیت میں حاضر ہوں اور اپنے آپ کو سمجھانے کے لیے حافظ مظہر الدین کے بقول

اے زائرِ درگاہِ نبی جائے ادب ہے
آئے نہ تیرے دل کے دھڑکنے کی صدا

جس کی اذیت کو رب تعالیٰ اپنی اذیت قرار دے فرمایا ''بے شک جو اذیت دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (سورۃ الا حزاب ،آیت 57)

جس کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے آداب خود ربِ ذوالجلال کی طرف سے عطا ہوئے ہوں کہ ''اے ایمان والو ! اپنی آوازیں اونچی نہ کیا کرو اس (غیب بتانے والے) نبی ﷺ کی آواز سے اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو' (سورۃ الحجرات، آیت ۲)

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

جس کے بارے میں بریلی کے کچے کوٹھے میں ٹوٹی چٹائی پر بیٹھے پکے عقیدے کی حامل شخصیت امام احمد رضا خاں بریلوی نے کیا خوب فرمایا کہ

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
اِن سا نہیں اِنسان وہ اِنسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے اِنہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

وہ شہرِ مقدس جس کی پابوسی کا شرف عرش بریں بھی حاصل کرنا اپنے لیے اعزاز سمجھتا ہو ،یقیناً اس شہر کو یہ اعزاز و اکرام قیامت تک ملتا رہے گا کیونکہ اس کی آغوش میں

تا قیامت رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، یہ شہر کبھی ''یثرب'' کے نام سے جانا جاتا تھا لیکن رسولِ رحمت، پیغمبر انسانیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے جلوؤں کی وجہ سے ''مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' بنا دیا یہی تو وہ مبارک اور مقدس شہر ہے جہاں تعظیم کی خاطر آنکھیں بے اختیار جھک اور گردنیں بے ساختہ خم ہو جاتی ہیں

راقم نے بھی صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی کی طرح پاکستان بھر میں تبلیغی اور تعلیمی سفر کیے ہیں، بلند قامت، عالیشان، پرشکوہ عمارات کو قریب سے دیکھا ہے، ایوانِ صدر بھی گیا، کئی سو ایکڑ رقبے پر پھیلے وزیراعظم ہاؤس کا وزٹ بھی کیا ہے، گورنر ہاؤس جانے کا بھی اتفاق ہوا ان تمام تر کارپٹڈ اور فرنشڈ عمارات کو عقیدت و محبت سے نہیں دیکھا کیونکہ درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدا ان تمام چیزوں کو پرِ کاہ کی حیثیت بھی نہیں دیتے

تخت سکندری پہ وہ تھو کتے بھی نہیں

بستر لگا ہو جن کا تیری گلی میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم

مگر جونہی پرخطا نگاہیں عالم کائنات کے محور و مرکز ''گنبدِ خضراء'' کی سنہری جالیوں پر پڑتی ہیں تو روح کے دریچوں میں ایک سرشاری سی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ پرشکوہ عمارات میں بچھے اٹلی، سوئٹزرلینڈ، ملائیشیا کے کارپٹس کی قیمت اس بوسیدہ چٹائی کے تنکے کے برابر بھی نہیں ہے جہاں پر میرے اور آپ سب کے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما رہے ہوں گے لہذا جب حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مدینہ شریف کی مقدس اور بابرکت سرزمین سے واپسی ننگے پاؤں بغداد شریف آ رہے تھے تو راستے میں آپؒ نے ایک چور دیکھا جو کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کو لوٹا جائے آپ جب اس کے

قریب پہنچے تو پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ''میں دیہاتی ہوں'' مگر آپؓ نے اپنے روحانی کشف کے ذریعے اس کی معصیت اور بدکرداری کو لکھا ہوا دیکھ لیا اور اس چور کے دل میں خیال آیا ''شاید یہ غوث الاعظمؓ ہیں'' آپؓ کو اس کے دل میں پیدا ہونے والے خیال کا علم ہو گیا تو آپؓ نے فرمایا ''میں عبدالقادر ہوں'' تو وہ چور سنتے ہی فوراً آپ کے مبارک قدموں میں گر پڑا اور اس کی زبان پر ''یَا سَیِّدِیْ عبدالقادِر شَیْئاً لِلّٰہِ'' (یعنی اے میرے سردار عبدالقادر میرے حال پر رحم فرمایئے) جاری ہو گیا'' آپؓ کو اس کی حالت پر رحم آ گیا اور اس کی اصلاح کے لیے بارگاہِ الٰہی میں متوجہ ہوئے تو غیب سے ندا آئی ''اے غوث اعظم! اس چور کو سیدھا رستہ دکھا دو اور ہدایت کی طرف راہنمائی فرماتے ہوئے اسے قطب بنا دو'' چنانچہ آپؓ کی نگاہِ فیض رسان سے وہ قطبیت کے درجہ پر فائز ہو گیا''

(سیرت غوث الوریٰ، ص130)

حضور غوث الاعظمؓ کی حکومت

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قصیدہ غوثیہ شریف میں فرماتے ہیں ''بلاد اللہ ملکی تحت حکمی'' یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرے تحت تصرف اور زیر حکومت ہیں''

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی سے ہوا ظاہر
کہ عالم میں ہر اِک شے پر ہے قبضہ غوث اعظمؓ کا

عصا چراغ بن گیا

حضرت عبدالملک ذیال بیان کرتے ہیں کہ ''میں ایک رات حضور پرنور غوث پاکؒ کے مدرسہ میں کھڑا تھا آپؒ اندر سے ایک عصا دست اقدس میں لیے ہوئے تشریف لائے میرے دل میں خیال آیا کہ'' کاش حضور اپنے اس عصا سے کوئی کرامت دکھائیں'' ادھر میرے دل میں یہ خیال گزرا اور اُدھر حضور نے عصا کو زمین پر گاڑ دیا تو وہ عصا مثل چراغ کے روشن ہو گیا اور بہت دیر تک روشن رہا پھر حضور پرنور نے اسے اکھیڑ لیا تو وہ عصا جیسے تھا ویسا ہی بن گیا اس کے بعد حضور غوث پاکؒ نے فرمایا'' بس اے ذیال! تم یہی چاہتے تھے'' (بہجۃ الاسرار)

اُنگلی مبارک کی کرامت

ایک مرتبہ رات میں حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہمراہ شیخ احمد رفاعی اور عدی بن مسافر حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل کے مزار پُرانوار کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے مگر اس وقت اندھیرا بہت زیادہ تھا، حضرت غوث الاعظمؒ ان کے آگے آگے تھے آپؒ جب کسی پتھر، لکڑی، دیوار یا قبر کے پاس سے گزرتے تو اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تو اس وقت آپؒ کا ہاتھ مبارک چاند کی طرح روشن ہو جاتا تھا اور اس طرح وہ سب حضرات آپؒ کے مبارک ہاتھ کی روشنی کے ذریعے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل کے مزار تک پہنچ گئے'' (قلائد الجواہر، ملخصاً، ص 77)

اللہ تعالیٰ کا آپؓ سے وعدہ

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں "میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ "جو مسلمان تمہارے مدرسہ کے دروازے سے گزرے گا اس کے عذاب میں تخفیف فرماؤں گا" (الطبقات الکبریٰ)

چالیس سال تک عظیم روحانی استقامت

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی چالیس سال تک خدمت کی، اس مدت میں آپؓ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور آپؓ کا معمول تھا کہ جب بے وضو ہوتے تھے تو اسی وقت وضو فرما کر دو رکعت نمازِ نفل پڑھ لیتے تھے" (بہجۃ الاسرار، ذکر طریقہ، ص 164)

حضور غوث پاکؓ کی ثابت قدمی

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی ثابت قدمی کا خود اس انداز میں تذکرہ فرمایا ہے کہ "میں نے راہِ خدا میں بڑی بڑی سختیاں اور مشقتیں برداشت کیں اگر وہ کسی پہاڑ پر گزرتیں تو وہ بھی پھٹ جاتا" (قلائد الجواہر، ص 10)

فضل خداوندی اور شیطان سے مقابلہ

باطل کی قہر سامانیوں سے نبٹنے کے لیے قدرت نے آپکی خاص طریقہ پر تربیت فرمائی تھی باطنی قوتوں اور روحانی اسلحہ سے آراستہ کر کے قدرت نے آپ کو میدان عمل میں بھیجا تھا روایت ہے کہ ایک دن آپ عبادت میں مشغول تھے کہ زمین سے آسمان

تک روشنی پھیل گئی اور پھر اس روشنی میں ایک صورت ظاہر ہوئی جس نے بڑی گرج دار آواز میں آپ سے کہا ''اے عبد القادر! میں تیرا رب ہوں تیری عبادت و ریاضت سے خوش ہو کر میں نے تجھ پر فرائض کو معاف کر دیا اور حرام چیزوں کو حلال کر دیا لہذا اب جو چاہے سو کر۔۔۔۔!

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا، حضور نبی کریم ﷺ باوجود اس عالی مرتبہ کے عمر بھر عبادت کے پابند رہے ان کو عبادات میں معافی نہیں ملی تو اور کوئی اس سے کیونکر آزاد ہو سکتا ہے اس لیے میں نے لا حول ولا قوۃ پڑھا تو وہ روشنی غائب ہو گئی اور اندھیرا پھیل گیا وہ شکل جو ظاہر ہوئی تھی دھواں بن گئی پھر اس سے آواز آئی ''اے عبد القادر! علم نے تجھ کو بچا لیا جاتے جاتے شیطان کا آپؒ پر یہ آخری وار تھا، جس کا آپؒ نے جواب دیا کہ ''اے مردود علم نے نہیں مجھے تو میرے مولیٰ کی رحمت نے بچایا ہے'' یہ سن کر ابلیس اپنا سر پیٹنے لگا کہ اب تو میں آپؒ سے قطعی مایوس ہو چکا ہوں اور آئندہ آپؒ پر وقت ضائع نہیں کروں گا اس پر آپؒ نے فرمایا ''دور ہو جا مردود! میں تیری کسی بات کا اعتبار نہیں کرتا اور تیرے مکر سے ہمیشہ پناہ مانگتا ہوں''

ایک بار شیخ عبد القادر اپنے تین بیٹوں عبد الرزاق' عبد الوہاب اور عیسیٰ کے ہمراہ جمعہ کی نماز کے لئے جا رہے تھے راستے میں سلطان کے لئے شراب کے تین مٹکے بھیجے جا رہے تھے مٹکوں کی نگرانی کے لئے کوتوال اور دوسرے عمال ساتھ تھے۔ شیخ نے انہیں رکنے کا حکم دیا لیکن وہ نہیں رکے اور جن گدھوں پر مٹکے رکھے تھے انہیں اور تیزی سے ہنکانے لگے۔ شیخ نے گدھوں کی طرف ایک قہر آلود نظر ڈالی اور ان سے کہا ''رک

جاؤ'' گدھے پتھروں کی طرح جم کر رہ گئے عمال انہیں ڈنڈوں سے مار رہے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور کوتوال سمیت سب کو قولنج کا درد ہو گیا وہ درد کی وجہ سے بری طرح زمین پر لوٹنے لگے۔ وہ زور زور سے توبہ استغفار بھی کر رہے تھے۔ توبہ کے بعد اُن کی حالت کچھ ٹھیک ہو گئی اور شراب کی بو سرکے کی بو میں بدل گئی۔ انہوں نے مٹکے کھول کر دیکھے تو ان میں شراب کی جگہ سرکا بھرا ہوا تھا۔ شیخ عبدالقادر خاموشی سے مسجد کی طرف روانہ ہو گئے سلطان کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ شیخ کے خوف سے رونے لگا بعد میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہونا اس نے اپنا معمول بنا لیا۔۔۔۔۔!

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی کرامات کی کثرت پر مؤرخین کا اتفاق ہے۔ شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام اور امام بن تیمیہ کا قول ہے کہ شیخ کی کرامات کی حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں ان میں سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی سچائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں میں روحانیت کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ شیخ عمر کیسانی کہتے ہیں کہ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہودی اور عیسائی اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور رہزن خونی اور جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں، فاسد الاعتقاد اپنے غلط عقائد سے توبہ نہ کرتے ہوں

جباتی کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ نے ایک روز فرمایا کہ میری تمنا ہوتی ہے زمانہ سابق کی طرح صحراؤں اور جنگلوں میں رہوں۔ نہ مخلوق مجھے دیکھے نہ میں اس کو دیکھوں لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا نفع منظور ہے۔ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہودی اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں عیاروں اور جرائم پیشہ لوگوں میں سے ایک لاکھ سے زائد توبہ کر چکے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

مشائخ عظام کا مدرسہ میں جھاڑو دینا

غوثِ اعظم کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ مشائخ آپ کے مدرسہ میں جھاڑو دیتے اور چھڑکاؤ کرتے تھے۔ جب آپ کی اجازت ہوتی تو دوزانوں ادب سے آپ کے سامنے بیٹھتے۔ مشہور ولی اللہ شیخ علی بن ابی نصر الہیتی گاہے گاہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی جائے رہائش زریران سے سیدنا غوث اعظم کی خدمت میں بغداد آیا کرتے تھے۔ بغداد کے قریب پہنچتے تو اپنے ساتھوں سے فرماتے دریائے دجلہ میں غسل کرلو اور اپنے دل کو خطرات سے پاک کرلو کہ ہم سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ بغداد میں داخل ہوتے تو لوگ ان کی آمد کی خبر سن کر دوڑے دوڑے ان کی خدمت میں آتے وہ فرماتے شیخ عبدالقادر کے دروازے کی طرف بھاگو۔ میں تو اُن کا ایک ادنیٰ نیاز مند ہوں۔ جب سیدنا غوثِ اعظم کے مدرسہ کے دروازے پر پہنچتے تو جوتا اتار دیتے اور باریابی کی اجازت چاہتے۔ جب آپ پکارتے تو مودبانہ حاضر ہو جاتے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ بغداد آیا تو شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے مدرسہ کی چھت پر صلوٰۃ الضحیٰ پڑھ رہے تھے۔ جب میں نے اُوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو میں نے رجالِ غیب کی چالیس صفیں کھڑی پائیں۔ ہر صف میں ستر رجال تھے۔ میں نے ان سے پُوچھا آپ لوگ بیٹھ کیوں نہیں جاتے۔ انہوں نے جواب دیا جب تک سید عبدالقادر نماز سے فارغ ہو کر ہمیں اجازت نہیں دیں گے ہم نہیں بیٹھیں گے کیونکہ وہ ہمارے سردار ہیں

حافظ ابوالخیر نے ۵۷۳ھ میں اپنے شاگردوں کو بتایا کہ ایک بار ہم شیخ محی الدین عبدالقادر کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ وہاں عراق کے بڑے بڑے مشائخ اور اولیاء بھی موجود تھے۔ شیخ عبدالقادر کرسی پر تشریف فرما تھے اور کہہ رہے تھے کہ ”آفتاب مجھے

سلام کہتا ہوا طلوع ہوتا ہے۔ ہر سال میرے پاس آتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے اور مجھے ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس کے دروان میں رونما ہوں گی۔ دن مجھے سلام کہتا ہے اور جو واقعہ اس دن ہوگا ان کی خبر دیتا ہے۔ خدا کی عزت کی قسم! نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے لوح محفوظ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ میں خدا کے علم اور مشاہدے میں غوطہ لگانے والا ہوں۔ میں تم سب پر خدا کی حجت ہوں اور زمین پر اللہ کے رسول کا نائب اور وارث ہوں۔ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے یہ تقریر سن کر شیخ بن الہیتی کھڑے ہو گئے۔ شیخ بن الہیتی کے جلال اور جذبے سے پورا بغداد لرزتا تھا مگر وہ کرسی پر آ چڑھے اور انہوں نے عاجزی سے چبوترے پر اپنی گردن رکھ دی اور شیخ عبدالقادر کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا۔ محفل میں جتنے بھی اولیاء موجود تھے ان سب نے عاجزی سے اپنی گردنیں جھکا لیں تھیں۔ اس دور کے بہت سے اولیاء نے مختلف مقامات پر شیخ عبدالقادر کا یہ قول کشف سے معلوم کر لیا تھا اور جو جہاں تھا وہیں اس نے اپنی گردن ان کے احترام کیلئے جھکا دی تھی

چنانچہ ابو سعید قیلوی نے قیلویہ میں بتایا کہ جب شیخ عبدالقادر نے یہ الفاظ ادا کیے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں تجلی کی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انہیں مقربین ملائکہ کے ہاتھوں خلعت پہنچی متقدین اور متاخرین اولیاء میں سے جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو وصال فرما چکے تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ ملائکہ اور رجال الغیب تمام شیخ عبدالقادر کی مجلس گھیرے ہوئے تھے یہاں تک کہ اُن کے جم غفیر سے تمام اُفق بھر گیا تھا۔ زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں تھا جس نے اُس وقت اپنی گردن نہ جھکا دی ہو

رات کا پچھلا پہر تھا۔ شیخ عبدالقادر مسجد میں مصروف عبادت تھے کہ اچانک انہیں مسجد کے ستون پر کوئی شے رینگتی ہوئی محسوس ہوئی اسی دوران ایک بڑا سانپ شیخ

عبدالقادر کے سامنے پھن لہرانے لگا۔ انہوں نے بلا کسی خوف کے سانپ کو ہاتھ سے ہٹا دیا اور سجدے میں چلے گئے پھر جب وہ التحیات پڑھنے بیٹھے تو سانپ اُن کی ران سے ہوتا ہوا گردن سے جا کر لپٹ گیا مگر جب انہوں نے سلام پھیرا تو سانپ وہاں موجود ہی نہ تھا۔ اس سے اگلے روز شیخ عبدالقادر کو ایک اور انوکھا واقعہ پیش آیا۔ وہ مسجد کے باہر ایک قریبی میدان سے گزر رہے تھے کہ انہیں ایک ایسا شخص نظر آیا جس کی آنکھیں بلی سے ملتی جلتی تھیں البتہ قد غیر معمولی طور پر لمبا تھا

شیخ کو واقعی یقین ہو گیا کہ یہ کوئی جن ہے اس پر اس شخص نے اعتراف کیا کہ سچ مچ وہ جن ہے جسے گزشتہ روز انہوں نے سانپ کے روپ میں دیکھا تھا جن کا کہنا تھا کہ اس نے متعدد اولیا کو آزمایا مگر اُن کی طرح کوئی بھی ثابت قدم نہ نکلا۔ کچھ اولیائے کرام تو اُسے دیکھ کر سخت گھبرا گئے تھے اور بعض دلی طور پر بہت خوفزدہ ہو گئے تھے مگر وہ واحد ولی اللہ ہیں کہ جن کا ظاہر و باطن ایک جیسا رہا۔ انکے بعد جن نے شیخ عبدالقادر سے درخواست کی کہ وہ انہیں اپنے ہاتھ پر توبہ کروائیں۔ حضرت نے جن کی بات مان لی بعد میں شیخ عبدالقادر نے ایک مجلس میں فرمایا کہ انسانوں کی طرح جنوں اور فرشتوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں مگر اللہ نے میرا رتبہ بڑا رکھا ہے مجھے بلند مقام عطا کیا ہے میں سب کا شیخ ہوں بعض مورخین کے مطابق شیخ عبدالقادر اپنی اولاد سے کہتے تھے کہ مجھ میں تم میں اور تمام مخلوق میں اس قدر دوری اور فاصلہ ہے جتنا کہ زمین اور آسمان میں ہے مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو

حضور غوث اعظم کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار دورانِ وعظ آپ کو چھینک

آئی اور آپ نے تمہید فرمائی اس کے جواب میں یَرحَمکَ اللہ کا غلغلہ سارے مجمع کی طرف ایسا بلند ہوا کہ خلیفہ مستنجد باللہ جو اُس وقت اپنے مقصورے پر تھا گھبرا گیا کہ کہیں غنیم کی فوج تو نہیں آ گئی۔لوگوں نے بتایا کہ مجلس وعظ کے اس عظیم اجتماع نے تشمیت کی ہے

حضرت شیخ سلاطین وقت کو جائز تصور نہیں کرتے تھے اس لیے کہ ان کی حکومت علی نہج خلافت راشدہ باقی نہیں رہی تھی۔وہ طرح طرح سے رعایا سے مالیہ وصول کرتے اور اُس کو بیت المال اور عام مسلمانوں کی امانت کے بجائے اپنی ذاتی ملکیت سمجھتے تھے اور اُسے اپنی ہی خواہش اور ہوس کے مطابق عیش وعشرت کی زندگی پر خرچ کرتے تھے اُن کے محل۔۔۔۔محلاتِ قیصر وکسریٰ کی شان وشوکت کا نمونہ بن چکے تھے۔اسی بناء پر حضرت شیخ امراو سلاطین سے کسی قسم کا میل جول اور ربط نہیں رکھتے تھے اور افراد وقوم کو خدا ترسی اور شرعی زندگی گزارنے کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ مستنجد باللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشرفیوں کے دو تھیلے نذر میں پیش کیے۔شیخ نے اسے قبول نہ فرمایا۔خلفیہ کی طرف سے جب اصرار بڑھا تو شیخ عبدالقادر نے دونوں تھیلوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اُٹھا کر نچوڑا تو ان کے اندر سے خون ٹپکنے لگا۔اس پر شیخ نے ارشاد فرمایا ''اے ابوالمظفر !تم اللہ سے شرم نہیں کرتے کہ اس طرح اُس کے بندوں کا خون چُوستے ہو۔یہ سُن کر مستنجد باللہ پر ہیبت طاری ہوگئی اور وہ غش کھا کر گیا''

سیدنا غوثِ اعظم کی کرامات کی کثرت پر تمام مورخین کو مکمل طور پر اتفاق ہے۔شیخ

علی بن ابی نصر الہیتی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے زمانے میں کسی شخص کو شیخ عبدالقادر جیلانی سے بڑھ کر صاحب کرامت نہیں پایا۔ جب بھی کوئی شخص آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا۔

مُردہ مُرغ کا زندہ ہو جانا

ایک بار کوئی عورت اپنے بیٹے کو لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی ''اے حضرت میرا یہ بیٹا آپ سے قلبی طور پر وابستہ ہے۔ میں بیٹے کے حق سے دستبردار ہو کر اسے آپ کی نذر کرتی ہوں۔ آپ اِسے قبول فرمالیجئے'' عبدالقادر جیلانی نے اِسے قبول فرمالیا۔ کافی عرصہ بعد جب یہ عورت اپنے بیٹے سے ملنے آئی تو اُسے یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ اُس کا بیٹا بھوک اور شب بیداری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہے۔ لڑکے کی ماں کو جب یہ معلوم ہوا کہ اُسے کھانے کیلئے فقط جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا جاتا ہے تو وہ سخت طیش کی حالت میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اتفاق سے اس وقت وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تھے اور اُن کے سامنے خالی برتن میں مُرغ کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ عورت نے نہایت ترش لہجے میں حضرت شیخ سے کہا'' آپ خود تو مرغن غذا کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر چند لمحے خاموش رہے اور پھر انہوں نے ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر کہا'' اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا اللہ اِن بوسیدہ ہڈیوں کو ایک بار پھر زندہ کرنے والا ہے۔ عورت یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی کہ مرغ زندہ ہو گیا اس پر حضرت عبدالقادر جیلانی نے عورت سے کہا'' جس وقت تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچ جائے گا تو اُسے اجازت ہوگی کہ جو چاہے کھائے۔۔۔۔۔۔!

اسی طرح شیخ محمد صادق شیبانی سے روایت ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے

والد لاولد تھے۔ اُن کی بیوی حضرت غوثِ اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اولاد کیلئے دُعا کرنے کی درخواست کی۔ شیخ نے اُنکے حق میں دُعا کرنے کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہیں بیٹا عطا کرے گا۔ قدرت خدا کی دیکھئے کہ وہ اُسی شب حاملہ ہو گئیں مگر مقررہ مدت کے بعد لڑکے کی جگہ لڑکی پیدا ہوئی۔ حضرت عبدالقادر جیلانی کو جب اس بات کی اطلاع پہنچائی گئی تو آپ نے اطلاع لانے والے سے فرمایا۔ ''اچھی طرح جا کر دیکھو وہ لڑکا ہے۔ لڑکی نہیں ہے۔ گھر جا کر دیکھا گیا تو واقعی لڑکا تھا۔ پھر آپ نے اس لڑکے کا نام شہاب الدین تجویز فرمایا اور کہا کہ خدا کے فضل سے یہ طویل عُمر پائے گا اور اپنے وقت کا بزرگِ کامل ہو گا۔ شیخ عبدالقادر کے فرمان کے مطابق شہاب الدین اپنے وقت کے ولی کامل ثابت ہوئے اور انہوں نے طویل عمر پائی

گمشدہ لڑکی کا مل جانا

اِسی طرح ابو سعد کا بیان ہے کہ اُن کی کنواری بیٹی فاطمہ ایک روز اچانک مکان کی چھت پر سے غائب ہو گئی۔ کافی کھوج لگایا گیا مگر اس کا کوئی اتہ پتہ نہ چل سکا۔ چنانچہ میں ہر طرف سے مایوس ہو کر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ کچھ دور کرخ کا جنگل واقع ہے آج رات تم وہاں چلے جانا اور پانچویں ٹیلے کے قریب زمین پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ کر وہاں بیٹھ جانا۔ جس وقت تم دائرہ کھینچو تو یہ الفاظ پڑھنا۔ باسم اللہ فیہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ، جب کافی رات گزر جائے گی جنات کی ایک جماعت تمہارے پاس آئے گی جن کی صورتیں بہت خوفناک اور ڈراؤنی ہوں گی مگر ہمت سے کام لینا ہو گا۔ پھر اگلی صبح جنات کا سردار ایک لشکر کے ہمراہ تمہارے پاس آئے گا اور وہ تم سے وہاں آنے کا مقصد پوچھے گا۔ تم جنات کے سردار سے کہہ دینا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے اور اس کے ساتھ ہی تم اُس کے سامنے اپنی بیٹی کا واقعہ بیان

کر دینا ابو سعد کا بیان ہے کہ جب میں شیخ صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پانچویں ٹیلے کے پاس دائرے میں بیٹھ گیا تو خوفناک قسم کے چہرے چاروں اطراف سے میری جانب بڑھنے لگے مگر اُن میں سے کسی نے بھی دائرے کے اندر داخل ہونے کی جرات نہ کی۔ تمام رات مہیب قسم کے چہرے جماعتوں کی صورت میں دائرے کے قریب آتے رہے اور مختلف طریقوں سے مجھے خوفزدہ کرتے رہے مگر شیخ کی ہدایت کے مطابق میں ہمت کر کے ڈٹا رہا۔ پھر اگلی صبح جنات کا سردار خچر پر سوار ہو کر میرے پاس آیا اور مجھ سے میرے آنے کی وجہ دریافت کی۔ میں نے اُسے بتا دیا کہ مجھے شیخ عبدالقادر نے اُس کے پاس بھیجا ہے۔ شیخ کا نام سنتے ہی وہ خچر سے نیچے اُتر آیا اور زمین کو بوسہ دیتے ہوئے دائرے کے قریب بیٹھ گیا۔ اُس کے ساتھی بھی آس پاس بیٹھ گئے۔ میں نے سردار کو اپنی لڑکی کے غائب ہونے کا واقعہ من وعن بتا دیا۔ اس پر سردار نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا، بولو یہ کام کس کا ہے مگر سب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ جس پر سردار نے انہیں چھان بین کیلئے روانہ کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ ایک جن کو پکڑ لائے اُن کے ساتھ میری گمشدہ لڑکی فاطمہ بھی تھی۔ مجھے اُن جنات کی زبانی معلوم ہوا کہ میری بچی کو اُٹھانے والے جن کا تعلق ختن کے علاقے سے ہے۔ سردار نے اس سے کہا ارے بد بخت تو نے قطب کی رکابی کے نیچے سے چوری کر کے ہم سب کو بدنام کر دیا ہے۔ جس پر جن نے جواب دیا۔ ''سردار مجھے یہ لڑکی اتنی اچھی لگی کہ میں اسے اُٹھانے پر مجبور ہو گیا''۔ مزید اپنی صفائی میں میرے پاس کہنے کو اور کچھ نہیں ہے۔ ابو سعد کا بیان ہے کہ سردار نے میری بیٹی کو میرے حوالے کر دیا اور مذکورہ جن کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا۔ پھر سردار مجھ سے مخاطب ہوا۔ حضرت شیخ عبدالقادر سے میری طرف سے معافی مانگ کر عرض کرنا کہ

میں اس واقعہ کے بارے میں بے خبر تھا۔ جنات کے سردار نے شیخ کے بارے میں بتایا کہ وہ اُن کے انتہائی فرمانبردار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جن و انس پر غلبہ دیا ہے کیونکہ وہ سب کے شیخ اور دستگیر ہیں۔

لوگ آپ کو محی الدین بھی کہتے تھے۔ایک بار کسی شخص نے جب آپ سے اس بابت دریافت کیا تو اس پر شیخ عبدالقادر جیلانی نے اس شخص کو ایک واقعہ سنایا جو کچھ اس طرح سے تھا کہ ایک روز آپ بغداد کی طرف ننگے پاؤں نکل آ ہے وہاں انہیں ایک انتہائی بیمار اور لاغر شخص دکھائی دیا جو کمزوری اور نقاہت کے باعث اپنے قدموں پر کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ شیخ عبدالقادر کا کہنا ہے کہ اُس شخص نے مجھے اپنے قریب آنے کیلئے کہا۔ جب میں قریب گیا تو اس شخص نے کہا کہ آپ مجھے بٹھا دیجیئے۔ میں نے انہیں احتیاط کے ساتھ زمین پر بٹھا دیا جس کیساتھ ہی اس شخص کا جسم تندرست و توانا ہوگیا اور چہرے پر بھی کسی قسم کی بیماری کے آثار باقی نہ رہے۔ میں یہ دیکھ کر خاصا خوفزدہ ہوا کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ میری پریشانی اور گھبراہٹ کو بھانپتے ہوئے وہ شخص بولا عبدالقادر! میں دین ہوں شاید تم مجھے پہچان نہیں سکے۔ میری حالت بہت خراب ہوچکی تھی مگر آپ کی وجہ سے مجھے نئی زندگی میسر آ گئی ہے۔ اتنا واقعہ سنانے کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا کہنا ہے کہ میں اس شخص کو چھوڑ کر ایک جامع مسجد آ گیا تو وہاں ایک اور شخص مجھے ملا جس نے مجھے جوتی لا کر دی اور انتہائی عاجزی سے بولا ''میرے سردار محی الدین'' پھر تھوڑی دیر بعد جب میں نماز سے فارغ ہوا تو لوگ عقیدت واحترام کے جذبے سے میری جانب بڑھنے لگے وہ میرے ہاتھ چومتے اور بلند آواز میں کہتے اے محی الدین تم پر سلامتی ہو۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کا کہنا ہے کہ اس واقعہ سے قبل کسی نے مجھے محی الدین کے نام سے مخاطب نہیں کیا تھا (بہجۃ الاسرار)

حالت بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف

ایک روز کا ذکر ہے کہ شیخ ہزاروں افراد کی مجلس میں موجود تھے اس وقت شیخ علی بن الہیتی بھی ان کے قریب ہی چبوترے کے نیچے بیٹھے اُونگھ رہے تھے۔ شیخ صاحب چند لمحے خاموشی سے حاضرین مجلس کی باتیں سنتے رہے اور پھر اچانک انہیں خاموش رہنے کی ہدایت فرمادی۔ جس پر ساری مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی چبوترے سے نیچے اُترے اور شیخ علی بن الہیتی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اس کے چند ہی لمحوں بعد شیخ علی بن الہیتی نے جواب دیا اس پر شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا پس اسی لیے میں تمہارے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہوں۔ شیخ نے پھر دریافت کیا تم سے حضور نے کیا ارشاد فرمایا۔ شیخ الہیتی نے کہا کہ مجھے آپ کی خدمت کا موقع دیا گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد جب شیخ علی بن الہیی کے معتقدین نے ان سے دریافت کیا کہ انہوں نے شیخ عبدالقادر کی اس قدر تعظیم کیوں کی تب انہوں نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا عبدالقادر نے وہی کچھ عالمِ بیداری میں دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس روز مجلس میں موجود سات آدمی وجود کی حالت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس کے علاوہ کئی افراد کو غشی کی کیفیت میں اُن کے گھروں تک پہنچایا گیا مگر وہ بھی جانبر نہ ہو سکے اور خالقِ حقیقی سے جا ملے

مزارات پر حاضری

گنبد خضری پر حاضری:

ایک مرتبہ حضرت غوث الوریٰ قدس اللہ سرّہ العزیز، نبی کریم، رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ اطہر پر چالیس روز تک کھڑے یہ دو شعر پڑھتے رہے:

ذنوبی کموج البحر بل ھی اکثر!
کمثل الجبال الشم بل ھی اکبر
ولکنھا عند الکریم اذا عفا
جناح من البعوض بل ھی اصغر

دوسری مرتبہ جب حاضر ہوئے تو گنبد خضریٰ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا
تقبل الارض عنی وھی نائبتی!
وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت
فامدد یمینك کی تحظیٰ بھا شفتی (۱)

پس اسی وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک نمودار ہوا۔ آپ نے مصافحہ کیا۔ اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا۔ (۲)

(تفریح الخاطر ص ۲۵ سطر ۳ تا ۱۱ مطبوعہ مصر)

---

(۱) دوری کی حالت میں اپنی روح کو آپ کی بارگاہ میں بھیجا کرتا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں۔ سو اپنا دایاں ہاتھ مبارک بڑھایئے تاکہ ان کو بوسہ دینے کا شرف میرے ہونٹوں کو حاصل ہو۔

(۲) اسی قسم کا واقعہ علامہ یافعی علیہ الرحمہ نے بھی شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمہ کے متعلق روض الریاحین میں بھی درج فرمایا ہے۔

امام احمد (۱) بن حنبل قدس سرّہ العزیز کے مزار مبارک پر حاضری

حضرت علی بن الہیتی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ بقا بن بطو علیہ الرحمۃ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے تو میں نے اس وقت دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی قبر مبارک سے باہر نکل کر آپ کو اپنے سینہ سے لگایا اور کہا اے شیخ عبدالقادر ! میں علم شریعت، علم حقیقت اور علم حال میں آپ کا محتاج ہوں۔ (قلائد الجواہر ۳۹، تحفہ قادریہ ص ۸۷ سفینۃ الاولیاء ص ۶۳)

ہے تری ذات عجب بحر حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے اسی منقبت میں ہی فرمایا ہے:

سر بھلا کوئی کیا جانے کے ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حضرت معروف (۲) کرخی رحمۃ اللہ القوی کے مزار مبارک پر حاضری

حضرت علی بن الہیتی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ میں حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ القوی کے مزار مبارک پر حاضر ہوا تو حضرت نے حاضر ہو کر کہا۔ اے شیخ معروف کرخی السلام علیکم آپ ہم سے ایک درجہ آگے ہیں۔ پھر دوسری مرتبہ زیارت کے لیے حاضری دی تو میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے اس دفعہ کہا اے معروف کرخی السلام علیکْ ہم آپ سے دو درجہ آگے بڑھ گئے تو شیخ معروف کرخی علیہ رحمتہ نے قبر شریف میں سے جواب دیا اے اہل زمانہ کے سردار! وعلیکم السلام۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۳، قلائد الجواہر ص ۳۹، تحفہ قادریہ ص ۵۱،۵۲)

فائدہ: مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ مردوں کا بات چیت کرنا، یہ قسم تو پہلی قسم (مردوں کو زندہ کرنا) سے بھی زیادہ واقع ہوئی ہے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ ابوسعید خراز سے اور پھر شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت سے روایت ہے۔ جن میں سے آخری بزرگ علامہ تاج الدین سبکی کے والد ماجد حضرت شیخ امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمتہ ہیں۔ (جمال الاولیاء ص ۲۳)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ عارف باللہ شیخ محمود کردی شجانی مقیم مدینہ منورہ کی کتاب الباقیات الصالحات میں وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی توجہ سلام کیا تو اپنے کان سے واقعی طریقے سے سلام کا جواب سنا اور آپ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے لڑکے کا نام ان کے نام پر رکھیں پھر ان کے لڑکا ہوا اور اُس کا نام انہوں نے حمزہ رکھا۔ (جمال الاولیاء ص ۳۶)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں نے مندرجہ بالا واقعہ شیخ کردی کی کتاب الباقیات الصالحات میں خود دیکھا ہے۔ (جامع کرامات الاولیا جلد ۱ ص ۶)

---

(۱) شیخ الاسلام والمسلمین علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمتہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمتہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالحسن بن زاغونی سے مروی ہے کہ جب ابوجعفر بن ابوموسے کو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمتہ کے پہلو میں دفن کیا تو سیدنا امام احمد بن حنبل کا جسم ان کی قبر میں ایک سوراخ سے دکھائی دیا تو آپ کا کفن مبارک بالکل صحیح تھا۔ کہیں سے پھٹا ہوا بھی نہ تھا اور نہ ہی اس کا رنگ تبدیل ہوا تھا۔ حالانکہ سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمتہ کو انتقال فرمائے ہوئے دوسو تیس سال گزر چکے تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۷۶، مطبوعہ حیدرآباد دکن)

(۲) حضرت معروف کرخی علیہ الرحمتہ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کی قبر شریف پر مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ اہالیانِ بغداد آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے بارش کی طلب کے لیے دعا کرتے تھے تو بارش ہونی شروع ہو جاتی۔ آپ کی قبر شریف تریاق مجرب ہے۔ ۲۰۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

امام ابوالقاسم قشیری، علامہ جلال الدین السیوطی اور علامہ عبداللہ الیافعی علیہم الرحمتہ نے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے جس سے اولیاء کرام کی حیات کا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔

مکہ مکرمہ میں ایک شخص نے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے استاذ! کل ظہر کے وقت میرا انتقال ہوگا۔ یہ اشرفی لیجیے۔ اس میں سے آدھی اشرفی قبر کھودنے والے کو اور آدھی اشرفی کا کفن خریدنا۔ جب دوسرا دن آیا اور ظہر کا وقت ہوا تو وہ مرید آیا اور طواف کیا اور کچھ دور جا کر انتقال کیا جب شیخ نے غسل و کفن دے کر لحد میں رکھا تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والا نہیں مرتا۔

(رسالہ قشیریہ ص ۱۵۳، شرح الصدور ص ۸۶، ۸۷، روض الریاحین ص ۲۰۴، ۲۰۵)

علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرّہ السبحانی اپنی بیعت کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے شیخ عارف باللہ تعالیٰ حضرت محمد شناوی رضی اللہ عنہ نے میری بیعت اپنے شیخ سید احمد بدوی رحمتہ اللہ القوی کے گنبد کے اندر ان کے چہرہ کے مقابل لی اور مجھے اپنے ہاتھ سے ان کے سپرد کیا چنانچہ حضرت نے اپنا ہاتھ قبر مبارک سے نکال کر میرا ہاتھ پکڑ لیا تو حضرت محمد شناوی علیہ الرحمتہ نے ان سے عرض کیا یا حضرت آپ کی نگاہ اس عبدالوہاب شعرانی پر رہے اور اس کو آپ کی آنکھوں میں رکھیں تو اس پر میں نے خود سنا کہ حضرت سید احمد بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قبر مبارک سے فرمایا: اچھا۔

علامہ شعرانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے عرس پاک میں دیر سے پہنچا۔ وہاں بعض اولیاء اللہ موجود تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت سید احمد بدوی علیہ الرحمتہ اپنی قبر مبارک کا پردہ ہٹا کر فرماتے تھے کہ عبدالوہاب نے دیر لگائی ہے کہ وہ ابھی نہیں آیا۔

(طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸۶)

غوث الاعظمؓ کی حق گوئی و بے باکی

حضرت غوث اعظم کی بے باکی اور حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ اُس دور کے سلاطین اور امرا کے ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا تھا۔ آپ کی پاک ذات اور شخصیت کا وقت کے حاکم بھی احترام کرتے تھے کوئی طبقہ، جماعت یا گروہ ایسا نہ تھا جو کہ آپ کے دائرہ اصلاح سے باہر ہو۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ معروف کا حکم دیتے تھے اور منکر سے روکتے تھے وزرا، قاضیوں، خلفاء اور عوام الغرض کہ سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ کام بھری مجلسوں میں اور برسرِ منبر فرماتے تھے۔ اگر کوئی خلیفہ کسی ظالم کو حاکم بناتا آپ اس پر نکیر کرتے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت آپ کو حق گوئی سے نہیں روک سکتی تھی۔ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے ابن مرجم الظالم کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا۔ اس فیصلے سے رعایا میں سخت بے چینی پھیل گئی اس واقعہ کے بارے میں جب غوث الاعظمؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر خلیفہ وقت کو کچھ یوں مخاطب کیا۔ ”تم نے ایک ایسے شخص کو مسلمانوں کا حاکم بنا دیا ہے جو سخت ظالم ہے مگر سوچو کہ جب تم اپنے خدا کے دربار میں پیش ہو گے تو کیا جواب دو گے“ کہا جاتا ہے کہ عبدالقادر جیلانیؒ کے یہ الفاظ سن کر خلیفہ وقت کانپ اُٹھا اور اس قدر اشک بار ہوا کہ اس کا دامن تر ہو گیا اور اسی وقت ابنِ مرجم الظالم کو قاضی کے عہدے سے برطرف کر دیا۔

حضرت غوث الاعظمؓ ہر قسم کے دنیاوی لالچ سے بے نیاز تھے۔ خلفائے بنو عباس وامرائے سلطنت کو آپ کے حلقہ بگوش کا شرف حاصل تھا۔ فیاضی کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ نے تجارت کا پیشہ بھی اپنا رکھا تھا اور اس سے جو رقم آتی تھی اُس سے اللہ کے غریب بندوں کی امداد فرمایا کرتے تھے۔

پابندِ عہدِ باوفا

حضرت غوث الاعظمؓ کے ایک جلیل القدر معاصر حضرت شیخ معمر جرارہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیسا خلیق فراخ دل، پابندِ عہد با وفا اور بامروت انسان میری نظروں سے نہیں گزرا وہ اپنی عظمتِ روحانی وفضیلت علمی کے باوجود بہت ہی متواضع تھے۔ جولوگ عمر میں بڑے ہوتے اُن کی عزت کرتے اور چھوٹوں سے شفقت فرماتے اوران سے عجز وانکساری کے ساتھ پیش آتے تھے لیکن بادشاہوں، وزیروں اور وقتِ حاکم کی تعظیم کیلئے آپ کبھی نہ اُٹھے اور نہ کبھی کسی سلطان کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ غریبوں، مسکینوں اور بے آسرا لوگوں میں بیٹھ کر مجھے مسرت ہوتی ہے۔ امیروں کی ہم نشینی کی آرزو تو ہر شخص کو ہوتی ہے مگر ان غریبوں کی محبت کسے نصیب ہوتی ہے۔ ایک شخص انتہائی خستہ حالی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دریافت کرنے پر اُس ملول شخص نے کہا۔۔۔۔

''آج میں دریا کے کنارے گیا اور ملاح سے کہا کہ وہ مجھے کشتی میں بٹھا کر دوسرے کنارے تک پہنچا دے لیکن اُس نے میری درخواست ماننے سے انکار کر دیا۔ ابھی اُس شخص نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تیس دینار بطور ہدیہ پیش کیے۔ آپ نے فوراً وہ تیس دینار لے کر اس مفلس شخص کو دیتے ہوئے کہا اب اس ملاح کے پاس جا اور اس کو کہہ دے کہ آئندہ کبھی کسی فقیر کا سوال رد نہ کرنا۔ پھر شیخ نے اپنی قمیض بھی اتار کر اس شخص کی نذر کر دی۔ وہ شخص جب اسے لے جانے میں متامل ہوا تو اس سے پھر بیس دینار دے کر خرید لی

رقیق القلب اور مقبول بارگاہِ الٰہی

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بہت رقیق القلب، خدا ترس اور متقی پرہیز گار تھے۔ آپ کے مکارم اخلاق عیاں تھے، برائی سے دور رہتے۔ مقبول بارگاہ الٰہی تھے کسی شخص کو تکلیف اور دکھ میں مبتلا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ دوسروں کی راحت کیلئے خود کو تکلیف میں مبتلا کر کے بھی فرحت محسوس کرتے۔ ایک مرتبہ آپ حج پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں حلہ نامی ایک قصبے میں قیام فرمایا جہاں مفلسی کے اعتبار سے ایک بوڑھا شخص کچھ زیادہ ہی ابتر حالت میں تھا۔ آپ سیدھے اس کے مکان پر تشریف لے گئے جو کہ ایک خستہ حال کٹیا تھی جس کی دیواریں گر چکی تھیں اور پردے کیلئے بوسیدہ چادریں لٹکی ہوئی تھیں۔ اس جھونپڑی میں تین افراد پر مشتمل کنبہ رہتا تھا۔ یعنی ایک بوڑھا خود تھا دوسری اس کی بیوی اور تیسری ان کی بیٹی تھی۔ آپ نے صاحب خانہ سے مکان میں رہنے کی اجازت طلب فرمائی۔ جیسا کہ روایت ہے کہ عرب لوگ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں بھی مہمانوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں۔ بوڑھے نے بھی (اھلاً وسھلاً) کہا اور یوں شیخ ان کے کٹیا نما مکان میں ٹھہر گئے۔ ادھر اسی دوران تمام علاقے میں آپ کی آمد کی خبر پھیل گئی اور تمام لوگ تحائف وغیرہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کئی امیر لوگوں نے آپ کو اپنے ہاں چلنے کی دعوت دی لیکن آپ نے معذرت ظاہر کی لیکن انہوں نے سونا، چاندی، مویشی اور غلہ وغیرہ کی صورت میں جو نذرانے آپ کو پیش کئے آپ نے وہ سب اپنے میزبان کی نذر کر دیئے پھر اس سے اگلی رات آپ مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ چند ہی برسوں میں وہ بوڑھا شخص اپنے علاقے کا امیر کبیر اور اہل ثروت شخص بن کر سامنے آیا

اسلام کے داعی اکبر

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ظاہری علوم وفنون کے ہر شعبہ میں کامل تھے مگر اللہ نے ان کو علم وعرفان میں وہ درجہ عطا فرمایا تھا کہ جو کاملوں میں کم کو عطا ہوتا ہے وہ سراپا ایمان و یقین تھے وہ صرف حال سے باتیں کرتے تھے۔ ان کے گفتار و رفتار سے لوگوں کے دلوں میں عظیم انقلاب برپا ہوتا تھا وہ اسلام کے داعی اکبر تھے سلفی المذہب تھے۔ دین کے پیرو اور شارح تھے۔ غنیۃ الطالبین فقہ حنبلی پر حضرت کی مشہور کتاب ہے کتاب وسنت محمدی حضرت کے دین و مذہب، فکر ونظر، وعظ وارشاد کا مرکز ومحور ہے۔ حضرت کا طریقہ احسان بھی تمام تر کتاب وسنت وتعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبنی ہے جس میں فلسفہ وکلام اور وحدت الوجود کی بحثوں کو مطلق دخل نہیں ہے حضرت کا اصل کمال سوز و یقین حضور وشہود اور سنت وملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عشق وشیفتگی، دل سوزی اور خلق اللہ کیلئے بے پناہ محبت وشفقت کا جذبہ ہے

زاہدوں اور عابدوں کا گھرانہ

شیخ عبدالقادر جیلانی کا گھرانہ زاہدوں اور عابدوں پر مشتمل تھا۔ مشہور ہے کہ ایک بار جیلان میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے بارانِ رحمت کیلئے نماز استسقا ادا کی مگر اس کے باوجود خدا کی رحمت جوش میں نہ آئی۔ جیلان کے مشائخ اور علمائے کرام شیخ عبدالقادر جیلانی کی پھوپھی کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے بارش کی دعا کرنے کو کہا۔ انہوں نے فوراً صحن میں جھاڑو دی اور پھر فلک کی طرف منہ اٹھا کر کہا ”اے میرے رب جھاڑو میں نے دی ہے رحمت کے موتی تو برسا دے“ کہا جاتا ہے اسی لمحے اس زور کی بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گیا۔ ایک بار لوگوں نے شیخ سے دریافت کیا

کہ انہیں اس بات کا کب احساس ہوا کہ وہ ولی ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا "میں دس سال کی عمر میں جب گھر سے مکتب جایا کرتا تھا تو میرے استاذ میرے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے ولی کیلئے جگہ فراخ کر دو تا کہ وہ اس پر بیٹھ سکے" پھر ایک روز کوئی اجنبی شخص آیا جسے میں بالکل نہیں جانتا تھا

اس نے مجھے بتایا کہ میں نے فرشتوں سے سنا ہے عنقریب اس لڑکے کی بڑی شان ہوگی۔ یہ جہاں جائے گا روکا نہیں جائے گا۔ یہ محجوب نہیں ہوگا اور اس سے مکر نہیں کیا جائے گا پھر میں نے اس شخص کو چالیس سال بعد پہچانا۔ وہ ابدالوں میں سے ایک تھا جبکہ میں اس وقت کمسن تھا۔ جب میں محلے کے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا تو کوئی غیبی آواز قریب سے پکار کے مجھے کہتی "ہمارے پاس آؤ" یہ آواز صرف مجھے سنائی دیتی تھی اور میں ڈر کر ماں کی اوڑھنی میں پناہ لے لیا کرتا تھا۔ آج بھی میں تنہائی کے عالم میں وہ آواز سنتا ہوں۔ آج بھی کوئی کہتا ہے ہمارے پاس آؤ۔ پھر جوانی میں بھی مجھے اس آواز کی بازگشت سنائی دیتی تھی مگر آواز دینے والا میری نگاہوں سے پنہاں ہی رہتا تھا۔ مجاہدے کے دنوں میں جب مجھ پر غنودگی طاری ہوتی تھی تو کوئی مجھ سے کہتا "عبدالقادر ہم نے تمہیں سونے کیلئے پیدا نہیں کیا۔ بے شک ہم اس وقت بھی تمہارے دوست تھے جب تم کچھ بھی نہ تھے اور اگر تم اب کچھ ہو گئے ہو تو کہیں ہم سے غافل نہ ہو جانا۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا دل بے حد گداز تھا۔ آنکھوں کے پیمانے چھلک پڑتے تھے وہ اللہ سے ڈرنے والے اور اسکا خوف اور ڈر رکھنے والے تھے اور انکی دعائیں قبول ہوتی تھیں

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں بہت زبردست سیلاب آیا اور پانی دریا کے کناروں سے اچھل کر بغداد کی جانب بہنے لگا۔ اہل بغداد گھبرا اٹھے اور سیدنا غوث اعظم کی خدمت

میں حاضر ہو کر دعا کیلئے التجا کی۔ حضرت غوث اعظم نے اسی وقت اپنا عصا لیا اور لوگوں کے ہمراہ چل پڑے۔ دریا کے کنارے پہنچ کر انہوں نے اپنا اعصائے مبارک وہاں گاڑھ دیا اور فرمایا بس یہیں رک جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی طغیانی تھم گئی اور سیلاب کا پانی اترنا شروع ہو گیا اور دریا کا بہاؤ معمول پر آ گیا

سچ مچ پیروں کے پیر

سیدنا غوث اعظم کی تعلیمات کرامات اور عادات وخصائل کی جھلک آج تک کسی اور ولی اللہ میں نہیں ملی۔ وہ سچ مچ پیروں کے پیر اور اولیاؤں کے اولیاء تھے۔ غالباً یہ چھٹی صدی ہجری کے آخر کی بات ہے کہ ایک روز شیخ صدقہ بغدادی اچانک پکار پکار کر کہنے لگے۔ ایسا کوئی نہیں ہے جو مجھ جیسا ہے۔ یہ بات کسی نہ کسی طرح خلیفہ وقت تک پہنچ گئی۔ جن کے حکم پر شرعی حد کے مطابق سزائے موت سنادی گئی لیکن ابھی جلاد نے انکا سر قلم کرنے کیلئے تلوار سونتی ہی تھی کہ اس کا بازو شل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے خلیفہ پر سخت ہیبت طاری ہوئی اور اس نے فوراً شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے معافی طلب کی اور انکی رہائی کا فی الفور حکم صادر کیا مگر شیخ صدقہ کو اس سزا یا رہائی سے کسی قسم کی خوشی یا خوف محسوس نہ ہوا وہ قید خانے سے نکل کر ایک بار پھر بغداد کے گلی کوچوں میں نکل آئے۔ یہاں انہوں نے ایک عجب منظر یہ دیکھا کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ ایک مدرسے کی طرف رواں دواں ہیں۔ شیخ صدقہ بھی ہجوم میں شامل ہو گئے وہ ابھی تک ورطہ حیرت میں پڑے ہوئے تھے اور بار بار یہی کہہ رہے تھے کہ ایسا کوئی نہیں جو مجھ جیسا ہو میرا کوئی ہم پلہ نہیں ہے مگر جب وہ اس مدرسے کے صحن میں داخل ہوئے تو انہیں ہوش آ گیا اور اب وہ اس حیرت میں تھے کہ یہ کونسی جگہ ہے اور یہاں اس قدر لوگ کیوں اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہر طرف تسبیح وتہلیل اور درود وسلام کی

بازگشت گونج رہی تھی پھر یکا یک حاضرین مجلس پر ایک ہیبت ناک قسم کی خاموشی سی طاری ہوگئی۔ شیخ صدقہ بغدادی نے دیکھا کہ مدرسے کے حجرے سے ایک دبلے پتلے بزرگ برآمد ہوئے ہیں۔ ان کا قد درمیانہ، رنگ گندمی، داڑھی لمبی اور سینہ خاصا فراخ تھا۔ ان بزرگ کو دیکھتے ہی وہاں پر موجود سینکڑوں افراد نے اپنے دامن چاک کر ڈالے۔ یہ منظر شیخ صدقہ کیلئے یقیناً بہت عجیب وغریب تھا۔ وہ یہ سوچ کر حیرت میں ڈوبے جارہے تھے کہ ان بزرگ نے نہ کوئی کلام کیا نہ قاری کو قرآت کا حکم دیا پھر لوگوں پر یہ ردعمل کیونکر ہو مگر اسی لمحے اس بزرگ نے شیخ صدقہ بغدادی کو ایک نظر دیکھ کر رعب دار آواز میں کہا میرا ایک مرید صرف ایک قدم میں بیت المقدس سے یہاں آ گیا ہے۔ اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے یہ گریبان چاکی دراصل اسی کی ضیافت ہے شیخ بغدادی نے دل میں خیال کیا کہ جو شخص ایک ہی قدم میں بیت المقدس سے بغداد پہنچ جائے وہ اس بات سے توبہ کرتا ہے۔ اس مقام اور مرتبے پر پہنچنے کے بعد اُسے بھلا کسی پیر کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے مگر اسی دوران بزرگ نے ایک بار پھر باآواز بلند کہا کہ جو شخص وقت کی لگام کھینچنے پر قادر ہونے کے باوجود مجھ سے رجوع نہ کرے وہ اس امر کا محتاج ہوتا ہے کہ میں اُسے خدا کی محبت کا راستہ دکھاؤں۔ بزرگ عالم جلال میں منبر پر کھڑے ہوکر بولتے چلے گئے۔ میری تلوار مشہور ہے میری کمان چلنے پر اور میرا تیر کمان پر چڑھا ہوا ہے۔ میرا تیر صائب اور میرا نیزہ بے خطا ہے۔ میرا گھوڑا زین کسا ہے اور میں خدا کی روشن آگہی ہوں۔ میں وہ بحر ہوں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ میں صبر میں رہ کر بھی کلام کرنے والا ہوں۔ میں محفوظ ہوں اور ملحوظ ہوں۔ پہاڑوں کے رہنے والے لوگو تمہارے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ گرجا والو تمہارے گرجا گھر گر گئے

تم خدا کی طرف آؤ میں خدا کے احکامات میں سے ایک ہوں۔ مجھ سے ایک دن اور ایک رات میں ستر مرتبہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا تا کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے پرورش پائے کہا جاتا ہے کہ بزرگ کا خطاب سن کر شیخ صدقہ بغدادی دیوانوں کی مانند ہجوم کو چیرتے ہوئے منبر تک پہنچے اور بزرگ کے قدموں پر سر رکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ یہ نیک بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی تھے جن کے جمال و جلال کے سامنے کوئی دوسرا ولی اللہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔

ہیبت و جلال

آپ کی ہیبت و جلال کا یہ عالم تھا کہ مجالس میں ہزاروں افراد کی موجودگی کے باوجود کسی کے سانس لینے کی آواز نہیں آتی تھی۔ دوران وعظ کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ اپنی جگہ سے بھی ہل جائے یا کوئی سرگوشی کرے البتہ وعظ کی اثر انگیزی سے اگر کوئی شخص آہ وزاری کرتا یا وجد و حال کی کیفیت میں آ جاتا تو وہ الگ بات تھی۔ اگر آپ کا نامہ مبارک کسی خلیفہ کے پاس پہنچتا تو وہ اُسے چوم کر آنکھوں سے لگاتا اور آپ کی تحریر پر پورا پورا عمل کرتا۔ نہ صرف مکتوبات میں بلکہ آپ خلفا کی غلط حرکات پر بھی انہیں سختی سے ٹوکتے اور منع فرماتے تھے لیکن آپ کی بے مثال قبولیت عامہ کی وجہ سے کسی خلیفہ کی مجال نہ تھی کہ آپ پر ٹیڑھی نگاہ ڈالے۔ بڑے بڑے سلاطین اور امراء آپ کی پاک محافل میں حاضر ہوتے اور انتہائی ادب سے دوزانو ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے۔ آپ بسا اوقات انہیں سخت الفاظ میں نصیحت بھی فرماتے جسے وہ نہایت ادب خاموشی اور توجہ سے سنتے ہیں

شیخ عمر بزاز کا بیان ہے کہ ایک روز میں عبدالقادر کی معیت میں نماز جمعہ کی غرض سے جا رہا تھا کہ راستے میں کسی شخص نے آپ کو سلام تک نہ کیا حالانکہ اسکے برعکس پہلے آپ جس گلی کوچے سے بھی گزرتے تھے ہجوم آپ کی زیارت کے لئے

امنڈتے چلے آتے تھے۔ میں بہت حیرت میں تھا کہ آخر قصہ کیا ہے۔ ابھی میں دل کی بات زبان پر بھی نہ لایا تھا کہ شیخ نے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا جس کے ساتھ ہی ہر سمت سے لوگ سلام وزیارت کے لئے اُمڈ پڑے۔ پھر حضرت عبدالقادر جیلانی نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کیوں بزاز تیری ہی خواہش تھی۔ تمہیں شاید یہ علم نہیں کہ بفضل خدا لوگوں کے دل میری مٹھی میں ہیں اور جب چاہوں انہیں اپنی طرف پھیر لوں

شیطان کی ٹھکائی

شیخ عبدالقادر جیلانی کا کہنا ہے کہ میں دینی علوم کی تکمیل کے بعد تیس برس تک عراق کے جنگلوں، بیابانوں میں گھومتا پھرتا رہا۔ نہ مخلوق مجھے جانتی تھی نہ میں مخلوق کو جانتا تھا۔ میرے پاس جن اور بھوت پریت وغیرہ آیا کرتے تھے میں انہیں اللہ کا کلام پڑھایا کرتا تھا۔ کبھی کبھی شیطان بھی میرے پاس آتا تھا اور مجھے دھمکی دیتا تھا کہ اگر میں یہاں سے نہ گیا تو وہ میرا بہت برا حشر کرے گا مگر جب میں اسے طمانچہ مارتا تو وہ بھاگ جاتا۔ پھر میں لاحول پڑھتا تو وہ جل جاتا۔۔۔۔۔۔!

ایک مرتبہ شیطان انتہائی خوفناک صورت کے ساتھ میرے سامنے آیا۔ اس کی بو ہزاروں میل تک پھیلی ہوئی تھی۔ پھر وہ انتہائی مکاری سے کہنے لگا میں تمہارے قدموں میں رہ کر تمہاری خدمت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تم نے میری ذریت کو تھکا مارا ہے۔ میں نے اسے سختی کے ساتھ وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا مگر اس نے انکار کر دیا پھر اسی لمحے کوئی غیبی ہاتھ ابلیس کے اوپر آن کر پڑا اور وہیں زمین میں دھنستا چلا گیا

حضرت عبدالقادر جیلانی ایک روز صبر و استقامت اور ایثار کے موضوع پر حاضرین مجلس کو درس دے رہے تھے کہ اچانک خاموشی اختیار کر لی۔ حاضرین حیرت میں پڑ گئے کہ الٰہی ماجرا کیا ہے پھر اگلے ہی لمحے آپ نے آسمان کی جانب انگلی اٹھائی

اور حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ''صرف سو دینار درکار ہیں'' آپ کا ارشاد سننا تھا کہ بے شمار لوگ سو سو دیناروں کی تھیلیاں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے مگر آپ نے صرف ایک شخص سے سو دینار قبول کئے اور ایک خادم کو حکم دیا کہ یہ رقم لے کر مقبرہ سونیز پر جاؤ، وہاں تمہیں ایک بوڑھا شخص بربط بجاتا نظر آئے گا اسے یہ دینار دے کر واپس چلے آنا خادم آپ کا حکم بجالایا اور فوراً مقبرہ سونیز پر پہنچ گیا جہاں سچ مچ ایک بوڑھا بربط بجا رہا تھا۔ خادم نے سو دینار اس کی ہتھیلی پر رکھ دیئے مگر بوڑھا ایک فلک شگاف چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جب دوبارہ ہوش میں آیا تو خادم نے اسے بتایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے تجھے یاد فرمایا ہے۔ بوڑھا فوراً اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب دونوں حضرت عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بوڑھے سے فرمایا کہ وہ اپنا قصہ بیان کرے۔ بوڑھا بولا، اے حضرت میں عالم شباب میں نہایت عمدہ گایا بجایا کرتا تھا۔ مجھے بربط نوازی پر کمال حاصل تھا لوگ میری آواز کے شیدائی تھے مگر جب میں بڑھاپے کی دہلیز میں داخل ہوا تو میری مقبولیت میں کمی آ گئی میں نے دل شکستہ ہو کر فیصلہ کیا کہ اب صرف مردہ لوگوں کو اپنا گانا سنایا کروں گا۔ اسی لئے میں نے شہر خموشاں میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں پر گانے بجانے لگا ایک روز میں حسب معمول وہاں پر گانے میں مصروف تھا کہ اچانک ایک قبر سے آواز آئی ''اے شخص تو کب تک مرے ہوئے لوگوں کو اپنا نغمہ سناتا رہے گا اب تو اپنے اللہ کی جانب رجوع کر'' یہ سن کر میرے اوپر سخت خوف اور لرزہ طاری ہو گیا اور میں عالم بے خودی میں کچھ اس قسم کے اشعار پڑھنے لگا

''اے میرے رب میرے پاس یوم حشر کیلئے کوئی سرمایہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ میرے دل میں تیری رحمت و بخشش کی امید ہو میرا بڑھاپا روز محشر تیری بارگاہ میں میری

شفاعت کرے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ تو اس پر نظر کر کے مجھے اپنے دامن رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا" یہ واقعہ سنانے کے بعد وہ بوڑھا حضرت عبدالقادر جیلانی سے دوبارہ مخاطب ہوا۔ حضور یہ اشعار میری زبان پر تھے کہ آپ کے خادم نے آ کر میری ہتھیلی پر سو دینار رکھ دیئے اب میں گانے بجانے سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں یہ کہہ کر بوڑھے نے اپنا بربط اسی وقت توڑ پھوڑ دیا۔

خاصانِ خدا کا بارگاہِ غوثیت میں اظہارِ عقیدت

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی پاکیزہ و مصفٰی شخصیت کے حوالے سے اکابرینِ اُمت نے اپنے اپنے رنگ، آہنگ اور سوچ کے مطابق اظہارِ خیال کیا ہے تنگی دامانِ صفحات کے پیش نظر "مشت از خروارے" کے طور پر چند اکابرِ اُمت کے بحضور شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؒ نذرانہ عقیدت پیش کیے جاتے ہیں

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری نے فرمایا

در بزمِ نبی عالیشانی ، ستارِ عیوب مُریدانی
در ملکِ ولایت سلطانی اے منبع فضل و جود و سخا

یعنی سرور کونین آقائے دو جہاں ﷺ کی بزمِ اقدس میں آپ کی شان بلند ہے آپ اپنے مریدوں کے عیوب ڈھانپتے ہیں اقلیم ولایت کے لیے آپ بادشاہ و فرماں رواں ہیں اور فضل و سخاوت کے منبع ہیں"

چو پائے نبی شُد تاج
تاجِ ہمہ عالم شُد قدمت
اقطابِ جہاں در پیش مدت
اُفتادہ چو پیش شاہ گدا

''یعنی جب رسولِ پاک کا قدم مبارک آپ کے سر اقدس کا تاج ہے تو آپ کا قدم مبارک تمام جہانوں کے سر کا تاج ہے تمام عالم کے اقطاب آپ کے در پر اس طرح پڑے ہیں جس طرح بادشاہ کے سامنے گداگر''

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی نے فرمایا

قبلہ ء اہلِ صفا حضرت غوث الوریٰ
دستگیرِ ہمہ جا حضرتِ غوث الثقلین

یعنی حضرت غوث الثقلین تمام اہل اللہ کے قبلہ ہیں اور ہر جگہ حاجتمندوں کی دستگیری فرماتے ہیں

حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری نے فرمایا

''در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

یعنی دونوں جہاں میں آپ کے سوا کوئی دستگیر نہیں ہے از راہ کرم میرا ہاتھ پکڑیے کہ آپ عاشقوں کی جان ہیں''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ''نفحات الانس'' میں فرماتے ہیں

گو ز کمالِ تو چه غوث الثقلینا
محبوبِ خدا، ابنِ حسن آلِ حُسینا
سر بر قدمت جُملہ نہا وندو بگفتند
تاَللہِ لَقَد آثَرَکَ اللہُ علینا

''یعنی اے آلِ حسین، فرزندِ حسن، محبوبِ خدا غوث الوریٰ (جن وانس کے فریادرس) میں آپؓ کے کمال کے متعلق کیا کہوں، سب اولیاء اللہ نے اپنا سر آپؓ کے قدم پر رکھا

اور کہا واللہ (خدا کی قسم) آپؓ کو اللہ نے ہم پر فضیلت عطا کی ہے"

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں

شاہِ جیلانی محبوبِ سُبحانی میری بانہہ پھڑیو گھُٹ کر کے ہُو
پیر جہاں دا میراں باہو اوہ کدھے لگدے تر کے ہو

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

غوثِ اعظم دلیلِ راہ یقین
بالیقین رہبرِ اکابرِ دیں
اوست در جملہ اولیاء ممتاز
چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز

یعنی غوثِ اعظم راہ یقین کی دلیل ہیں اور بلاشبہ اکابرِ اُمت کے رہبر ہیں جس طرح سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں اسی طرح وہ (غوث الاعظمؓ) تمام اولیاء میں ممتاز ہیں"

میاں محمد بخش مُصنف "سیف الملوک" فرماتے ہیں

"واہ واہ حضرت شاہِ جیلانی مظہر ذاتِ ربانی
سر پر محبوبی والا ولیاں دی سلطانی
غوثاں قُطباں ابدالاں قدم جہاندے چائے
ہے بر ساندے موئے جوائے ایسے کرم کمائے
غفلت غم دی مرض وہنجے گی لُوں لُوں رچی شادی
جس دم کرسن یاد محمد حضرت شاہ بغدادی

جنابِ امیر مینائی کہتے ہیں

کھٹکا نہیں ہے کوئی بھی آفات دہر کا
آئے کوئی بلا تو سپر غوث ِ پاک ہیں
اس نام سے کلیجے میں ٹھنڈک نہ کیوں پڑے
مرہم برائے زخمِ جگر غوث ِ پاک ہیں
پرواہ نہیں جو کوئی نہیں قدر داں امیرؔ
صد شکر قدر دانِ ہنر غوثِ پاک ہیں

جنابِ داغ دہلوی کہتے ہیں

یہ دل محبوبِ سُبحانی کے صدقے
محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کے صدقے
تمہارے لُطف پنہانی کے قرباں
تمہارے فیضِ روحانی کے صدقے

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خاطر میں لاتا نہیں کُتا تیرا
مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوہ ءِ زیبا تیرا

جنابِ حسرت موہانی کہتے ہیں

دستگیری کا طلب گار ہوں شیئاً للّٰہ
میرِ بغداد میں ناچار ہوں شیئاً للّٰہ

غوثِ اعظمؓ سے جو مانگو گے ملیگا حسرتؔ

بس کہو، حاضر دربار ہوں شیئاً للہ

حضرت امام احمد رضا خان بریلوی حضور غوث الاعظمؓ کے مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں''

اَفَلَت شُمُوسُ الاَوَّلِینَ وَ شَمسُنَا

اَبَدًا عَلیٰ اُفقِ العُلیٰ لا تَغرُوب

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے

اُفقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا دنا غوث الاعظم

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری المعروف خواجہ غریب نواز نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

یا غوثِ معظم ، نورِ ہدیٰ ، مختارِ نبی ، مختارِ خُدا

سلطانِ دو عالم، قطب علیٰ، حیراں ز جلالت ارض وسماء

در صدق ہمہ صدیق وشی ، در عدل و عدالت چو عمری

اے کانِ حیا عثمان غنی ، مانند علی با جود و سخا

در بزم ِ نبی ، عالی شانی ، ستار عیوب مریدانی

در ملک ولایت سلطانی ، اے منبع فضل و جود و سخا

چوں پائے نبی شد تاج سرت، تاجِ ہمہ عالم شد قدمت

اقطابِ جہاں در پیش درت ، افتادہ چو پیشِ شاہ و گدا

گر داد مسیح بہ مرداں رواں ، دادی تو بدین محمد جاں

ہمہ عالم محی الدین گویاں، بر حسن و جمالت گشتہ فدا

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے حضور غوث الاعظمؓ کے بارے میں فرمایا

''شیخ عبدالقادرؓ بادشاہ طریق اور تمام عالم وجود میں صاحبِ تصرف تھے، کرامات و خوارق عادت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دوامی یدِطولیٰ عطا فرمایا تھا

مخدوم جہاں حضرت علاء الدین علی احمد صابری کلیری کچھ اس طرح فرماتے ہیں

مَن آدمم بہ پیش تو سلطان عاشقاں

ذات تو ہست قبلہء ایمان عاشقاں

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر

دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (جو کہ مکتبہ دیوبند کے روحانی پیشوا کی حیثیت سے مانے جاتے ہیں اور دیوبند سکول آف تھاٹ کی مقتدر شخصیات آپ کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتی ہیں مگر آپ کے افکار کو نہیں مانتی) حضور غوث الاعظمؓ کے بارے میں فرماتے ہیں

خداوند! بحق شاہ جیلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محی الدین • غوث • قطب دوراں

بکن خالی مرا از ہر خیالے

• لیکن آں کہ زو پیداست حالے

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 1642ء) اپنی تصنیف ''اخبار الاخیار'' میں فرماتے ہیں

''اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظمؒ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک آپؒ کے کمال، جلال اور جمال کا شہرہ تھا اللہ تعالیٰ نے بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور جسمانی تصرفات کے لوازم و اسباب آپؒ کے اختیار و اقتدار میں دے دیئے تھے اور تمام اولیاء اللہ کو آپؒ کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا تھا، غرضیکہ تمام اولیاء وقت، حاضر و غائب، قرب و بعید، ظاہر و باطن سب کے سب آپؒ کے فرمانبردار و اطاعت گزار تھے اور آپ تمام اولیاء کے سردار و سالار تھے کیونکہ آپ قطب الوقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجۃ العارفین، روح معرفت، قطب الحقیقت، خلیفۃ الارض، وارث کتاب اللہ، نائب رسول، الوجود الجث، النور الصرف، سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں'' مزید فرماتے ہیں

غوث اعظم دلیل راہ یقین
بہ یقین رہبر اکابر دین
اوست در جملہ اولیاء ممتاز
چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 791ھ /1388ء) فرماتے ہیں

با دشاہ ہر دو عالم شاہ عبد القادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبد القادر است

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 666ھ /1267ء) فرماتے ہیں

دستگیر بے کساں و چارہ ء بے چارگان
شیخ عبد القادر است آن رحمۃ للعالمین

کچے کوٹھے میں بیٹھنے والے پکے عقیدے کے حامل اور عشق رسول ﷺ کی مستی میں

سرشار حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی 1340ھ/1920ء) نے کیا خوب فرمایا ہے

بندہ قادر کا بھی قادر ہی ہے عبد القادر

سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سفرِ آخرت

شیخ عبدالقادر جیلانی ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کے اوائل میں سخت علیل ہو گئے اور اسی کیفیت میں غالبًا ۹ ربیع الآخر کو نوے سال سات ماہ کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ برصغیر پاک و ہند میں ان کا عرس ہر سال گیارہ اور سترہ ربیع الآخر کو منعقد کیا جاتا ہے۔ دوران علالت جب آپکے صاحبزادے نے ان سے وصیت فرمانے کو کہا تو آپ نے فرمایا ''خدا کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھنا، تقویٰ اور خدا کی عبادت کو شعار بنانا، توحید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرنا'' ایک روایت کے مطابق بیٹے کو وصیت فرمانے کے بعد آپ حالت علالت میں کھڑے ہو گئے اور حاضرین مجلس سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے'' کھڑے ہو جاؤ، جگہ دو اور آداب بجالاؤ کیونکہ رحمت الٰہی کا نزول ہو رہا ہے اس کے چند لمحات بعد انہوں نے حاضرین مجلس کو وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ کہا اور پھر اپنی جگہ بیٹھ کر آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر لیں جس کے ساتھ ہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اس دنیا فانی سے پردہ فرما گئے اور پھر ان کا فیض ان کے مزار مبارک سے جاری ہو گیا۔ آپکا روضہ اقدس بغداد شریف میں ہے جہاں آج بھی لاکھوں لوگ فیض یاب ہونے کیلئے حاضری

دیتے ہیں۔ پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا میں موجود ہر صاحبِ ایمان مسلمان ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم دلا کران کو یاد کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور غوث الاعظمؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضور غوث الاعظمؓ کی تاریخ وصال تو مختلف شعراء نے بیان کی ہے

ایک فارسی شاعر نے خوب لکھا ہے

سلطانِ عصر شاہِ زماں قطبِ اولیاء

اِنَ باز اللہ سلطانِ الرجال

جاء فی عشق ومات فی کمال

ترجمہ! یعنی بے شک اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے وہ عشق میں آیا اور اس نے کمال میں وفات پائی

اس بیت میں کلمہ عشق کے اعداد چار سوستر ہیں جو آپ کی تاریخ ولادت ہے اور کلمہ کمال کے عدد 91 ہیں جو عمر شریف کی مقدار ہے اور کلمہ عشق کو کلمہ کمال کے ساتھ ملانے سے 561 اعداد نکلتے ہیں جو آپ کی تاریخ وفات ہے

خواجہ نصیر الدین گیلانی نے خوب فرمایا۔۔۔۔۔۔!

آسمان تلک جس کا دیوان ہے۔۔۔۔۔۔واہ کیا شان ہے

آج خلقِ خدا کس کی مہمان ہے۔۔۔۔۔۔واہ کیا شان ہے

لاتخف جس کا مشہور فرمان ہے۔۔۔۔۔۔واہ کیا شان ہے

بالیقین وہ شہنشاہ جیلان ہے۔۔۔۔۔۔۔اہ کیا شان ہے

حق دیا جس کو قدرت نے اعلان کا۔۔۔۔۔مرحبا مرحبا

عظمتوں کی داستان

صالحینِ اُمت پر دنیا کے دانشور، سکالرز سیرت نگار، قلم کار اور ادیب حضرات نے اپنی اپنی سوچ، فکر اور علم کی بنیاد پر بہت کچھ لکھا ہے اور یہ علمی سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ قطب الاقطاب، محبوب سبحانی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر دُنیا کی ہر زبان میں لکھا گیا ہے اور ''عظمتوں کی داستان'' کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے زیرِ نظر ''غوث الوریٰ'' میں سیرت غوث الاعظم پر کیے گئے علمی وتحقیقی کام کی فہرست قارئین کے استفادہ کیلئے پیش کی جارہی ہے۔

نام کتاب		مصنف
الروض الزاهر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام احمد قسطلا نیؒ
اسنی المفاخرفی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام عبداللہ یافعیؒ
الباهر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام ابن اهدل حسین بن عبدالرحمن الیمنی الشافعیؒ
الشرف الباهر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام قطب الدین موسیٰ البعلبکی الحنبلی
الجنی الدانی فی مناقب الشیخ عبدالقادر الجیلانیؒ	از	حضرت علامہ برزنجی جعفر بن الحسینؒ(مفتی الشافعیه)
انوار الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت علامه ابوبکر عبداللہ البکری البغدادیؒ(مفتی العراق)
الفتح المبین	از	حضرت علامة ابی الظفر سید ظهیر الدین القادری الحنفیؒ
النفحة العلیة فی الطریقةالقادریة	از	حضرت الشیخ عبدالرحمٰن وجیه الدین العید روسی الیمنی العلویؒ
العرف العاطر فیمن بفاس من ابناءِ الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت الشیخ عبدالسلام بن الطیب الفاسیؒ
الشراب النیلی فی ولایة الجیلیؒ	از	حضرت العلامه الشیخ محمد ابن ابراهیم الحلبیؒ

السیف الربانی فی عنق المعترض علےٰ الغوث الجیلانیؒ	از	حضرت السید محمد مکی بن الاستاد سیدی مصطفٰے ابن عزورالتونسیؒ
الدر الفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن علی السائحؒ
انہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	علامۃ الشیخ غوث الدین محمد بن ناصرالدین محمد المدراسی الشافعی الھندیؒ
القصیدۃ المدحیہ	از	حضرت الشیخ عبدالباقی العمری الموصلیؒ
النشر العاطربمولدالشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت علامۃ الشیخ جمال الدین التونسی المالکی
الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	جمیل ابراھیم حبیب
الباز الاشھب عبدالقادر جیلانیؒ	از	محمد عبدالرحیم
الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	توفیق فرج الولید
السفینۃ القادریہ	از	شیخ محمد امین الکیلانی
الموجز فی تاریخ الشیخ عبدالقادرؒ	از	محمد طارق الکیلانی
البھجۃ الصغری	از	عبدالعزیز دیرینی
الدرالثمین فی منا قب الشیخ محی الدینؒ	از	علی بن ابراھیم
الشراب النبلی فی مناقب الشیخ محی الدینؒ	از	محمد بن ابراھیم الحلبیؒ

الکواکب الدرية في المناقب القادرية	از	محمد رشيد الرافعي
الدر الفاخر	از	سید عبدالقادر
اکی غوث الأنام (ترکی)	از	احمد حلمي
الموجز فی تاریخ القطب الغوث و الباز الاشهب	از	فخری نورس
انهار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامه الشیخ غوث الدین محمد بن ناصر الدین محمد المدارسی الشافعي الهندیؒ
الکوکب الزاهر فی مناقب الغوث عبدالقادرؓ	از	حضرت علامه الشیخ ابو الهدی الصیادی الرفاعیؒ
الروض الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ سعید بن محمد بن احمد السمان الدمشقیؒ
الدُرَرُالناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ ابوعلی الیعقوبیؒ
انوارالمفاخرفی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	الامام السیدحاتم الا هدلؒ
القول الحلی فی بیان قدمی هذه علیٰ رقبه کل ولی	از	العلامه محمد سعید المفتیؒ
احسن الا ذکار فی مناقب غوث الا برارؓ	از	العلامه محمدعلی خان الفاضلؒ
الفیوضات الربانی فی مناقب السید عبدالقادر الجیلانیؓ	از	السیداسماعیل البغدادیؒ
انیس القادریه	از	العلامه الشیخ بهاؤالدین آملیؒ

اعجاز الغوثیہ	از	العلامہ ابوالحسنات قطب احمد القادریؒ
المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ واولادہ	از	العلامہ ابراھیم الدروبیؒ
الباز الاشہب	از	العلامہ ابراھیم الدروبیؒ
الشیخ عبدالقادرؒ	از	الشیخ محمد علی العینیؒ
مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	الشیخ عبدالرحمٰن السہروردیؒ
الدرر السنیۃ فی مواعظ الجیلانیۃؒ	از	الشیخ السید محمد سیف الدین الجیلانیؒ
الشیخ عبدالقادرؒ	از	الشیخ یونس ابراھیم السامرائی الخطیبؒ
الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظمؒ (جلداول)	از	حافظ شاہ محمد علی انور قلندرؒ
الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	ڈاکٹر عبدالرزاق الکیلانیؒ
الباز الاشہب (سرکارِ غوث الاعظمؒ)	از	افتخار احمد حافظ قادری
افضلیتِ غوث اعظمؒ	از	ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی
الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	حکیم غلام حیدر سہیل
اسماء یک صد یازدہ حضرت پیر دستگیرؒ	از	قلمی مجموعہ رسائل نمبر PF 11 3 پنجاب یونی ورسٹی لاہور
الجواہر التوحیدیۃ فی تعلیمات الغوثیۃ	از	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑویؒ

الرباعیات المدحیة فی حضرت القادریة(مجموعہ رباعیات درشان غوثیہ)	از	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑویؒ
انوار قادریہ	از	پروفیسر سید سردار شاہ گیلانی
انوار قادریہ	از	میاں عمر دین قادری مجددی
اثار القادریہ	از	مخدوم سید محمد شاہ المعروف شیخ حامد محمد شمس الدین سادس اوچویؒ
الروض الزاھر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	امام برھان الدین القادریؒ
احوال وآثار شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	سید محمد فاروق القادری
احوال و مقاماتِ غوث الاعظمؒ	از	مملوکہ کتب خانہ گنج بخش لاھور
انوارِ غوثیہ	از	محمد امیر شاہ قادری
﴿ب﴾		
بہجۃ الابرار	از	شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ
بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار	از	حضرت علامہ ابوالحسن الشطنوفی الشافعیؒ
بھجۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت الامام العلامہ المقدسیؒ
بھجۃ الناظر فی فضائل الشیخ عبدالقادرؒ	از	الشیخ العلامہ الآشمی الغدادیؒ

بحرالسرائر (قلمی)	از	حضرت سید سعد اللہ رضوی موسوی قادری
بزمِ غوث العظمؒ	از	علامہ محمد شریف نوری نقشبندی
بڑھیا کا بیڑا اور سرکارِ بغداد کی کرامت	از	علامہ مفتی فیض احمد اویسی بہاولپوری
برکاتِ قادریت	از	مولانا جمیل الرحمٰن قادری برکاتی
﴿پ﴾		
پیرانِ پیرؒ	از	پروفیسر فیاض احمد کاوش
﴿ت﴾		—
تحفۃالقادریۃ	از	حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاھوریؒ
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت علامہ عبدالقادر الاربلی البغدادیؒ
تحذیر المنکر للقدرۃالمعاند الغادر المعترض علیٰ کلام سیدی الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت علامہ احمد بن ابی بکرالحموی الحنبلی القادریؒ
تلطیف الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت علامہ محمد صادق السعدی الشہابی القادریؒ

توفیق الملك القادرلسولك طریق الغوث عبدالقادرؒ	از	علامہ الشیخ کمال الدین الحنفیؒ
تذکرہ سیدنا غوث اعظمؓ	از	طالب الهاشمی
تجلیات غوثیہؓ	از	پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ
تذکرہ قادریہ	از	حضرت پیر سید طاھر علاؤالدین القادر الگیلانی البغدادیؒ
تاریخ جامع الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	عبدالرحمٰن المحض
تعلیمات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	محمد منیر شاکر نوشاھی
تذکرہ سیدنا غوث اعظمؓ	از	علامہ نور بخش توکلی ایم۔اے
تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء(جلد اوّل)	از	میاں عطا محمد قادری قطبی
تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء(جلد دوم)	از	میاں عطا محمد قادری قطبی
تحفۂ میراں(پنجابی منظوم حکایات)	از	حضرت میاں محمد بخش قادری عارف کھڑی شریف
تجلے بغداد(منظوم پنجابی مناقب)	از	سائیں محمد یوسف قادری نوشاھی
تذکرہ حضرت غوث پاکؓ(کتابچہ)	از	ڈاکٹر حافظ غلام عباس عثمانی فتح پوری
تذکرہ غوث پاکؓ(کتابچہ)	از	ریحانہ کوثر سلھری
تحفۂ دستگیر	از	مولانا محمد نظام الدین ملتانی

تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ(بحوالہ برصغیر پاک وھند)	از	پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد القادری
تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ	از	علامہ عبدالمجتبیٰ رضوی
تحفۂ قادریہ یعنی ارشاداتِ غوثیہ	از	طاہر شاہ عطاء
تنشیط الخاطر(ترکی)	از	ضیاء الدین ترك
توصیف نامہ میراں محی الدینؒ	از	ملاں فیروز بیدری(ادارہ ادبیات اردو پاکستان)
تحفۃ القادری(منظوم مناقبِ غوثیہ فارسی)	از	خواجہ ثناء اللہ خراباتیؒ
تذکرہ قادریہ	از	محمد مظہر اللہ
﴿ج﴾		
جھد المقل القاصر فی نصرۃ الشیخ سیدی عبدالقادرؒ	از	حضرت الشیخ ابو عبداللہ محمد ابن احمد المسناویؒ
جمالِ غوثیہ	از	علامہ نصیرالدین شاہ ھاشمی قادری برکاتی
جواھرِ غوثیہ	از	محمد الیاس اعظمی
﴿ح﴾		
حجۃ البیضاء فی رد اھل الطغی	از	العالم الربانی مولانا مرید محی الدین پشاوری
حیات جاودانی مناقب محبوب سبحانیؓ	از	مترجم ـ مولانا عبدالستار

حضرت پیران پیرؓ کی شخصیت،سیرت اور تعلیمات	از	علامہ پیر نصیر الدین شاہ گولڑویؒ
حالات و مناقب غوث الا عظمؓ	از	محمد عرفان
حضرت غوث الا عظمؓ(سوانح وتعلیمات)	از	میکش اکبر آبادی
حیات غوث الوریٰ	از	نصیر الدین ہاشمی
﴿خ﴾		
خلاصۃ المفاخر فی اخبار الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام عبداللہ یافعیؒ
خلعتِ رحمانی فی احوال الشیخ الجیلانیؒ	از	حضرت علامہ برکت اللہ الهندیؒ
خصائص القادریہ(فضائل سلسلہ قادریہ)	از	علامہ صاحبزادہ شریف احمد شرافت نوشاھیؒ
خلاصۃالقادریہ	از	ابو المعالی محمد(پھلواری شریف)
خاتون پاکستان(مجلہ) کراچی غوث اعظم نمبر۲ جلدیں(۱۹۶۷ء)	مدیر	شفیق بریلوی
خلعتِ رحمانی فی احوال الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	قاضی عبدالنبی کوکب
﴿د﴾		

دررالجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام سراج الدین عمر الانصاری الشافعیؒ
دیوانِ سروری(منظوم مناقب سرکارِ بغداد)	از	علامہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ
﴿ر﴾		
روضۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام مجد الدین فروز آبادیؒ
ریاض البساتین فی اخبار الشیخ محی الدینؒ	از	حضرت علامہ محمد امین بن احمد الجیلانیؒ
روض النواظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادرؒ	از	الشیخ محمد سعید السنجاری القادریؒ
رسائل کراماتِ غوثِ اعظمؒ	از	امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری
رقاۃ المراتب(ترکی)	از	سلمان حسبی
رسالۃ السلوک القادری	از	مکتبہ حسن پاشا نمبر٦٧٧
رسائل احوال وسیر حضرت غوثیتؒ	از	عبدالرزاق فرنگی محلی
رسالہ دراحوال حضرت غوثِ پاکؒ	از	محمد عنایت اللہ فرنگی محلی
﴿ز﴾		
زبدۃ الآثار تلخیص بھجۃ الاسرار	از	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

زمرد کلام عبدالقادرؒ(ترکی)	از	زاری طاہر محمد
(س)		
سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرارؒ	از	علامہ شاہ محمد علم الیقین ہمدانیؒ
سیرتِ غوث اعظمؒ	از	علامہ نور بخش توکلی
سیرت غوث الثقلینؒ	از	مولانا ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی
سیدنا غوث اعظمؒ	از	صوفی گلزار احمد شکوری
سیرتِ غوث اعظمؒ	از	مولانا زاھد القادری
سیرتِ غوث اعظمؒ	از	مولانا نور احمد پسروری
سیرتِ غوث اعظمؒ	از	مولانا محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی
سوانح غوث پاکؒ	از	انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی
سید عبدالقادر جیلانیؒ	از	محمد الیاس عادل
سیرت غوث اعظمؒ	از	میاں ظاہر شاہ
سوانح عمر حضرت غوث الاعظمؒ(انگلش)	از	حضرت پیر سید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادیؒ
سرور الخاطر الفاطر فی نداء یا شیخ عبدالقادرؒ	از	پروفیسر حافظ سید احمد علی بٹالویؒ
سیرت غوث اعظمؒ	از	علامہ عبدالرحیم خان قادری
سیرت غوث اعظمؒ	از	علامہ عالم فقری

سید الاولیاء	از	علامہ طارق مجاہد جہلمی
﴿ش﴾		
شمس المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	العلامہ محمد النخشبی الحلبیؒ
شاہ جیلاںؒ	از	محمد وحید الدین آفندی بغدادی قادری
شہنشاہِ بغداد	از	مولانا محمد لطیف زار نوشاہی
شریف التواریخ (جلد اوّل)	از	علامہ صاحبزادہ شریف احمد شرافت نوشاہیؒ
شاہ جیلاںؒ بے مثال مبلغ اسلام	از	سید غلام مصطفےٰ بخاری
شاہِ جیلاںؒ	از	قاضی عبدالنبی کوکب
شجرۃ الانوار(قلمی تذکرہ سرکارِ بغداد مع اولاد امجاد	از	حضرت سید علی اصغر گیلانی لاھوریؒ
شانِ غوث الاعظمؒ(سلطان باھو کی نظر میں)	از	پروفیسر سید احمد سعید ھمدانی
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	از	محمد غسان نصوح غرقون
شاہ جیلاںؒ	از	علامہ محمد کریم سلطانی(فیصل آباد)
شاہ جیلاںؒ	از	عبدالقادر

شمائل غوث اعظمؒ	از	مملوکہ کتب خانہ گنج بخش لاہور
شاھنامہ غوثیہ(پنجابی)	از	دائم اقبال دائم قادری
﴿ص﴾		
صمصامِ قادریہ (اولیاء اللہ پر فضیلتِ غوثیہ)	از	سید حیدر شاہ حنفی
﴿ض﴾		
ضرب الاقدام(نبوت صلوۃغوثیہ)	از	حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ
﴿ع﴾		
عرفانِ قادر	از	عبدالعزیز عرفی ایڈوو کیٹ سندھ ھالیکوٹ
عبدالقادر جیلانیؒ باز اللہ الا شھب	از	یوسف محمد زیدان
﴿غ﴾		
غبطة الناظر فی ترجمة الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ
غوث الاعظم دستگیرؒ(انگلش)	از	عبدالعزیز عرفی ایڈوو کیٹ سندھ ھالیکوٹ
غوث الاعظمؒ(سندھی زبان میں)	از	مولوی عبدالرحمن پٹو
غوث اعظمؒ	از	مظھر امروھوی

غوث اعظمؓ	از	مولانا احتشام الحسن کاندھلوی
غوث الاعظمؓ	از	استاد خلیل اللہ خلیلی
غوث اعظمؓ	از	قاضی برخوردار ملتانی
غوث اعظمؓ	از	ارمان سرحدی
غوث اعظمؓ	از	مولوی نذیر احمد سیماب
غوث الاعظمؓ	از	امیر محمد شاہ قادری
﴿ف﴾		
فتاویٰ کراماتِ غوثیہؓ	از	حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
فیضانِ قادریہ	از	پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد القادری
فیضان قادریہ	از	پروفیسر ناصر الدین قادری
﴿ق﴾		
قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ محمد یحییٰ التازفیؒ
قصیدہ مدحیہ(فارسی)	از	شیخ الامام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
قدم الشیخ عبدالقادر علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر	از	مولانا ممتاز احمد چشتی(شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان)
قومی ڈائجسٹ	از	پیران پیرؓ نمبر
﴿ک﴾		

کوکب المبانی وموکب المعانی شرح صلوت سیدی عبدالقادر الجیلانیؒ	از	حضرت علامہ عبدالغنی النابلسیؒ
کمالاتِ قادریہ	از	سید طالب محی الدین کرمانی قادری لاھوریؒ
کراماتِ غوث اعظمؒ	از	علامہ محمد شریف نقشبندی
کرامت حضرت غوث پاکؒ(بڑھیا کا بیڑا تیرانا)	از	پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی(لندن)
کرامت محبوب سبحانیؒ(منظوم اردو حکایاتِ غوثیہ)	از	باھتمام حاجی عبدالصمد(کلکتہ)
کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء(شانِ غوثیہ میں اولیاء کی مناقب)	از	حافظ برکت علی قادری لاھوریؒ
کحل العینین فی تفصیل غوث الثقلینؒ	از	محمد اسماعیل(خدا بخش لائبریری)
کحل الجواھر	از	سید عبدالقادر
کنور القادر(فارسی شرح اوراد الاسبوح غوثیہ)	از	ابوالفرح خضرت فاضل الدین بٹالویؒ
گ		
گلزارِ قادریہ(مناقبِ غوثیہ بزبان پنجابی)	از	ابوالفرح حضرت فاضل الدین بٹالویؒ

﴿ل﴾		
لمعاتِ القادریہ (حالات و مناقب غوثیہ)	از	ابو الفرح حضرت فاضل الدین بٹالویؒ
لطائف القادریہ	از	العلامہ شیخ حسن القطبیؒ
لمعاتِ غوث اعظمؓ	از	شاہ محمد فاروق
لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب (منکرین غوثیہ کو جواب)	از	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑویؒ
﴿م﴾		
مناقب الشیخ عبدالقادرؓ المنظومہ	از	حضرت علامہ الشیخ محمد بن سیدی ابراهیم المعروف المشیشی القادریؒ
مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ الشیخ عبدالرحمٰن الطالبانیؒ
معرفۃ الطریقہ القادریۃ	از	حضرت الشیخ حسن رضا الاقسرائی القادریؒ
محبوبِ سبحانی (سیرتِ غوث اعظمؓ)	از	پروفیسر ملک عنایت اللہ
مناقب غوث الابرارؓ	از	نواب محمد علی خان
مظهر انوارِ مصطفائی	از	حکیم شیخ عبدالغفور عرشی قادری

مظہر جمالِ مصطفائی	از	علامہ نصیر الدین شاہ ھاشمی قادری برکاتی
مرأۃ غوثیہ	از	صوفی محمد صدیق بیگ قادری
مسالک السالکین(جلد اوّل)	از	مرزا عبدالستار بیگ سھسرامی
محبوبِ سبحانی	از	حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادیؒ
میلاد غوث پاکؓ(منظوم اردو حکایات)	از	حاجی محمد عمر خان کوثر کلکتوی
مواعظ الشیخ عبدالقادر الجیلانیؓ	از	صالح احمد الشامی
مفتاح الاخلاص (قلمی منظوم فارسی حکایاتِ غوثیہ)	از	حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانی اچویؒ
مجلہ صوت ھادی	از	غوث اعظمؓ نمبر
مقامِ غوث اعظم (اعلیحضرت بریلوی کی نظر میں)ؒ	از	علامہ مفتی غلام حسن (حزب الاحناف لاھور)
مدح حضرت میرانؒ (قلمی منظوم پنجابی مناقب)	از	میاں اللہ یار
مناقب غوثیۃ	از	اعنلا سیدی محمد
مناقب غوث الاعظمؓ(پشتو)	از	مولانا سید رکن الدین
مناقب پیر دستگیرؒ(پنجابی)	از	ذخیرہ شیرانی مخطوطہ ۱۲۵۰۔پنجاب یونی ورسٹی لاھور

مناقب القادر	از	مکتبہ نورعثمانیہ نمبر ۲۶۰۸
مناقب غوث الثقلینؒ	از	شاہ عبداللہ ثانی
مناقب الشیخ عبدالقادر الکیلانیؒ	از	قطب الدین موسیٰ
مناجاتِ پیر دستگیرؒ	از	سید غلام قادر شاہ قادری بٹالویؒ
﴿ن﴾		
نہر القادریہ	از	الدکتور السید محمد فاضل جیلانی التیلانی الحمزرقی(ترکی)
نزھۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت ملا علی قاریؒ
نزھۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت الشیخ عبداللطیف بن ابی طاھر الھاشمی البغدادیؒ
نفحات الربانیہ فی مقامات الجیلانیہ	از	حضرت العلامہ الشیخ عبدالکریم الجیلیؒ
نزھۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت امام زرقانی محمد بن عبدالباقیؒ
نشرالجواھر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ	از	حضرت الشیخ القاضی محمد صیغۃ اللہ بدرالدولہ المدراسیؒ
نفحۃ الریاض العالیۃ فی بیان طریقۃ القادریۃ	از	حضرت علامہ الحافظ محمد رفعت الرومیؒ
نورِربانی فی مدح المحبوب السبحانیؒ	از	حضرت مولانا غلام قادر بھیرویؒ

نام ونسب	از	علامہ پیر سیدنصیر الدین نصیر گولڑویؒ
نسب الشیخ عبدالقادر الکیلانیؒ	از	عماد الدین مسعود الکیلانی
نشأة القادریة	از	(ایم،اے کا مقالہ۔الجامعة الامریکیة،بیروت)
﴿و﴾		
ورفعنالك ذکرك کا ھے سایہ تجھ پر(غوث الوریٰؒ بحثیت مظہرِ مصطفیٰ)	از	علامہ صاحبزادہ محب اللہ نوری
﴿ی﴾		
یوسف بغداد	از	سلطان ارشد القادری

﴿شروحات﴾

الطراز المُذْھب فی شرح قصیدہ مدح الباز الاشھب	از	خاتم المفسرین حضرت السید محمود الالوسی البغدادی
الزمزمة القمریة فی الذب عن الخمریة	از	حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ
العصیدة الیوسفیة شرح قصیدہ غوثیة	از	مولانا محمد اعظم قادری نوشاہیؒ
بیان الاسرار(شرح قصیدہ غوثیہ)	از	حضرت ابو الفرح فاضل الدین بٹالوی قادریؒ
شرح قصیدۂ غوثیہ	از	نواب عبدالمالک کھوڑویؒ

شرح قصیدہ غوثیہ	از	حضرت سید شاہ محمد غوث لاہوریؒ
شرح قصیدہ غوثیہ	از	مولانا محمد نظام الدین ملتانی
مخزن الاسرار الالھیۃ شرح قصیدۃالغوثیۃ	از	مولانا عبدالعبود موصلی
صحیفۂ غوثیہ شرح قصیدۂ غوثیہ	از	مولانا ابو الفیض قلندر علی سہروردیؒ
الرسالۃ البیانیہ فی اذکار طریقۃ القادریہ	از	حضرت علامہ عبداللہ بن عبدالعزیز الایلبصانی الرومیؒ
انھارالانوار من یم صلوۃ الاسرار	از	حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
ازھار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار	از	حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
رسالہ غوث اعظم مع شرح جواھر العشاق	از	حضرت بندہ نواز گیسو دراز چشتی نظامیؒ
شرح فتوح الغیب	از	حضرت امام ابن تمیۃؒ
شرح فتوح الغیب	از	حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ
شرح کبریت احمر	از	نواب عبدالمالک کھوژویؒ
شرح غنیۃ الطالبین	از	حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ
کنوز القادر (فارسی شرح اسبوع شریف)	از	ابوالفرح فاضل الدین بتالویؒ
فتح العبید(شرح اسبوع غوثیہ)	از	مولنا خواجہ عبداللہ ملتانی

قادریہ دعائیں	از	علامہ صاحبزادہ شریف احمد شرافت نوشاہیؒ
گلدستہ کرامت(منظوم اردو کرامات غوثیہ)	از	حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ
گیارھویں شریف	از	مولانا ضیاء اللہ قادری سیالکوٹیؒ
گیارھویں شریف	از	مولانا صائم چشتی(فیصل آباد)
گیارھویں شریف	از	ابوالحسن محمد علی رضوی
گیارھویں شریف حقائق کی روشنی میں	از	پروفیسر فیاض احمد کاوش
گیارھویں نامہ	از	حضرت خواجہ حسن نظامی دھلویؒ
گیارھویں نامہ	از	سائیں محمد یوسف قادری نوشاہیؒ

﴿ضمیمہ﴾

انتخاب خلاصۃ المفاخر(فارسی)	از	سید محمد اشرف
اعجاز غوثیہ	از	محمد قاسم
بوستان غوثیہ	از	عبداللطیف
تحفۃالقادری(فارسی قلمی)	از	محمد عوض اللہ سلمی
تحفۃ الاحباب القادریہ	از	سید حسین
خوارق غوثیہ (فارسی قلمی)	از	خواجہ احمد
خلاصۃ القادریہ(فارسی)	از	محمد شہاب الدین

زین المجالس	از	قاضی محمد یوسف مرگھی
فوز المارب بفیوضات قادریہ	از	برھان الدین
فوائد قدسیہ در مناقب غوثیہ	از	عبدالحی
گلشن غوثیہ	از	شیخ احمد حسرت
مناقب قادریہ(فارسی قلمی)	از	عبدالرسول
مداح قادریہ	از	سید محمد برھان الدین
مجلس گیارھویں	از	امیر خان اکبر آبادی
محبوب القلوب	از	محمد باقر آگاہ
مقامات دستگیری	از	عبدالرحیم ضیاء
مناقب محبوبیہ	از	شمس الدین
میلاد شیخ برحق	از	محمد وحید قادری
نشاط العشاق(فارسی)	از	عبدالرحمان بن حسن
وسیلہ آخرت	از	محمد امانت حسین

(بحوالہ انیس المظاہر فی سیرت السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) ادارہ صوت ہادی



تشنگانِ تصوف اور وابستگانِ خانقاہِ عالیہ کے لیے

خصوصی پیغام

مرکزِ یقین، کشورِ حسین، پاک سرزمین اسلامی جمہوریہ پاکستان کو جہاں پر سیاسی سفارتی، معاشی اور معاشرتی حوالے سے ان گنت مسائل کا سامنا ہے وہاں پر مشائخ عظام کی بے شمار قربانیوں اور جدوجہد کا ثمر ''وطنِ عزیز'' کو نظریاتی، فکری روحانی اور عقائد کے لحاظ سے بھی چاروں طرف سے مشکلات نے گھیرا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔نت نئے فتنے اور گروہ اپنی خودساختہ ''دانشوری'' اور ذہنوں کو منجمد اور تاریک کرنے والی ''روشن خیالی'' کے نام پر وطن عزیز کی سادہ لوح عوام کو تصوف کے نام پر گمراہ کرنے میں اپنے تمام تر ذرائع اور وسائل خرچ کر رہے ہیں ایسے پُرفتن اور مادی ماحول میں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ وطن عزیز میں مقامِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور عقائد کی اصلاح و ترویج اور روح تصوف کے احیاء کے لیے اپنے آپ کو ہر لحظہ تیار رکھیں اور اپنے تن، من، دھن کے ساتھ ''فکرِ غوث الوریٰ '' کو بستی بستی، قریہ قریہ، نگر نگر، ڈگر ڈگر، گام گام عام کریں تاکہ زیست کی راہوں میں علم و حکمت کے چراغ روشن کیے جاسکیں

مخدوم و محتشم حضور قبلہ حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کی ''حضور غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ'' کے سانچے میں ڈھلی آفاقی فکر اور روحانی تعلیمات کے فروغ کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی تاکہ خانقاہی نظام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔۔۔۔مسلمانوں کے دلوں سے عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ نکالنے کی عالمی سامراج کی گھناؤنی سازش کو اس صورت میں بے نقاب کیا جاسکتا ہے جب ہمارا تعلق خانقاہی نظام سے مضبوط اور مستحکم ہوگا۔۔۔۔۔خانقاہی نظام سے تعلق اور وابستگی کی مضبوطی ہی مسلمانوں کے سینوں میں دبی عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری کو ''بھانبڑ'' بنا سکتی ہے خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف کا پیغام ''پیغامِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے عقیدت مندوں اور وابستگانِ خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف کو نصیحت کرتا ہوں کہ

نماز اچھی ، روزہ اچھا ، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ بطحاؐ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

فقیر عبدالخالق قادری

(سجادہ نشین) خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف

مرکزی امیر، مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

DESIGNED BY: MUHAMMAD TAYYAB 0321-4761150